جناتی و عضوی مرگی کی علامات
اسباب اور علاج

مرگی لگانے والے جنات

تالیف
ابو ایمن احمد بن محمود بن ابراہیم
اردو قالب
ابو حمزہ ظفر اقبال







کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

مرگی لانے والے جنات

تالیف..........ابو ایمن احمد بن محمود بن ابراهیم

اُردو قالب..........ابوحمزہ ظفر اقبال

اشاعت اوّل..........ستمبر 2007ء

قیمت..........70 روپے

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

[illegible]

دارُالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان 0300 4453358

جناتی وعضوی مرگی کی علامات،
اسباب اور علاج

مرگی لگانے والے جنات



تالیف
ابو ایمن احمد بن محمود بن ابراهیم
اردو قالب
ابو حمزہ ظفر اقبال




دار الابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاھور پاکستان
فون: 4453358 -0300




آئینہ

مرگی لگانیوالے جنات

باب : ۳

شیطان اور انسان کے درمیان جاری جنگ

باب : ۴

انسان کے ساتھ جنگ میں شیطان کا اسلحہ

باب : ۵

جنات و شیاطین کا انسان میں داخل ہو جانا

دورہ یعنی مس الشیطان یا جن پڑنا

باب : ۶

دماغ کے سٹی اسکین کے ذریعہ تحقیقات

باب : ۷

جناتی مرگی والے مریض کا قرآنی اور نبوی دعاؤں اور شرعی دم کے ذریعے علاج

حرفِ تمنا

مرگی اور جِنّات

مرگی ایک تکلیف دہ مرض ہے جو اچانک انسان پر بغیر کسی پیشگی اطلاع دیے یا علامت ظاہر کیے حملہ آور ہو جاتا ہے۔ انسان اس کے حملہ آور ہوتے ہی ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے۔ ہم نے بھی اپنے بچپن میں اس مرض کا شکار ایک مریض اپنی آنکھوں کے سامنے شکار ہوتے دیکھا۔ ہم اپنے سکول "گورنمنٹ پرائمری سکول واقع جامع مسجد اہل حدیث نہر بازار سمندری" جارہے تھے۔ جہاں آج کل خطیب دلپذیر مولانا بہادر علی سیف حفظہ اللہ دعوت و اصلاح اور خطبہ جمعہ ارشاد کرنے کی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں۔ محلے کے چند دوسرے طالب علم ساتھی بھی ہمراہ تھے۔ ہمارے پاس سے گزرتے ہوئے ایک شخص اچانک لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑا... ہم فوری اس کے قریب پہنچے کہ دیکھتے ہی دیکھتے اچانک اس کو کیا ہو گیا ہے۔ ہمارے ساتھ قریب سے گزرنے والے اور لوگ بھی وہاں جمع ہونے لگے۔ اب وہاں ایک مجمع بن چکا تھا۔ لوگوں کا ٹھٹھ تھا جو جو ایک دائرے کی شکل میں کھڑا تماشہ دیکھ رہا تھا۔ بالکل ایسے ہی جیسے ہم بندر نچانے والے کا تماشہ دائرہ کی شکل میں کھڑے ہوکر دیکھتے رہتے تھے۔ ہم دیکھ رہے تھے کہ گرنے والا زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا اب وہ پھڑ کنے لگا۔ تکلیف کی بنا پر اس کا جسم زمین سے اوپر اچھلتا اور پھر زمین پر گرتا منہ سے جھاگ نکلنے لگی ... سانسیں بے ترتیب، تیز اور آواز والی ہوگئیں یوں وہ زمین پر لوٹ پوٹ ہوکر گرد و غبار یا کیچڑ و گندگی میں لتھڑ چکا تھا۔ یہ اس پر وارد ہونے والا مرض کا دورہ تھا۔

اس موقع پر لوگ اس کا علاج معالجہ و تعاون وغیرہ کرنے کی بجائے عجیب وغریب

کام کرنے لگے۔ مریض کے گرد لوگوں کا بہت بڑا مجمع اکٹھا ہو چکا تھا۔ ہر کوئی اپنا اپنا علاج بتا رہا تھا کہ اس کو یوں کرو' نہیں ایسے کرو... پانی پلاؤ... ناک میں فلاں چیز ٹپکاؤ... اس کی ٹانگیں پکڑ کر اسے الٹا لٹکا دو... اس کے کپڑے اتار دو... ایک بولا: نہیں نہیں... اگر اس نے کھسہ (چمڑے کا جوتا) پہن رکھا ہے تو اتار کر اسے سنگھاؤ... یہ فوراً ہوش میں آ جائے گا۔ مختصراً یہ کہ جتنی زبانیں اتنے ہی علاج تجویز کیے جا رہے تھے۔ سوائے جوتا سنگھانے والی تجویز پر عمل کرنے کے کسی نے کچھ نہ کیا' سب کھڑے اس مچھلی کی طرح تڑپتے انسان کا تماشہ دیکھتے رہے' بس اتنا تعاون چند لوگوں نے پیش کیا کہ جوتے والی تجویز کا سن کر فوراً اپنے پاؤں سے ایک ایک جوتا اتارا' آگے بڑھے اور تڑپتے مریض کے ہاتھوں اور پاؤں کو اپنے شکنجے میں کس کر ایک تنومند جوان اس کی گردن قابو کر بیٹھا اور دوسرا شخص اس کو گندگی سے لتھڑے جوتے سنگھا رہا تھا' لیجیے یہ مرگی کا دیسی علاج ہو رہا ہے۔

اس موقع پر بعض لوگوں کو چند اور بھی تکلیف دہ باتیں کرتے سنا۔ تکلیف دہ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ان باتوں کا تعلق انسان کے عقیدہ توحید سے تھا۔ وہ اس کا علاج تجویز کرتے ہوئے شرک و بدعت کی پرخار اور دہکتی راہوں پر چل نکلے۔ عملی طور پر تو کچھ کر نہ رہے تھے' بس کھڑے کھڑے زبان سے توپیں ہی چلاتے جا رہے تھے۔ ایک بولا: اسے فوری طور پر اٹھاؤ اور قریب ہی واقع بابا بھانبڑ شاہ کی قبر پہ لے جا کر قبلہ رخ لٹا دو' پھر دیکھو' یہ فوری صحت یاب ہو کر اٹھ کھڑا ہو گا۔ کچھ کہنے لگے: فوری بھاگ کر گدو شاہ کے پاس جاؤ اور اس سے اس بیماری کا تعویذ لا کر اس کے گلے میں لٹکاؤ' بھلا چنگا اٹھ بیٹھے گا۔ ایک نے آگے بڑھ کر کہا کہ اتنی دور جانے کی کیا ضرورت !!؟ اتنی دیر میں یہ بے شک اللہ کو پیارا ہو جائے' دوا تو وہی اصلی ہوتی ہے جو فوری اثر دکھائے' میرے پاس "امام ضامن" ہے' میں اس کے ڈولے (بازو) پر باندھتا ہوں' پھر دیکھیں آپ اس کا کرشمہ!!۔ اب اس نے اپنا امام ضامن اتار کر مریض کے بازو کے ساتھ کس کر مضبوطی سے باندھ دیا۔ اب کچھ لوگ لائن میں لگے اپنی خدمات پیش کرنے کے لیے مستعد و تیار کھڑے تھے۔ سب کے ہاتھ میں اپنی اپنی جوتیاں

تھیں۔ ایسے لگتا تھا کہ یہ کسی کی ''چھتر پریڈ'' کرنے والے ہیں۔ ہر کسی کی خواہش تھی کہ وہ تڑپتے مریض کو اپنا جوتا سنگھائے اور یوں وہ تندرست ہو جائے۔ سو وہ اپنی اپنی کوشش کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک ملنگ ٹائپ مجذوب جو نشے میں دھت دکھائی دے رہا تھا' مجمع سے باہر آیا اور نہایت مکاری اداکاری اور فنکاری سے بلند آواز میں کہنے لگا:

اب سب لوگ پیچھے پیچھے ہٹ جائیں' پیچھے مجمع میں چلے جائیں۔ سب نے اپنے اپنے داؤ پیچ آزما دیکھے' اب ''کینٹھا سرکار'' کا کرشمہ دیکھیں۔

پھر وہ نہایت فریب کاری سے اداکاری کرتے ہوئے ہاتھوں کو فضاء میں بلند کرتے ہوئے عجیب وغریب کلمات بولنے لگا۔ اگرچہ یہ مشاہدہ بچپن کا ہے لیکن وہ بیہودہ' بے معنی اور حماقت وجہالت پر مبنی الفاظ مجھے آج بھی یاد ہیں۔ وہ آنکھیں بند کیے ..... سانس روکے..... ہاتھ فضاء میں بلند کیے ... اپنی ہی ترنگ میں یہ پنجابی منتر پڑھ رہا تھا:

کینٹھا گلابا ہنڈ میں
پکھ لگے تے وڑ جا پنڈ میں
کینٹھا گلابا ہنڈ میں
پکھ لگے تے وڑ جا پنڈ میں

میرے سمیت سکول کے طلباء اور مجمع میں کھڑے سب لوگ موت کی سی خاموشی کے ماحول میں سراسیمگی کے عالم میں اس شیطان کے پجاری کو دیکھ رہے تھے۔ اسی طرح وہ پانچ یا چھ منٹ تک اپنی واہیات بکتا رہا۔

اب مریض کو مرگی کا دورہ شروع ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی۔ اس کے اعصاب آہستہ آہستہ ڈھیلے پڑنے لگے...... پھر وہ پرسکون ہو گیا ... اور تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھول کر اٹھ بیٹھا اور شرمندگی سے اپنے گرد جمع لوگوں کو دیکھنے لگا۔ پھر وہ اٹھا اور اپنے کپڑے جھاڑنے لگا اور قریبی لوگوں سے کہنے لگا:

معذرت چاہتا ہوں' آپ لوگوں کو میری وجہ سے پریشانی اٹھانی پڑی۔ اصل میں

مجھے مرگی کا مرض لاحق ہے جب کبھی مجھے اس کا دورہ پڑتا ہے تو ایسے ہی ہوتا ہے جیسے آپ دیکھ چکے ہیں۔ لیکن تھوڑی دیر بعد دورے کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔ ایسا کئی سال سے ہو رہا ہے۔ آپ میرے لیے دعا کریں اللہ کریم مجھے شفاء دیں۔

ملنگ نے جب مریض کو باتیں کرتے سنا تو نعرہ حیدری مار کر ناچنے لگا۔ اب جھوم جھوم کر مستی الستی کے عالم میں ہاتھ فضاء میں بلند کیے ایک دائرے میں چکر لگاتے ہوئے گھوم رہا تھا' اور کہتا جا رہا تھا:

اے سرکار اے دلدار کینٹھا

تو لگاتا ہے جنوں کو چھینٹا

پھر وہ چھینٹا کینٹھا چھینٹا کینٹھا گاتا ہوا چمٹا بجاتے ہوئے لٹو کی طرح گھوم گھوم کر ناچنے لگا۔ اب جاہل لوگ مریض کا تماشہ بھول کر اس کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ اپنا رقص روک کر لوگوں کو مخاطب کرتے کہنے لگا:

دیکھا تم لوگوں نے کینٹھا سرکار کا کرشمہ' ایسے ہی ہر مشکل میں ہر بیماری میں کینٹھا سرکار کو پکارو' وہ فوراً آئیں گے اور آپ کی ہر مشکل مصیبت دور کریں گے۔

جب کینٹھا لگائے گا چھینٹا

تو دور ہو جائے گا ہر ٹینٹا (مسئلہ)

پھر کہنے لگا:

میں نے کینٹھا شریف کی ایک آیت آپ لوگوں کے سامنے پڑھی تھی۔ آپ نے اس کا اثر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا

یوں وہ واہی تباہی بک ہی رہا تھا کہ امام ضامن والا شخص مریض کے پیچھے بھاگا' اور پکارا:

بھائی! اے بھائی جان! ...اتنی جلدی آنکھیں پھیر لیں اور اس ہفت اقلیم سے قیمتی خزانے پہ قبضہ کر بیٹھے۔ جس کی وجہ سے تندرست ہوئے' جس کی وجہ سے تکلیف سے نجات

پانی' وہ متاع گراں قدر میری ملکیت ہے۔ لہٰذا میرا امام ضامن اتار کر مجھے دو' پھر بے شک چلے جانا۔

مریض نے حیرانی سے پوچھا' کون سا امام ضامن اور کہاں ہے وہ!؟ ''ہاں! تجھے کیا پتہ' تم تو بیہوش تھے' ادھر کرو اپنا بازو'' پھر اس نے اچک کر اس کے بازو سے امام ضامن اتار لیا اور چہکتے بہکتے ہوئے مرعوب کرنے والے لہجے میں کہنے لگا: اسی کی وجہ سے ہی تم تندرست ہوئے ہو' ایک امام ضامن مستقل طور پر اپنے لیے بھی ہوا کر بازو سے باندھ لو۔ وہ شخص حیرانی سے کہنے لگا: مجھے تو یہ دورہ پانچ سال سے پڑ رہا ہے اور ایسے ہی ہوتا ہے جیسے آج ہوا ہے۔ تھوڑی دیر بعد جب دورے کا اثر ختم ہوتا ہے اور زور ٹوٹتا ہے تو میں میں تندرست بھی ہو جاتا ہوں' میں نے تو کبھی بھی ایسا ضامن شامن نہیں باندھا۔ یہ دورہ پڑنا اور پھر کچھ دیر بعد ہوش میں آ کر اٹھ بیٹھنا میرا تو معمول زندگی بن چکا ہے۔ مگر وہ شخص بضد تھا کہ نہیں شفاء اسی کی وجہ سے ملی ہے۔

لوگوں پر ملنگ کی گفتگو کا بہت اثر ہوا تھا' وہ اس سے مرعوب ہو چکے تھے اور وہ بھنگی چرسی شیطان اپنی پیری مریدی کا مکروہ کاروبار شروع کرنے اور بندوں کو غلام بے دام بنانے میں کافی حد تک کامیاب ہو چکا تھا۔ جبکہ ہم اس کی گفتگو کے ایک حصے پر غور کر رہے تھے۔ اس نے کہا کہ میں نے مریض پر ''گینٹھے شریف'' کی آیت تلاوت کی ہے۔ یہ گینٹھا کیا ہے؟ کیا یہ کوئی نیا معنوی قرآن بن چکا ہے۔ پھر ہم نے ایک اور جاہل شخص کو سمندری شہر میں مولانا عبدالحمید شیخ الحدیث مرحوم کی پنسار سٹور واقع گول چوک میں دیکھا۔ وہ بھی یہی گینٹھے کی آیت پڑھتا تھا' اور اس کو قرآن (کی مثل) گردانتا تھا۔ مولانا مرحوم نہایت نرمی اور پیار سے توحید کے پھولوں سے' اس کے دامن کو بھرنے کے لیے کوشاں تھے جبکہ وہ کانٹوں اور انگاروں سے ہی اپنے دامن کو داغدار اور جھلستا رکھنے پر خوش وخرم تھا۔

بہرحال لوگ اس بیماری کے متعلق طرح طرح کے توہمات پر مبنی عقائد رکھتے ہیں۔ بالکل ہندوؤں کی طرح کہ وہ بھی مرگی کے متعلق عجیب وغریب خرافاتی وشرکیہ عقائد رکھتے

ہیں۔ وہ مریض کو کسی ماہر ڈاکٹر کے پاس پہنچانے کی بجائے اسے چوہا دیوتا' بندر دیوتا' سانپ دیوتا' کالی ماتا' شیراں والی' بلیاں والی' کتوں والی سرکار یا دیوتا کے مزار پر لے جاتے ہیں اور پھر اس کی پوجا پاٹ میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں کے معاملہ میں مرگی کی بنا پر عقیدہ میں خرابی اور شرک و بدعت کا ارتکاب سب سے زیادہ تکلیف دہ امر ہے۔ اگر ایک مسلمان کی طرف سے اس بیماری کی بنا پر عقیدہ توحید میں شرک کی گندگی کی ملاوٹ ہوگئی تو پھر اخروی نجات کے لیے اس کے پاس رہ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ مومن کی اصل میراث عقیدہ توحید ہی ہے اگر یہی لٹ گئی تو پیچھے رہ کیا گیا۔!!؟

حقیقت یہ ہے کہ مرگی کی دو قسمیں ہیں:

① عضوی مرگی ② جناتی مرگی

ایک مرگی تو دماغی خلئوں میں خلل اور جوش کی بنا پر ہوتی ہے جس کا علاج میڈیکل سائنس تلاش کر رہی ہے اور کافی حد تک سراغ لگا چکی ہے۔ ایک مرگی جناتی ہے یہی مرگی خاص طور پر ہماری اس کتاب کا موضوع ہے۔ ہوتی یہ بھی مرگی ہی ہے لیکن اس مرگی کی علامات و کیفیات جنات کی وجہ سے رونما ہوتی ہیں۔ شریر جنات و شیاطین انسان کے اندر دخول کر کے اس کو تکلیف دیتے ہیں اور مرگی والے مرض کی علامات و کیفیات کا باعث بنتے ہیں۔ مختصراً یہ مرگی جن و شیطان کے انسان میں داخل ہونے یا جنات و شیاطین کے چمٹنے کی بنا پر ہوتی ہے۔ اسی لیے اس کو جناتی مرگی کہتے ہیں۔ عوام میں اس مسئلہ میں توہمات' جہالت' بدعات اور شرکیہ عقائد کے علاوہ کچھ نہیں پایا جاتا' سوائے چند لوگوں کے کہ جو اصل مسئلہ کو جانتے ہیں۔

چند سال قبل مجھے عالم باعمل' توحید کے شیدائی اور شرک و بدعت سے متنفر محترم اقبال سلفی صاحب ﷾ راولپنڈی میں ملے انہوں نے عوام کی اس مسئلہ میں جہالت اور اس جہالت کی بنا پر عقیدہ توحید کی تباہی کا رونا رویا۔ مسئلہ توحید کے معاملہ میں وہ نہایت حساس طبیعت کے مالک ہیں۔ میں کہتا ہوں اس مسئلہ میں ہر مسلمان کو حساس ہونا چاہیے۔ وہ

جنات وشیاطین کے دفیعہ اور جادوٹونے کے اثرات سے بچانے کے لیے عامل بھی ہیں۔ انہوں نے مجھے اس کی طرف توجہ دلائی اور ساتھ ہی بتایا کہ میں متحدہ عرب امارات سے اپنے حالیہ دورے سے واپسی پر ایک کتاب خرید کر لایا ہوں۔ جس میں مختلف ڈاکٹرز اور سائنسدانوں نے علماء کرام کے ساتھ مل کر مرگی پر ریسرچ کی ہے۔ اگر یہ جدید تحقیقات جو قرآن وحدیث کی تعلیمات کی روشنی میں کی گئی ہیں' منظر عام پر لائی جائیں تو عامۃ الناس کو بہت فائدہ ہوگا۔ خاص طور پر توحید کے جلتے دیپ کو بجھنے نہ دیا جائے گا بلکہ اس کی لو تو دان بدن بلند ہوگی۔ میں نے ان کے ان نیک مخلصانہ جذبات کو مدنظر رکھ کر وعدہ کیا کہ ان شاء اللہ ان تحقیقات کو ضرور دارالابلاغ کی سطح سے منظر عام پر لایا جائے گا۔ کتاب کے ترجمہ کے بعد مختلف تیاری کے مراحل کے دوران کتاب کا اصل نسخہ گم ہوگیا اور کتاب کا جلد منظر عام پر آنا مخدوش ہوگیا۔ ہم اصل نسخہ تلاش کرتے رہے' دو سال لگ گئے لیکن نسخہ نہ ملا۔ محترم اقبال سلفی صاحب اپنے سعودیہ وغیرہ کے دورہ کے درمیان اس نسخہ کو وہاں واقع مختلف مکتبہ جات میں تلاش کرتے رہے لیکن کہیں اس کی کاپی نہ مل سکی۔

قارئین کرام! آپ سوچ رہے ہوں گے جب اصل کتاب کا ترجمہ مکمل ہوگیا تھا تو اب بے شک کتاب گم بھی ہو جائے تو کیا ہے' کتاب فوری چھپ کر منظر عام پر آجانی چاہیے تھی۔ کیا وجہ تھی کہ دو سال نسخہ کی تلاش میں لگا دیے!؟ تو پیارے بھائیو اور دوستو! بات دراصل یہ تھی کہ اس کتاب میں میڈیکل سائنس کی روشنی میں کی گئی ریسرچ وتحقیق کی رنگین مائیکرسکوپک تصاویر بھی تھیں۔ الٹراساؤنڈ اور سٹی سکین کی کمپیوٹرائزڈ تصاویر وعکس بھی تھے۔ مخصوص مریضوں کہ جن پر تجربات کیے گئے تھے' ان کے ایکسرے بھی تھے۔ ہم چاہتے تھے کہ یہ تمام تحقیقات وریسرچ کے دستاویزی' تصویری ثبوت' بھی آپ کے سامنے رکھتے۔ تمام میڈیکل سائنس کی رپورٹیں اصل شکل میں آپ کے سامنے ہوتیں۔ یہ تمام تر تحقیقات رسول عربی طبیب اعظم آقائے دوجہاں ﷺ کے فرامین ذی شان کو سائنسی بنیادوں پر ثابت کر رہی تھیں۔ اصل نسخہ نہ ملنے کی بنا پر اب ہم یہ کتاب ان رپورٹوں' رنگین خوردبینی تصویروں' سٹی

سکین، ایکسرے، الٹرا ساؤنڈ رپورٹوں کے بغیر ہی شائع کر رہے ہیں، اس امید پر کہ جونہی ہمیں کبھی اصل کتاب مل گئی تو تمام چیزیں نئے ایڈیشن میں شامل کر دیں گے۔

یہ کتاب محترم اقبال سلفی ﷾ کے بھرپور تعاون و تحریک کی بنا پر منظر عام پر آئی ہے، جس کے لیے میں ان کا بے حد ممنون ہوں۔ آج کل کے عاملین تو یہ چاہتے ہیں کہ اصل حقیقت کا لوگوں کو علم ہی نہ ہو اور وہ جوق در جوق ان کے جال میں پھنس کر ان کی چوکھٹوں پر اپنی جبینیں گھسواتے اور ایمان کی دولت لٹاتے رہیں، یوں ان کی تجوریاں اور پیٹ کا جہنم بھرتا رہے۔ لیکن یہ عجیب عامل ہے جو توحید کا درس بھی دیتا ہے، بدعات و خرافات اور توہمات سے آگاہی کروا کر ان سے روکتا بھی ہے اور پھر یہ بھی چاہتا ہے کہ لوگوں کو جنات، جادو، ٹونے، نظر بد، جناتی مرگی وغیرہ کی اصل حقیقت کا علم بھی ہو جائے اور اس سے بچنے کا طریقہ کار بھی وہ جان جائیں۔ یوں وہ عاملین کے چنگل میں پھنس کر عقیدہ کی دولت لٹانے سے بچے رہیں، توحید کا دامن تھام کر شرک کی آندھیوں کے سامنے سینہ سپر ہو کر کھڑے ہو جائیں اور قرآن و سنت کی روشنی میں اپنا دفاع خود کر کے نام نہاد عاملین اور شعبدہ بازوں کے پاس جانے سے بچے رہیں۔ اللہ کریم ان کی ان کوششوں کو ریاکاری سے بچا کر اپنے حضور سے اس کا اجر دے اور ان کی ان کوششوں کو کامیاب و کامران بنائے۔ آمین

اس کتاب کے ترجمہ کی ذمہ داری جناب ابوحمزہ مولانا ظفر اقبال فاضل مدینہ یونیورسٹی نے نہایت خوش اسلوبی سے انجام دی، ایڈیٹنگ و نظر ثانی کا کام ممکن حد تک راقم نے سرانجام دیا۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو اس پر کام کرنے والی ٹیم کے لیے رحمت و برکت اور قبولیت و نجات کا باعث بنائے اور لوگوں کے لیے آگاہی و آشنائی اور عقیدہ توحید کی حفاظت کا باعث بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

خادم کتاب و سنت

محمد ارشاد شاہد (دستخط)

۲۱ نومبر ۲۰۰٦ء لاہور

پیش لفظ

''مرگی لگانے والے جنات'' کے موضوع کا انتخاب کیوں؟

بے شک تمام تعریفیں اللہ ذوالجلال کے لیے ہیں' ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے بخشش طلب کرتے ہیں اور اپنے نفس کی شرارتوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں اور اپنے برے اعمال کی سزاؤں سے بھی ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں' جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے کوئی اسے گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کو وہ گمراہ کرنا چاہے کوئی اس کو ہدایت نہیں دے سکتا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' نیز میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے درج ذیل ارشادات پر غور فرمائیں:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ○﴾ (آل عمران: ۳/ ۱۰۲)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم کو اسلام ہی پر موت آئے''۔

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ○﴾ (النساء: ۴/ ۱)

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس

جان سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بے شمار مرد وزن پھیلائے اور تم اس اللہ سے ڈرو جس کے ذریعے تم مانگتے ہو اور رشتہ داروں کی قطع رحمی سے ڈرو' بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔''

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ○ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ○ ﴾ (الاحزاب : ۳۳/ ۷۱،۷۰)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کرو' اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور جس کسی نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی' تحقیق اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی''۔

حمد وثنا کے بعد۔ بے شک سب سے سچا کلام اللہ کا کلام ہے اور سب سے اچھا نمونہ محمد رسول اللہ ﷺ کا نمونہ ہے اور بدترین معاملات بدعات ہیں اور ہر بدعت گمراہی پر منتج ہوتی ہے اور ہر گمراہی کا انجام کار جہنم ہی ہوگا۔ (اسے خطبہ حاجت کہتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کو سکھلاتے تھے۔

قارئین کرام!...... اس میں کوئی شک نہیں کہ صحت و عافیت کے لیے [1] التزام واہتمام کرنا اور بیماریوں سے الگ تھلگ رہنا سلیم الطبع انسان کے لئے ایک فطری بات ہے۔ لہٰذا اسلام کے بعد انسان کو ودیعت شدہ نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت عافیت ہے کیونکہ اس نعمت کے بغیر انسان نہ تو اپنے رب کی عبادت صحیح طریقہ سے سرانجام دے سکتا ہے اور نہ ہی اپنے دیگر معاملات میں اپنی مرضی سے تصرف کر سکتا ہے۔ نیز شرعی دعاؤں میں یہی چیز طلب کی جاتی ہے اور مختلف قسم کی عبادات میں بھی یہی چیز مطلوب و مقصود ہوتی ہے۔ اور

[1] رسول اللہ ﷺ نے صحت و عافیت کا خصوصی اہتمام کرتے ہوئے فرمایا: ''تم میں سے جس نے اپنے گھر میں امن سے صبح کی اور وہ اپنے جسم میں عافیت میں ہوا' اس دن کی غذا اس کے پاس ہوئی تو گویا پوری دنیا اس کے لئے مہیا کر دی گئی۔ ابن ماجہ نے اسے روایت کیا اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اکثر لوگ دو نعمتوں میں غبن کرتے ہیں یعنی صحت اور فرصت میں''۔

منہیات سے اجتناب اور احکام پر عمل کرنے کے بعد سب سے کامیاب عمل جو قرب الٰہی کا ذریعہ بنتا ہے وہ یہی ہے کہ انسان بیماریوں کا مقابلہ کس طرح کر کے فائدہ میں رہ سکتا ہے۔ مزید یہ کہ مرض، بے چارگی، سستی، غم، پریشانی اور صدمات وہ چیزیں ہیں جن سے ہر صحت مند ذات نفرت و کراہت کرتی ہے۔

اسی لئے ہمیں سیرت نبویہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں رسول اللہ ﷺ نے دل کی بیماریوں سے شفاء کا اہتمام کیا وہاں ہی جسمانی بیماریوں سے شفاء کا خصوصی اہتمام فرمایا ہے۔ گذشتہ بحث سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ مرض کی دو اقسام ہیں:

① امراض القلوب [1]

② امراض الاجسام

اور یہ بات بھی ازبر کر لینی چاہئے کہ جسم کی تندرستی دل کی تندرستی سے وابستہ ہے لہٰذا ہر کسی کو اپنے دل کی اصلاح کرنی چاہئے اس کا جسم خود بخود صحیح ہو جائے گا۔

بے شک رسول اللہ ﷺ نے مرض کی دونوں قسموں کا علاج گاہے بگاہے قرآن کے ذریعے اور بعض اوقات دواؤں کے ساتھ بھی فرمایا۔ ایسے بے شمار دلائل احادیث کی مستند کتابوں میں موجود ہیں جو نہایت باریک بینی اور تحقیق و تدقیق سے ثابت ہو چکے ہیں۔ لہٰذا میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ایسے کریم و شفیع و معزز نبی پر اپنی رحمتیں اور آسانیاں نازل فرمائے کہ جس نے کوئی اندرونی مرض اور نہ ہی کوئی ظاہری مرض بغیر علاج بتائے چھوڑی، نہایت وضاحت کے ساتھ اور شیریں گفتار کے ساتھ اپنی امت کو ہر بات بتلا دی۔ آپ آئندہ صفحات میں اسی نکتہ کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں گے۔

---

① اگر کوئی قلبی امراض کے متعلق جاننا چاہے تو وہ میرے پمفلٹ ''اپنے رب کے ساتھ بندے کے تعلقات'' کا مطالعہ کرلے۔ میں نے اس میں دل کے امراض اور ان کے اسباب کا تذکرہ کیا۔ اس بات کی بنیاد میں نے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر رکھی: ''بے شک جسم میں ایک لوتھڑا ہے جب اس کی اصلاح ہو جائے تو سارے بدن کی اصلاح ہوتی ہے اور جب وہ فاسد ہو جائے تو پورا بدن بھی فاسد ہو جاتا ہے، خبردار! وہ دل ہی ہے۔'' (متفق علیہ)

کتاب لکھنے کے مقاصد:

قرآنی معالجہ کی بنیاد رکھنا تا کہ سنت نبوی ﷺ کو زندہ کیا جا سکے' قریب تھا کہ یہ سنت ختم ہو جاتی۔ ①

اس کتاب کے ذریعے میں ہر مریض کو ایک نصیحت کرنا چاہوں گا جو کسی بھی موجودہ دور کی بیماری میں مبتلا ہے کہ وہ تلاوت قرآن اور ادویہ نبویہ کے ذریعہ اس بیماری سے شفاء میں اللہ عزوجل کی مدد طلب کرے کیونکہ قرآن وسنت شفاء سے لبریز ہیں۔

اسی طرح میں اپنے قرآنی معالج بھائیوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ طب انسانی میں کام کرنے والوں سے شفاء بالقرآن کے معاملے میں تعاون کریں' تاکہ بیمار مسلمانوں کا مکمل علاج ہو سکے جو کسی بھی مرض میں مبتلا ہوں' خواہ وہ نفسیاتی مریض ہوں یا عضوی مریض ہوں۔ تاکہ اس تعاون کے ذریعے ہم جسمانی اور روحانی علاج کو مربوط کر سکیں کیونکہ ہماری جدید طب صرف مادی وسائل و اسباب کے گرد گھومتی ہے۔ نیز اس کتاب میں' میں اپنے اور معالجین طب جدید کے باہمی تعاون کے نمونے اور مثالیں پیش کروں گا تا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل ہو سکے:

﴿ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ ﴾ (المائدہ: ۵/ ۲)

''نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تم باہمی تعاون کرو اور برائی اور گناہ کے کاموں میں تم ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کرو''۔

تحقیق وتالیف کے اسباب:

جن اسباب نے مجھے اس موضوع پر لکھنے کے لئے آمادہ کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

① الحمدللہ آج قرآنی معالجین مساجد میں تو یہ کام کر رہے ہیں تاکہ سنت مبارکہ زندہ و تابندہ رہے (تاہم اگر یہی کام باقاعدگی کے ساتھ منظم انداز میں ہسپتالوں میں بھی ہونے لگے تو بہت ہی اچھا ہو' تاکہ مساجد کی حفاظت بھی کی جا سکے اور مریضوں کے حالات پر پردہ بھی ڈالا جا سکے۔

① جن وشیاطین کے متعلق دینی پہلو کا غالب ہونا۔ (۱)

② طب جدید کے میدان میں کام کرنے والے اکثر اطباء کا جنات کے وجود سے کلی انکار' نیز انکا عالم انسانیت پر جنوں کے اثرات اور جناتی مرگی سے انکار کرنا۔

③ جنات کی تدبیروں سے اکثر انسانوں کی جہالت۔

④ جو لوگ جنوں کے وجود کا انکار کرتے ہیں ان میں سے اکثر کا جنوں کے مس کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہونا۔

⑤ جناتی مرگی اور عضلاتی مرگی کے درمیان فرق نہ کرنا۔ (۲)

⑥ جناتی مرگی اور عضلاتی مرگی میں اکثر لوگوں کا مبتلا ہونا اور جناتی مرگی والے مریضوں کے لئے طبی دواؤں کے مضر اثرات۔

⑦ قرآنی ونبوی علاج سے انکار اور اس باطل رائے کی تائید میں بحث مباحثہ کرنا۔

⑧ قرآنی معالجین اور طبی معالجین کے درمیان قلت تعاون۔

⑨ معالجوں کے ہاں افراط وتفریط اور بدعتوں کا رواج پا جانا۔

⑩ دونوں قسم کے معالجوں کے درمیان تعاون کرنے اور تحقیقات مکمل ہونے کے بعد مکمل اعتماد بحال کرنے کا اہتمام کرنا۔

⑪ جادوگروں' کاہنوں اور مداریوں کے روپ میں اکثر مسلمانوں کی آزمائش۔

⑫ اکثر انسانوں کی طرف سے جنوں کی باتوں کی تصدیق کرنے میں اسراف سے کام لینا۔ حتی کہ بعض جنوں نے اگر کسی آدمی کو کوئی بات بتائی اور کہا کہ یہ حدیث

---

(۱) اہل السنۃ والجماعۃ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیاطین کو اس لئے پیدا کیا تاکہ وہ آدمی کے اندر وسوسہ ڈالیں اور انہیں دھوکہ دلائیں اور غرور میں مبتلا کریں جب انسان اللہ کا باغی بن جائے تو شیاطین اسے بدحواس کردیں۔

(۲) عالمی سطح پر جمع کئے جانے والے اعداد وشمار کے مطابق پوری دنیا جس مرگی کا تناسب ۲ فیصد ہے اور یہ بہت بلند تناسب ہے۔

رسول ہے تو اس کو فوراً مان لینا۔ ①

کتاب کی تیاری میں میرا طریقہ کار:

میں نے ایک ثقہ طبیب کو تلاش کرنے کے لئے کافی محنت کی تا کہ سب سے پہلے اس کے عقیدہ اور مذہب پر میں اعتماد کر سکوں اور پھر میں اس کے پیشے کے متعلق بھی اطمینان

① میری مراد ان کتابوں سے ہے جو لوگوں کے درمیان پھیل چکی ہیں جن کا موضوع جنوں کے ساتھ مکالمات پر مبنی ہوتا ہے۔ حتی کہ بعض ایسے مصنفوں نے ابلیس کے بیٹے اور بیٹیوں کو ثابت کیا اور یہ بھی لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا ہمزاد جنت البقیع میں درس دیتا ہے چونکہ اسی طرح اس کو جنوں نے بتایا تھا۔

کتنے تعجب کی بات ہے کہ ایسے مصنف جنوں کی لائی ہوئی ہر خبر کی تصدیق کرتے ہیں اور انہیں اپنا دوست مان لیتے ہیں اور وہ اس بات کو تاکیداً کہتے ہیں کہ جن ہی کی خبر سچی ہے۔ اور ایسے لوگوں نے ایسی باتوں میں اتنے مبالغے سے کام لیا کہ اپنی باتوں کے ذریعے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا رد کیا۔ لہٰذا میں آپ سب کو ایسی فضول تصنیفات سے متنبہ کر رہا ہوں کیونکہ ایسی باتوں کی تائید کے لئے کوئی علمی ثبوت میسر نہیں۔ نیز سنت نبوی کے ذریعے ایسی یاوہ گوئیوں سے بچا جا سکتا ہے اور حدیث نبوی میں ایسی فضولیات سے مکمل استغناء موجود ہے اور ہمیں وہاں سے جنات کے ساتھ ہم کلام ہونے کی رغبت نہیں ملتی۔ پس ہمیں بھی وہی باتیں اچھی لگتی ہیں جو ہمارے آئمہ اسلاف کر چکے۔

اکثر لوگ اس وہم میں مبتلا ہیں کہ جنوں کا علاج کرنے کے لئے ان سے مکالمات کرنے کا زیادہ فائدہ ہے اور یہ بھی علاج کا ایک لازمی جزو ہے اور ایسے ہی لوگوں نے ایسی کتب تصنیف کی ہیں جن میں یہ لکھا ہے کہ جنات ان کے معاون ہیں لہٰذا ہم ان کی خبروں کی تصدیق بھی کریں گے اور ان کی ہر بات پر کان دھریں گے۔ ایسی ہی لن ترانیوں کی وجہ سے لوگوں کے درمیان بغض و عداوت اور شکوک و شبہات پھیل چکے ہیں۔

تو آیئے دیکھیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے جب پوچھا گیا کہ جنات سے سوال و جواب کا کیا حکم ہے اور ان کی تصدیق کا کیا حکم ہے؟ تو انہوں نے اپنی کتاب ''الدلیل والبرھان علی صرع الجن للانسان'' میں فرمایا اگر جنوں سے سوال اس لئے کیا جائے کہ وہ جو کچھ جواب دیں گے اس کی تصدیق کی جائے تو یہ حرام ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں سیدنا معاویہ بن حکم اسلمی کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ ''جاہلیت میں ہم کچھ کام کیا کرتے تھے۔ ہم کاہنوں کے پاس آتے تھے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کاہنوں کے پاس تم نہ آیا کرو''۔ نیز صحیح مسلم میں سیدۃ صفیہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''جو کسی نجومی کے پاس آئے اور کچھ پوچھے تو چالیس دن اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔'' ←

حاصل کر لوں تا کہ میں اس کے ساتھ باہمی تعاون کو یقینی بنا سکوں۔ تو مجھے دو ڈاکٹر مل گئے (ان کا تفصیل کے ساتھ تعارف اگلے صفحہ پر دیکھیں) جو ڈاکٹر نبیل بن سلیم ماء البارد اور ڈاکٹر عبدالحکیم بن شوقی تھے۔ میں نے قرآنی علاج کی کیفیت ان کے سامنے مفصل بیان کی اور وہ منکرات بھی ان کو بتا دیں جن کا ارتکاب بیشتر مریضوں کے علاج کے دوران کیا جاتا ہے۔ تو

← البتہ کوئی امتحان کی نیت سے جنات سے کچھ پوچھے تا کہ اس کے اندر کی بات معلوم کر سکے اور اس کے سچ' جھوٹ' کا پتا چلا سکے تو یہ جائز ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق موجود ہے کہ آپ ﷺ ابن صیاد کے پاس آئے اور اس سے پوچھا: ''تیرے پاس کیا چیز آتی ہے؟ اس نے جواب دیا: میرے پاس ایک سچا اور ایک جھوٹا آتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے پوچھا ''تو کیا دیکھتا ہے؟'' اس نے جواب دیا ''میں پانی کے اوپر ایک تخت دیکھتا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ بولے تو نے سمندر کے اوپر شیطان کا تخت دیکھا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تیرے لئے ایک چیز اپنے دل میں چھپائی ہے بتا وہ کیا ہے؟ وہ بولا۔ (دُخ دُخ) آپ ﷺ نے اسے فرمایا ''تیری قدر ایک ذلیل سے زیادہ نہیں ہے تو ذلت میں ہی رہ۔ تو تو کاہنوں کا بھائی ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ حجرات میں فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِن جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوٓا۟ ○﴾ (الحجرات: ۴۹/ ۶)

''اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو''۔

آپ حجرات صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے کہ ابو ہریرہ نے فرمایا۔ اہل کتاب تورات عبرانی زبان میں پڑھتے تھے۔ اور اس کی تفسیر عربی میں کیا کرتے تھے تا کہ مسلمانوں کو سنا سکیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اہل کتاب کی تصدیق یا تکذیب مت کرو۔ یا تو وہ تمہیں سچ بیان کریں گے تو تم جھٹلا دو گے یا تمہیں جھوٹ سنائیں گے اور تم ان کی تصدیق کرو گے لیکن تم یوں کہا کرو:

﴿ قُولُوٓا۟ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَآ أُنزِلَ إِلَىٰٓ إِبْرَٰهِـۧمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ وَٱلْأَسْبَاطِ وَمَآ أُوتِىَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَآ أُوتِىَ ٱلنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُۥ مُسْلِمُونَ ○﴾ (البقرة: ۲/ ۱۳۶)

''ہم اللہ پر ایمان لائے ہمیں اور جو کچھ ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو کچھ ابراہیم' اسمٰعیل' اسحاق' یعقوب علیہم السلام اور ان کی نسلوں پر نازل کیا گیا اور جو کچھ موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام اور دیگر انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا ہم ان میں کوئی فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ ہی کے لئے مسلمان ہیں''۔ ←

دونوں نے بیک زبان کہا ''ہم ان سب باتوں کو تجربے سے ثابت کرنا چاہتے ہیں''۔ میں نے ان سے اتفاق کیا۔ ہم نے جدید ترین آٹو میٹک الیکٹرونک آلات و مشینری کے ذریعے دماغ کی تشخیص شروع کی اور سب نے ہر ذہنی حالت کے نوٹس لینا شروع کئے البتہ تمام ملاحظات و مشاہدات اور تجربات کے ذریعے علمی اور مذہبی نتائج کی تائید ہوگئی۔ اور تمام تصاویر اس کتاب میں شامل کر دی گئی ہیں جن کا مشاہدہ اس کتاب کا ہر قاری با آسانی کر سکتا ہے [1] اور ان سے فائدہ بھی اٹھا سکتا ہے۔ اس کتاب کے لئے میں نے جو مواد جمع کیا اسے اپنی آسانی کے پیش نظر درج ذیل طریقے پر ترتیب دیا ہے۔ سب سے پہلے مقدمہ اور پھر ساری بحث و تحقیق کو سات فصلوں میں تقسیم کیا۔ اور آخر میں میں نے اس کتاب کا خاتمہ لکھا ہے۔ جس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

مقدمہ:

کتاب لکھنے سے میرا جو مقصد ہے اس کی تفصیل لکھی ہے اور اس موضوع کے انتخاب

← لہٰذا مسلمانوں کے لئے جائز ہے کہ کاہنوں کی باتیں سن لیں تاہم ان کی تصدیق یا تکذیب جائز نہیں ہے۔ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خبر کچھ عرصہ تک نہ آئی ان کے پڑوس میں ایک عورت رہتی تھی جس کے پاس ایک جن تھا ابوموسیٰ نے جن سے سیدنا عمر کے متعلق پوچھا تو اس نے انہیں بتایا کہ میں نے عمر کو اس حال میں دیکھا کہ وہ صدقے کے اونٹوں کو نشان لگا رہے تھے۔
ایک اور خبر میں ہے کہ عمر نے ایک لشکر کہیں بھیجا کچھ مدت بعد ایک آدمی مدینہ آیا اور اس نے یہ خبر دی کہ تمہارے لشکر والے اپنے دشمن پر غالب آ گئے۔ یہ خبر مسلمانوں میں پھیل گئی۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے اس خبر کی بابت لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے آپ کو ساری بات بتا دی کہ اس حلیے کا ایک آدمی آیا تھا۔ آپ نے فوراً کہا کہ یہ تو جنات کا قاصد تھا جو کہ مسلمانوں کے لئے خوشخبری لے کر آیا۔ عنقریب انسانی قاصد آ جائے گا تو کئی روز کے بعد ہمارا قاصد یہ خبر لایا۔

[1] افسوس کہ طباعت کے مراحل میں کتاب کا اصل عربی نسخہ گم ہوگیا۔ بہت تلاش کیا مگر نہ مل سکا حتی کہ عالم عرب میں بھی ڈھونڈا اور جس ادارہ نے عرب ممالک میں شائع کیا تھا اس کے پاس سے بھی نسخہ نہ مل سکا جس کی بنا پر ہم وہ جدید سائنس کی روشنی میں لی گئی تصاویر کتاب میں شامل کرنے سے قاصر ہیں جونہی نسخہ مل گیا کسی صاحب علم یا صاحب ذوق نے فراہم کر دیا تو ہم وہ تصاویر بھی زینت کتاب بنا دیں گے ان شاء اللہ۔

کے جو اہم اسباب ومحرکات تھے وہ بیان کیے ہیں۔ نیز اس کتاب میں اختیار کیے گئے اپنے طریقے کی وضاحت کی ہے۔

باب : ۱ : اس میں شفاء کی تعریف اور شفاء کو حاصل کرنے کے مراکز کا بیان ہے۔

باب : ۲ : اس فصل میں جن و شیطان کے متعلق اہل ایمان کے عقیدے کا بیان ہے۔

باب : ۳ : اس میں شیطان اور انسان کے درمیان جاری جنگ کی حقیقت کا بیان ہے۔

باب : ۴ : اس فصل میں انسان کے خلاف لڑی جانے والی جنگ میں شیطانی اسلحہ کا بیان ہے۔

باب : ۵ : اس میں شیطان کے تیسرے ہتھیار کا بیان ہے نیز یہ وضاحت بھی کی گئی ہے کہ شیطانی پکڑ (مرگی) عضوی پکڑ (دورہ یا مرگی) کی طرح نہیں ہے۔

باب : ٦ : دماغی ایکسروں اور الٹرا ساؤنڈ کے متعلق میڈیکل رپورٹوں اور عملی تجربوں کی تفاصیل۔

باب : ۷ : قرآنی دم اور نبوی دعاؤں کا بیان۔

خاتمہ: اس تحریر کے نتائج اور مزید نصائح۔



مجھے پیش آنے والی مشکلات کا بیان

اس کتاب کی تیاری کے دوران کئی مراحل پر مجھے بہت سی مشکلات اٹھانی پڑیں۔ ان میں سے چند ایک یوں ہیں:

1. قرآنی ونبوی اور طب جدید کے معالجوں کے باہمی تعاون سے لکھے گئے مواد کی نایابی۔
2. اکثر ڈاکٹر اپنے پیشے کی بعض خفیہ باتوں کو کھول کر بیان کرنے سے قاصر ہیں۔
3. مرگی کے متعلق عربی کتابوں کی قلت۔

لہٰذا یہ کوشش ایک نہایت حقیری سی کوشش ہے۔ میری یہ بات حقیقت پر مبنی ہے صرف انکساری کی وجہ سے میں یہ بات نہیں کہہ رہا۔ میرے لئے یہی کافی ہے کہ انسانی ذہن قرآنی علاج کی اہمیت و افادیت کا قائل ہو جائے۔ تاہم جدید میڈیکل علاج کی اہمیت سے بھی انکار غیر مناسب ہے۔ نیز یہ کوشش صرف میری ذاتی کاوش ہے' یہ کسی ادارے کی اجتماعی کوشش نہیں' یہ ایسے ہی ہے کہ کوئی شخص کسی اچھے کام کی طرف دوسروں کی رہنمائی کرے تاکہ اجتماعی حالات کا پسندیدہ علاج اور شافی ہو سکے۔ اس طریقے پر اسلامی اور غیر اسلامی دنیا میں سے اکثر و بیشتر لوگ خوش ہیں۔ اس کتاب کو میں طبی معالجوں اور قرآنی معالجوں کے درمیان ایک پل کی حیثیت سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ اللہ قدیر سے اس بات کی امید بھی کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کے ذریعے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔ نیز ہمیں صالح اعمال کی توفیق دے اور انہیں اپنی ذات کے لئے خالص کردے اور ہماری آخری پکار و دعوت یہی ہو کہ تمام جہانوں کے پالنے والے کے لئے ہی تمام تعریفات ہیں۔

نیک دعاؤں کا طالب

ابوالیمن احمد بن محمود بن ابراہیم

باب : ۱

شفاء کے متعلق تحقیق کی اہمیت

(۱) بیماری پر صبر کرنا

(۲) شفاء حاصل کرنے کے مراکز

(۳) حرام میں شفاء نہیں



علاج کی اہمیت کے پیش نظر عمومی طور پر میں یہاں شفاء کے متعلق تحقیق پیش کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل میں شفاء کے ایک خصوصی مصدر (مرکز ومنبع) کا یوں ذکر فرمایا۔ ①

﴿ وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ ○ ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ○ ﴾ (النحل: ۱۶/ ۶۸،۶۹)

''اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو وحی کی کہ تو پہاڑوں' درختوں اور سائبانوں میں اپنے گھر بنا' پھر مختلف اقسام کے پھلوں سے کھا' پس اپنے رب کی اطاعت کرتے ہوئے مختلف رستوں پر چل۔ اس کے پیٹ سے مختلف رنگ کا مائع نکلتا ہے اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے بے شک اس عمل میں غور وفکر کرنے والوں کے لئے بہت بڑی نشانی ہے''۔

یعنی شہد کی مکھیوں کے پیٹوں سے انواع و اقسام کا شہد نکلتا ہے رنگ کے لحاظ سے سرخ' سفید و زرد اور ذائقوں کے لحاظ سے بھی مختلف ہوتا ہے اور اسی شہد میں لوگوں کے بے شمار امراض کا علاج ہے۔

علامہ رازی نے کہا اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ لوگوں کے لئے شہد میں شفاء کیسے

① شہد لذیذ ذائقہ اور نہایت بھینی بھینی خوشبو رکھتا ہے نیز بے شمار طبی فوائد کا بھی حامل ہوتا ہے۔ بے شمار وٹامنز اس میں موجود ہوتے ہیں مثلاً وٹامن ڈی' وٹامن بی 1۔ بی 2۔ بی 2 اور بی 6 اور وٹامن K جو سیلان الرحم کے علاج میں استعمال ہوتا ہے۔ شہد سریع الہضم ہے فوراً خون میں شامل ہو جاتا ہے۔ آج کل مرہموں اور دیگر دواؤں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ نتیجتاً ہم شہد کو دوا' غذا اور بہترین جوس کہہ سکتے ہیں۔

ہوسکتی ہے جب کہ یہ صفراوی مزاج والوں کے لئے مضر ہے؟

جواباً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہر حالت میں ہر مرض کے لئے اور تمام لوگوں کے لئے اس میں شفاء ہے

جب بعض لوگوں کے لئے اس میں شفاء ہے اور بعض بیماریوں کی اس میں شفاء ہے تو یہ کہنا درست ہے کہ شہد لوگوں کے لئے شفاء کا باعث ہے۔ ①

نیز اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرما دی ہے کہ بیماریوں اور پریشانیوں سے شفاء اس کے حکم کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا جب وہ شفاء کا حکم کر دیتا ہے تو اس کے حکم کو رد کرنے والا کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے کہلوا دیا:

﴿ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ۝ ﴾ (الشعراء : ۲۶/ ۸۰)

''اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو مجھے اللہ ہی شفاء دیتا ہے''۔

یعنی جب میں بیمار ہوتا ہوں تو اللہ کے بغیر کوئی مجھے شفاء نہیں دے سکتا۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے مرض کی نسبت اپنی طرف ازراہ ادب کی اور ادب ہی کو مدنظر رکھتے ہوئے شفاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا۔ حالانکہ مرض اور شفاء دونوں اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ہوتی ہیں۔

---

① کتنے ہی مریضوں کا علاج شہد پلا کر رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے اس طریقہ علاج سے رسول اللہ ﷺ نے علاج کا منہج واضح کر دیا جس پر عمل کرنا ہر معالج کے لئے ضروری ہے۔ خواہ قرآن کے ذریعے علاج کیا جا رہا ہو یا دیگر طبی مواد کے ذریعے علاج ہو رہا ہو۔ اور وہ یہ ہے کہ مرض کی جو تشخیص ہو چکی ہے اس تشخیص کے مطابق مخصوص دواؤں کو ہرگز نہ ترک کیا جائے کیونکہ ہمارے مطالعہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ اصرار فرما رہے ہیں کہ دوسری' تیسری اور چوتھی بار مریض کو شہد پلایا جائے حالانکہ مریض کے بقول پہلی خوراک سے اسے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ یہ طریقہ بے شمار مریضوں اور معالجوں کو جلد جلد دوائیں تبدیل کرنے سے روکتا ہے۔ یا پھر علاج کا طریقہ ہی تبدیل کر کے استعمال میں جدت پیدا کی جاتی ہے۔ یہ جلد بازی انجام کار کے طور پر معالج کو تشخیص کے مطابق علاج سے دور لے جاتی ہے۔ حالانکہ معالج ایک ہی دوا پر قائم رہتا تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور اس کی امید کے مطابق نتائج دیتا۔ اگر معالج' اپنی تشخیص پر اعتماد کرتا ہے تو پھر اسے وہی علاج دہرانا چاہئے۔

① مرض میں صبر کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بیماری اور مصیبت کے وقت صبر کی ترغیب دلائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَ الْأَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۗ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ○ الَّذِيْنَ إِذَآ أَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○ ﴾

(البقرۃ : ۲/ ۱۵۶،۱۵۵)

''میں تمہیں ضرور خوف' بھوک اور مالوں اور جانوں میں کمی کے ذریعے آزماؤں گا۔ اور آپ ﷺ صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیدیں انہیں جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہہ اٹھتے ہیں ہم بے شک اللہ ہی کے لئے ہیں اور یقیناً ہم اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی عملی مثال لوگوں کے لئے ایوب علیہ السلام کا واقعہ بیان کر کے دی' جس سے مصیبت میں صبر کرنے کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو اس کے مال' اولاد' اہل وعیال میں کمی اور بیماری کے ذریعے آزمایا حتیٰ کہ ایک عرصہ تک آپ آزمائش میں مبتلا رہے بالآخر اللہ تعالیٰ کے حضور آہ وزاری' تضرع اور دعا کے ساتھ رجوع کیا نیز اپنے رب کو اس کے اسماء حسنیٰ اور اس کی صفات علیا کا واسطہ دیا تب ان سے مرض اور مصیبت دور ہوگئی اور ان کو مکمل شفاء مل گئی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَأَيُّوْبَ إِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ أَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ○ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ أَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ○ ﴾ (انبیاء : ۲۱/ ۸۴،۸۳)

''اور ایوب نے جب اپنے رب کو پکارا کہ بے شک انہیں بیماری لگ چکی ہے

حالانکہ تو ارحم الراحمین ہے تو ہم نے اس کی پکار سنی اور اس کی تکلیف دور کر دی اور ہم نے اس کو اہل و عیال دیئے اور اپنی رحمت سے انہیں جیسی نعمتیں بھی دیں تا کہ تمام عبادت کرنے والے اس سے نصیحت پکڑیں''۔

اس عملی مثال کے ذریعے بندوں کو پتہ چلا کہ مرض اور مصیبت کسی کی شقاوت و بد بختی کی دلیل نہیں ہیں چنانچہ اس دنیا میں خوش بختی اور بد بختی اعمال صالحہ اور اعمال سیئہ کا نتیجہ نہیں کیونکہ یہ دنیا دارالجزاء نہیں ہے بلکہ یہ دنیا تو دارالامتحان اور آخرت کی کھیتی ہے۔ نیز بیماری اور آزمائش کی حالت میں صبر کامل اجر عظیم کی دلیل ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ ایوب علیہ السلام کے قصہ سے عبرت حاصل کرے اور علاج معالجہ کو لازمی جانے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو بہنے والے پانی سے غسل کا حکم دیا اور اسے پینے کا بھی حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ تو اس بات پر بھی قادر تھا کہ بغیر دعاء کے صرف دواء کے طور پر وہ پانی پینے سے ایوب کو شفاء دے دیتا لیکن دعا اور دوا دونوں کو ایک ساتھ جمع کر کے ذکر کرنے میں عبرت و نصیحت پنہاں ہے اور شفاء کے اسباب کا ذکر بھی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ شفاء حاصل کرنے کا پہلا سبب طبی گولیاں نہیں (حالانکہ ان کی اہمیت اپنی جگہ ہے) بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں امید شفاء کا پہلا سبب ہے۔ کیونکہ بارگاہ الٰہی سے امید کرنے والا کبھی رسوا نہیں ہوتا۔ وہ ڈاکٹر کسی مریض کے لئے کس قدر مضر ثابت ہوتا ہے جو علاج انسانی کی اہمیت اور قدرت الٰہی پر اعتقاد میں جدائی ڈالتا ہے حالانکہ شفاء من جانب اللہ ہی ہے۔

۲ شفاء حاصل کرنے کے مصادر و مراکز:

اسلام نے ہر مریض کو شفاء کے اسباب اختیار کرنے کی دعوت دی ہے اور شفاء کے لئے مصادر بھی بنا دیئے ہیں۔ یہ انسانی ذمہ داری ہے کہ وہ ان مصادر کی تحقیق کرے شریعت اسلام میں شفاء حاصل کرنے کے مصادر رسول اللہ ﷺ سے اخذ کئے جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے علاج کی تین قسمیں بتائی ہیں:

1 دعاء [1]

[1] اس قسم کا علاج رسول اللہ ﷺ سے بذریعہ عبادت اور بذریعہ دم ثابت ہے۔ عبادت کی مثال نماز ہے ←

دواء ①

دنوں کا مرکب۔

جس سے قلب مسلم میں اطمینان بھر جاتا ہے اور عابد کی روحانی طاقت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ اور جس کے متعلق آپ ﷺ نے بلال کو فرمایا ''اے بلال نماز کے ذریعے ہمیں تسکین پہنچاؤ''۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں بنادی گئی ہے' اور عبادت کی دوسری صورت روزہ ہے۔ جو کہ شیطان اور نفس کی شرارتوں کے لئے ڈھال ہے اور جو تقویٰ کے حصول کا اہم ذریعہ ہے۔
عبادت کی تیسری صورت صدقہ ہے' جو نفس انسانی کو مہذب بناتا ہے اور اسے روحانی بلندیوں پر پہنچاتا ہے۔

① علاج کی یہ قسم قدرتی وسائل اور جڑی بوٹیوں پر مشتمل ہے۔ مثلاً پانی' سچھیے۔ یہ اصول چار عناصر اور چار مزاجوں پر مشتمل ہے۔ چار عناصر سے مراد (مٹی' پانی' ہوا اور آگ ہے) اور چار مزاجوں سے مراد (خون' بلغم' صفراء اور سوداء ہے) اسی لئے رسول اللہ ﷺ صحت سے مراد مندرجہ بالا عناصر' امزاج اور اخلاط کا توازن لیتے تھے۔ جب یہ توازن کسی بھی وجہ سے بگڑتا ہے تو جسم کو بیماری لگ جاتی ہے۔ چونکہ علاج سے آپ ﷺ کی غرض ان عناصر' امزجہ اور اخلاط کے درمیان توازن قائم کرنا ہوتی تھی۔ اور آپ ﷺ یہ توازن پرہیز' دوا اور قدرتی علاج سے قائم کرتے تھے۔ ہمارے مطالعے میں یہ بات آئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرآن پر عمل کرنے کی غرض سے اپنی غذا میں بھی توازن کا خیال رکھتے تھے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
﴿ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ ﴾ (الاعراف: ۷/۳۱)
''کھاؤ اور پیو اور اسراف مت کرو''
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابن آدم نے اپنے پیٹ سے برا کوئی برتن نہیں بھرا۔ ابن آدم کے لئے اتنے لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں۔ تاہم اگر کچھ کھائے بغیر چارہ نہ ہو تو اپنے معدے کے تین حصے کرلے ایک کھانے کے لئے' ایک پانی کے لئے' اور ایک حصہ خالی رہنے دے (ترمذی نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے)۔
رسول اللہ ﷺ سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ ﷺ مختلف کھانوں کو ملا کر کھاتے تھے تاکہ ان کی مضرت کو کم کرلیں۔ اور ان کی شدت ختم ہوجائے جس طرح آپ ککڑی (قثاء) اور تربوز کو ملا کر کھاتے تھے۔ امام مسلم نے کتاب الاشربہ میں اور امام ابوداؤد نے کتاب الاطعمہ میں عبداللہ بن جعفر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ (قثاء) کو تازہ کھجوروں کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے اور ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ بے شک نبی اکرم ﷺ تازہ کھجوروں (ڈوکے) کو تربوز کے ساتھ ملا کر کھایا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کا طریقہ علاج یقینی طور پر الٰہی علاج ہے اس کا مصدر وحی ہے اور یہ چراغ نبوت سے پھوٹی ہوئی کرن ہے۔ عقل سلیم کی دلیل ہے۔ اور جتنے بھی غیر نبوی علاجات ہیں اکثر و بیشتر اندازہ، ظن و تخمین اور لوگوں کے تجربے ہیں حالانکہ اکثر و بیشتر مریض نبوی علاج کے ثمرات کا انکار نہیں کرتے۔ لیکن نبوی علاج کے ثمرات دو چیزوں سے مشروط ہیں:

اولاً: اسے برضا و رغبت قبول کیا جائے۔

ثانیاً: قلبی ایمان و یقین سے اسے حاصل کیا جائے۔ تب یہ قرآن لوگوں کے دلوں کو شفاء دینے والا ہے۔ اسے اگر ان شروط کے ساتھ حاصل نہ کیا جائے تو دلوں کی کسی بیماری سے شفاء حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ منافقوں کی بیماری میں مزید اضافہ ہی ہوگا اور ان کے نفاق اور ذلت میں ترقی ہی ہوگی۔ لہٰذا علاج نبوی صرف پاک جسم پر ہی کارگر ہو سکتا ہے جس طرح قرآنی شفاء پاک روحوں کا خاصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ ۖ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ ﴾ (فصلت : ۴۱/ ۴۴)

”آپ ﷺ فرما دیجئے ایمان والوں کے لئے یہ قرآن ہدایت اور شفاء ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بندش ہے یہی قرآن ان کے لئے اندھے پن کا باعث ہے۔“

لہٰذا قرآن تمام قلبی اور بدنی بیماریوں کا علاج اور مکمل شفاء ہے لیکن ہر کوئی اس سے شفاء حاصل کرنے اور اس کے ذریعے علاج کرنے کی اہلیت و صلاحیت نہیں رکھتا۔

اور جب مریض اس کے ذریعے علاج کے قابل ہو اور اپنی بیماری کے مقابلے میں قرآن پر صدق و صفاء قلب کے ساتھ ایمان لائے۔ نیز قبولیت تامہ اور اعتقاد صحیحہ اور تمام شروط کو پورا کرنے والا ہو تو کوئی بیماری بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کوئی بیماری اللہ رب العزت والجلال کے کلام کا مقابلہ کیونکر کر سکتی ہے اللہ تعالیٰ کا کلام اگر پہاڑوں پر نازل ہوتا

تو وہ پھٹ جاتے یا زمین پر نازل ہوتا تو وہ لرز اٹھتی؟

اللہ تعالیٰ نے سورۃ اسراء میں قرآن کے ذریعے شفاء حاصل کرنے کے آداب بیان فرمائے ہیں:

﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ ﴾ (الاسراء : ۱۷/ ۸۲)

''ہم قرآن کو مومنوں کے لئے شفاء اور رحمت بنا کر اتارتے ہیں البتہ ظالموں کے خسارے میں اضافہ کا باعث بنتا ہے''۔

علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے کہا: قرآن کے شفاء ہونے کے مطلب میں علماء کے دو قول ہیں:

① دلوں سے جہالت اور شک و شبہ دور کرنے میں اور دلوں سے ایسے پردے ہٹانے کیلئے کہ جن کے ہٹنے سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو، یہ قرآن باعثِ شفاء ہے۔

② ظاہری امراض کو قرآنی دم اور قرآنی معوذات سے دور کیا جا سکتا ہے۔

ہمارے لئے یہ عین ممکن ہے کہ ہم علماء کے دونوں اقوال کے مطابق قرآن سے شفاء حاصل کر سکیں۔ کیونکہ لفظ مشترک کے دونوں معانی لئے جا سکتے ہیں یا مجاز کے عموم کی نسبت شفاء قرآنی کے دونوں معانی لئے جا سکتے ہیں۔

قرآنی شفاء حاصل کرنے کا یہ طریقہ غلط ہے کہ ہم اس کو گلے یا بازو میں لٹکائیں یا اس کو حفاظت کے لئے گھر میں رکھیں یا ہر وقت اپنی جیب میں رکھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو خود یوں کیا اور نہ ہی اس کا حکم دیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفاء کی نیت سے کوئی شے بھی گلے میں لٹکانے کو شرک کہا ہے۔

علاج کے لئے اسباب اختیار کرنے کا حکم ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تعلیمات سے ملتا ہے جو امام بخاری اپنی صحیح میں سیدنا ابو ہریرہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے ساتھ اس کی شفاء بھی نازل کی''۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اے لوگو دوا لیا کرو یقیناً اللہ تعالیٰ نے جو بیماری نازل کی اس کا علاج بھی نازل کیا''۔

اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہر مرض کی دوا ہوتی ہے جب دوا مرض کے موافق ہو جاتی ہے تو اللہ کے حکم سے شفاء حاصل ہوتی ہے''۔

۳ حرام میں شفاء نہیں:

رسول اللہ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ آپ قدرتی دواؤں کے ساتھ علاج کرتے لیکن آپ کا معمول حرام چیزوں کے ساتھ علاج کرنا نہیں تھا۔

امام ابوداؤد نے سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''یقیناً اللہ تبارک وتعالی نے بیماری کو بھی نازل کیا اور اس کی دوا بھی نازل فرمائی پس تم دوا لیا کرو لیکن حرام اشیاء کو دواء مت بناؤ۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں سیدنا سوید بن طارق سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شراب کے متعلق پوچھا کہ کیا اس کو دوا میں ملانا جائز ہے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ صرف بیماری ہے دوا نہیں''۔ [1]

الکحل ملے مائعات یا منشیات وغیرہ جیسی حرام اشیا سے جس کا بھی علاج کیا جاتا ہے یقیناً وہ نفسیاتی طور پر مضطرب و پریشان ہو جاتا ہے' اس کی نفسیاتی بے چینی اور گھبراہٹ میں اضافہ ہو جاتا ہے' اس کے بعض اعضاء میں درد سرایت کر جاتا ہے۔ جس کے بہانے وہی مریض ابتداء میں تو صرف منشیات کا عادی بنتا ہے تاکہ اس کی تکالیف کم ہو جائیں لیکن جب وہی درد اور تکالیف اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے یا وہ پرانے اور دائمی بن جاتے ہیں جیسے سردرد یا مرگی کا دورہ وغیرہ ایسا مریض دوبارہ منشیات لینے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے پھر یہی اس کا معمول بن جاتا ہے' جونہی وہ درد محسوس کرتا ہے اسی وقت نشے کی پڑیا لے لیتا ہے۔انجام کار ایسا مریض پکا نشئی بن جاتا ہے اور صرف نشئی ہی رہتا ہے۔مزید برآں جو مالی مشکلات ہوتی ہیں وہ اضافی بوجھ ہوتا ہے۔پھر وہ نکھٹو بھی بن جاتا ہے۔اس کا احساس ذمہ داری ختم ہو جاتا ہے اور وہ مختلف جرائم' جھگڑے اور دنگا فساد پر آمادہ رہتا ہے۔

[1] صحیح مسلم کتاب الاشربہ ۱۹۸۴ ابوداؤد۔ کتاب الطب ۳۸۷۳ ترمذی ۲۰۴۷

یہ نشہ حرام دوا ہی کا نتیجہ ہے کہ مسلمان کنبوں میں غیر صالح لوگ پائے جاتے ہیں جو نفسیاتی امراض کی شکایت کرتے رہتے ہیں یا اعصابی امراض جیسے خوف وغیرہ کا شکار رہتے ہیں نیز شک وقلق، غم، افسوس، اکتاہٹ اور نقص یادداشت میں بھی مبتلا ہوتے ہیں حالانکہ اسلام نے تو علاج کے ابتدائی مراحل ہی میں علاج بالمحرمات کا معاملہ طے کر دیا ہے اور حرام چیز کو بطور دواء استعمال کرنے سے قطعاً منع کر دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص سے علاج کرانے سے بھی منع کیا ہے جو اچھی طرح علاج نہ کرسکتا ہو۔ امام نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عمرو بن شعیب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے علاج کیا اور وہ طبیب نہیں تھا تو نقصان کا ضامن ہوگا''۔ (1)

اپنے زمانے میں ہمارا مشاہدہ یہ ہے کہ لوگ خیانت کے عادی ہو چکے ہیں امانت و دیانت بہت ہی کم رہ گئی ہے۔ شریف اور ذلیل خلط ملط ہو چکے ہیں جس کو بھی دورہ کی شکایت ہوتی ہے وہ اکثر طور پر جاہلوں اور اپنے پیشے سے ناواقفوں کے پاس علاج کے لئے جاتے ہیں، وہ کتاب وسنت کے مخالفین ہوں یا نیم حکیم ہوں۔ جب مریض کو مرض میں افاقہ نہیں ہوتا اور اس کا مقصد پورا نہیں ہوتا تو وہ کاہن یا نجومی یا عراف یا جادوگر کے پاس جاتا ہے۔ یہ وہ مصیبتیں ہیں جن میں مسلمان مبتلا ہو چکے ہیں اور کسی صاحب عقل وفہم پر یہ امر مخفی نہیں کہ یہ سب اعمال شریعت اسلامی کے منافی ہیں بلکہ بعض حالتوں میں تو ان کا مرتکب انسان شرک تک پہنچ جاتا ہے۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں صفیہ بنت عبید سے روایت کی ہے کہ جو کوئی عراف کے پاس آیا اور اس سے کچھ پوچھا پھر اس کی تصدیق کی تو اس کی چالیس دنوں تک نماز قبول نہیں ہوتی''۔ اور امام بخاری نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول

(1) ابو داؤد ۴۵۸۶ نسائی جلد ۸ ص ۵۳، ابن ماجہ ۳۴۶۶ یہ حدیث حسن ہے۔ یہ حدیث اسلامی اصولوں میں سے ایک بنیادی اصول ہے اس کے ذریعے پتہ چلتا ہے کہ اسلام اسباب شرعیہ کے اختیار پر کتنا زور دیتا ہے نیز دھاگے، گنڈے پہننا جادوگروں اور کاہنوں کے پاس آنا شرک ہے۔

اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

’’بے شک فرشتے بادلوں میں نازل ہوتے ہیں اور اس حکم کی بابت بات کرتے ہیں جس کا فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے۔ وہاں سے شیطان ان کی باتوں کو چوری کر لیتا ہے اور کاہنوں کی طرف پہنچا دیتا ہے۔ وہ کاہن اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتے ہیں (اور ہر آنے والے جاہل لوگوں میں غیب دانی کا دعویٰ کر کے بیان کر دیتے ہیں)۔‘‘ ①

ان سب وجوہات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے استخارہ کیا اور پھر عزم مصمم کر لیا کہ میں اس موضوع پر لکھوں گا تاکہ روحانی اور جسمانی ہر دو معالجوں کے لئے منہج علاج واضح ہو جائے۔ اور امت مسلمہ کے مجبور و مقہور لوگ ان کے باہمی تعاون سے فائدہ اٹھا سکیں جو بھی عضوی یا جناتی مرگی میں مبتلا ہو۔ ایسے مریضوں کے علاج کا طریقہ ہمیں اگلی فصل سے معلوم ہوگا۔ جو جنات و شیاطین کے متعلق مومنوں کے عقیدے پر مشتمل ہے۔ اور اس جنگ کے بیان میں ہے جو ہمارے اور ان کے درمیان جاری ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے۔



① صحیح بخاری ج۱۰ ص۱۸۵ صحیح مسلم نمبر ۲۲۲۸

باب : ۲

جنات وشیاطین کے متعلق اسلامی عقیدہ

① شیطان کی ابتداء
② شیاطین کی اصلیت
③ جنات کی اقسام
④ جنات وشیاطین کی رہائش
⑤ جنات وشیاطین کی معیشت
⑥ جنات وشیاطین کے روپ



جنات بھی اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوقات میں سے ایک ہے اور اس مخلوق کا نمائندہ شیطان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بے شمار قرآنی سورتوں میں شیطان کا تذکرہ فرمایا اور اس سے ڈرایا [1] اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے صرف اس لئے کیا تا کہ انسان ہمیشہ شیطان سے بچا رہے وہ گمراہ بھی نہ ہو اور بدبختی کا شکار بھی نہ ہو جائے۔

تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ شیطان کیا ہے؟ علامہ سیوطی ﷫ فرماتے ہیں عربی زبان میں ہر سرکش اور باغی کو شیطان کہتے ہیں اور جنات پر یہ نام اس لئے صادق آتا ہے کیونکہ یہ بھی اپنے رب کے باغی اور سرکش ہیں اور لغوی اعتبار سے شیطان شطن سے ماخوذ ہے جس کا معنی بھلائی سے دور ہونے والا ہے اور مثال میں کہا جاتا ہے شطنت داری میں اپنے گھر سے دور ہو گیا۔ قرآن مجید میں اٹھاسی آیات میں لفظ شیطان استعمال ہوا ہے اور جس شیطان کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے وہ عالم جن کا ایک فرد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ کہف میں فرمایا:

﴿ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوٓا إِلَّآ إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِۦٓ ۝ ﴾

(کہف: ۱۸/ ۵۰)

”جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے وہ جنات میں سے تھا اس لئے اپنے رب کے حکم سے بغاوت کر دی“۔

---

[1] میری کتاب علاقة العبد بشيطانه دیکھو پس جنات ایک ایسی مخلوق ہے جو ہمیں دیکھتے ہیں لیکن ہم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے سورت اعراف آیت ۲۷ میں کہا ”یقیناً وہ تمہیں دیکھتے ہیں حالانکہ تم انہیں نہیں دیکھ سکتے“۔ وہ اللہ کے حکم کے بغیر انسان پر اثر نہیں کر سکتے۔ ان میں نیک دل بھی ہیں اور مسلم و کافر بھی ہیں جو کوئی مسلمان ہو گیا اس نے نیکی کی راہ تلاش کر لی لیکن ان کے کافر و ظالم جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

① شیطان کی ابتداء:

ابتداء میں شیطان اللہ کی ہی عبادت کرتا تھا اور فرشتوں کے ساتھ آسمان پر رہتا تھا۔ جب اللہ نے اسے آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تکبر کی وجہ سے انکار کیا اور اپنے آپ کو آدم سے بلند مرتبہ خیال کیا اور حسد بھی وجہ عار بنی۔ نتیجہ کیا اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمت سے دور بھگا دیا چونکہ یہ اپنے رب کی رحمت سے مایوس ہو گیا' اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ابلیس رکھ دیا۔

عربی قواعد کے مطابق ابلیس اِفعیل کے وزن پر ہے اور ابلاس سے مشتق ہے۔ جس کا معنی اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں گیارہ مرتبہ یہ لفظ ذکر کیا۔ گویا شیطان جناتی دنیا کا فرد ہے اور جن کو جن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ انسانوں سے پوشیدہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورت اعراف میں فرمایا:

﴿ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۗ ﴾

(الاعراف: ۷/ ۲۷)

''بے شک وہ تمہیں دیکھتا ہے لیکن تم اسے نہیں دیکھ سکتے''۔

تاہم چند حیوانات جیسے گدھا اور کتا وغیرہ جنات کو دیکھ لیتے ہیں کیونکہ مسند احمد اور ابوداؤد میں سیدنا جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب تم کتوں اور گدھوں کی آوازیں سنو تو شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو کیونکہ گدھے اور کتے وہ چیز دیکھ لیتے ہیں جو تمہیں نظر نہیں آتی۔ ①

② شیطان کی اصلیت کیا ہے؟

اصل میں شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝ ﴾ (رحمٰن: ۵۵/ ۱۵)

① یہ صحیح حدیث ہے ابوداؤد نے اسے نمبر ۵۱۰۳ کے تحت روایت کیا ہے اور مسند احمد میں جلد نمبر ۳ صفحہ ۳۰۶ پر یہ موجود ہے۔ اور بخاری نے ادب مفرد میں نمبر ۱۲۳۴-۱۲۳۵ کے ساتھ نقل کیا۔ ابن حبان میں اس کا نمبر ۱۹۹۶ ہے اور حاکم نے جلد ۴ صفحہ ۲۸۴ پر روایت کیا ہے۔

"جان کو اللہ تعالیٰ نے آگ کی لپک سے پیدا کیا"۔

آگ کی لپک یعنی شعلے کے کنارے سے:

"امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے۔ المارج لغت میں آگ کے اس شعلہ کو کہتے ہیں جس کے ساتھ آگ کی سیاہی بھی شامل ہوتی ہے۔ امام مسلم نے سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا اور (جنات) جان کو آگ سے پیدا کیا گیا اور آدم کو اس چیز سے پیدا کیا گیا جو تمہارے لئے بیان کردی گئی ہے" [1]

اللہ تعالیٰ نے جنات کو انسان سے پہلے پیدا کیا ہے جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ○ ﴾

(الحجر: ۱۵/ ۲۷)

"جنات کو ہم نے اس سے پہلے دھکتی ہوئی آگ سے پیدا کیا"۔

ابن عبدالبر نے کہا: اہل کلام اور اہل لغات کے نزدیک جنات کے کئی مراتب ہیں:

1. اہل لغت کا مقصد جب خالصتاً جن کا تذکرہ کرنا ہو تو وہ اسے جنی کہتے ہیں۔
2. جب وہ یہ ارادہ کریں کہ جو لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں تو عامر کہتے ہیں جس کی جمع عوامر ہے۔ [2]
3. جو بچوں کو تنگ کرتے ہیں انہیں روح کہتے ہیں۔ [3]
4. اگر جن اس سے بڑے فساد و نقصان کرے تو اسے شیطان کہتے ہیں۔

---

[1] یہ حدیث مسلم میں نمبر ۲۶۶۹ کے ساتھ مروی ہے۔ اور مسند احمد جلد نمبر ۶ صفحہ ۱۵۳ اور ۱۶۸ پر اور مصنف عبدالرزاق میں اس حدیث کا نمبر ۲۰۹۰۴ ہے۔

[2] گھروں میں رہنے والی اس قسم کو روزانہ سورت بقرہ اور سورت صافات کی دس آیات پڑھ کر گھر سے نکالا جاسکتا ہے نیز گھر میں پانچوں وقت اذان اور اقامت بھی کہنا ضروری ہے۔

[3] اس قسم کے جنات بچوں کو ڈراتے ہیں اس کا شرعی علاج یہ ہے کہ بچے پر شرعی دم پڑھا جائے اور پانی پر بھی یہ دم پڑھا جائے پھر اسے پلایا جائے اور اس کے ساتھ غسل بھی کرایا جائے۔

☒ جب جن اعمال میں حد سے بڑھ جائے تو اسے عفریت کہتے ہیں۔ (۱)

﴿قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ﴾ (النمل: ۲۷/ ۳۹)

''ایک جناتی عفریت نے کہا: میں اسے لاسکتا ہوں اس سے پہلے کہ تو اپنی جگہ سے کھڑا ہو''۔

(۳) جنات کی اقسام:

ان کی تین اقسام ہیں طبرانی' حاکم اور بیہقی کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جنوں کی تین قسمیں ہیں ایک قسم کے جنات ہوا میں اڑتے ہیں اور دوسری قسم کتوں اور سانپوں کے روپ میں رہتے ہیں اور تیسری قسم کے جنات سفر کرتے ہیں اور پڑاؤ بھی کرتے ہیں۔ (۲)

اور ابوداؤد کی روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نمازی کے سامنے سے کالا کتا گزرے تو نماز قطع ہوجاتی ہے''۔ صحابہ نے پوچھا ''بھورے اور سفید سے سیاہ کتا خاص کیوں کیا گیا''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے۔ (۳)

(۴) جنات وشیاطین کی رہائش گاہیں:

جنات بھی اسی زمین پر رہتے ہیں جس پر ہم رہتے ہیں لیکن ویران کھنڈرات میں ان کی رہائش زیادہ ہوتی ہے نیز نجس مقامات مثلاً بیت الخلاء اور کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہیں۔ چنانچہ احادیث میں کثرت سے ایسے مقامات پر نماز کی ادائیگی کی ممانعت وارد ہے کیونکہ اولاً

(۱) عفریت جنوں میں سے سب سے بڑے سرکش کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے سورت نمل آیت: ۲۷/ ۳۹ میں کہا ہے۔

(۲) یہ صحیح حدیث ہے ابن حبان میں نمبر ۲۰۰۷ ہے اور حاکم جلد ۲ ص ۴۵۶ پر ہے ابونعیم نے حلیہ کی جلد ۵ صفحہ ۱۳۷ پر اور مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۳۶ پر اسے روایت کیا۔

(۳) مسلم (۲۶۵) مسند احمد ج۵ ص۱۴۹، ۱۵۱ ترمذی (۳۳۸) ابن ماجہ (۹۵۲) ابن خزیمہ ۸۳۰، ۸۳۱ اور بیہقی ج۲ ص ۲۷۴

تو یہاں نجاست وغلاظت ہوتی ہے ثانیا یہ شیاطین کے رہنے کی جگہیں ہوتی ہیں۔ نیز جنات وشیاطین کثرت سے ایسے مقامات پر بھی پائے جاتے ہیں جہاں وہ آسانی سے فساد وگمراہی پھیلا سکیں جیسے بازار وغیرہ لہذا رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابی سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرمائی:

> اگر تو اس بات پر قدرت رکھتا ہے کہ بازار میں داخل ہونے والا سب سے پہلا شخص نہ بن۔ اور بازار سے نکلنے والا آخری شخص بھی نہ بن (تو ضرور یہ عمل کر) کیونکہ بازار ہی شیطان کا میدان جنگ ہے اور وہیں وہ اپنا جھنڈا گاڑتا ہے۔ (۱)

شیاطین لوگوں کے گھروں میں رات گزارتے ہیں ان کو وہاں سے بسملہ بھگاتی ہے نیز اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تلاوت قرآن بھی ان کو بھگانے کا سبب بنتے ہیں اندھیرا پھیلتے ہی شیاطین کا آنا جانا اور پڑاؤ کرنا زیادہ ہوجاتا ہے۔ اسی لئے ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ شام کے جھٹ پٹے میں ہم اپنے بچوں کو باہر نہ نکلنے دیں۔ سیدنا جابر سے متفق علیہ حدیث مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

> ''جب رات پھیل رہی ہو یا تم شام کرو تو اپنے بچوں کو روک لو کیونکہ اس گھڑی شیاطین بکھرتے ہیں جب رات کی ایک گھڑی گزر جائے تو تم اپنے بچوں کو چھوڑ دیا کرو اور دروازے بند کر دیا کرو اور اپنے اللہ کا نام لیا کرو کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا اور اپنی مشکوں کے منہ بند کر دیا کرو اور اللہ کا نام لیا کرو اور اپنے برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو اگرچہ ان پر کوئی چیز ہی ڈال دو اور اپنے چراغ بجھا دیا کرو۔'' (۲)

۵ جنات وشیاطین کی معیشت:

جنات کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ان باتوں کی ہمیں خبر

(۱) مسلم (۲۴۵۱) او طبرانی الکبیر ج۶ ص ۳۰۶

(۲) بخاری ج۶ ص ۱۵۵ مسلم ج ۳ ص ۴۰ ... ۳۰۵ ... [illegible]

دی ہے۔ صحیح مسلم میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب تم کھاؤ تو دائیں ہاتھ کے ساتھ کھاؤ اور جب تم پیو تو دائیں ہاتھ کے ساتھ پیو کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ کے ساتھ کھاتا اور بائیں ہاتھ کے ساتھ پیتا ہے۔ ①

اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنات نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی غذا کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے بتایا کہ ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو وہ تمہارے لئے ہے اور تمہارے ہاتھوں میں گوشت بن جائے گی اور ہر قسم کی لید تمہارے چوپایوں کا چارہ ہے۔ ②

وہ شادی بیاہ کرتے ہیں جس سے نسل کشی ہوتی ہے۔ بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے اہل جنت کو جوڑا جوڑا ہونے پر استدلال کیا ہے۔

﴿ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝ ﴾ (رحمٰن : ۵۵/ ۵۶)

ان سے پہلے ان حوروں کو نہ تو کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ ہی جنات میں سے کسی نے''۔

اسی آیت سے بعض علماء نے یہ استدلال بھی کیا ہے کہ انسان جنات سے شادی کرسکتا ہے کیونکہ آیت میں مذکور عورتوں کی یہ صلاحیت بیان ہوئی ہے کہ وہ جن وانس دونوں کے لئے کارآمد ہیں۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے بعض کے مطابق زمانہ ماضی میں بھی ایسے نکاح ہوتے تھے اور زمانہ حال میں بھی ایسے نکاح ہوتے ہیں لیکن کچھ علماء یہ رائے بھی رکھتے ہیں کہ اگر ایسے ہوجائے تو یہ خلاف قیاس و عادت ہوگا۔ اور متعدد علماء نے کہا کہ ایسا ہونا ممکن ہے۔ انہوں نے سورہ اسراء کی اس آیت سے استدلال کیا ہے:

﴿ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۝ ﴾ (اسراء : ۱۷/ ۶۴)

---

① صحیح مسلم (۲۰۲۰) ابوداوٗد (۳۷۷۵) مسند احمد ج۲ ص۸، ۳۳، ۳۲۵، ۳۴۹ مصنف عبدالرزاق (۱۹۵۴۱) دارمی ج۲ ص۹۷ شرح السنۃ ج۱۱ ص۲۸۴

② مسلم (۴۵۰)

''تو لے آ' اپنے گھوڑوں کو ان کے خلاف اور ان کے اموال و اولاد میں تو انکا شریک بن جا اور تو ان کو وعدے دلا''۔

بخاری میں فرمان رسول ہے اور مسلم میں بھی عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے جماع کرنے لگے تو یہ دعا پڑھ لیا کرے:

((بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا))

''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں' اے اللہ تو ہمیں شیطان سے دور رکھ اور تو جو رزق ہمیں دے اس سے شیطان کو دور رکھ۔ (۱)

''اور اللہ تعالیٰ نے جنوں کے لئے موت بھی مقرر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ ﴾ (رحمٰن: ۵۵/ ۲۶)

''جو کچھ زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے''۔

صحیح بخاری میں ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے:

''میں پناہ مانگتا ہوں تیری عزت کی کہ جس کے بغیر کوئی معبود نہیں اور تجھے موت نہیں جب کہ جن وانس مرتے ہیں۔ (۲)

(۶) جن و شیطان کی شکلیں:

شیطان نہایت قبیح شکل والا ہے' نیز اس کے دو سینگ بھی ہیں بخاری اور مسلم میں ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت نماز کا قصد نہ کرو کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔ (۳)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

(۱) بخاری ج۱ ص۴۸۔ ج۴ ص۱۴۹ مسلم ۱۴۳۴ اور ابوداؤد ۲۱۶۱۔ ابن ماجہ ۱۹۱۹ مصنف عبدالرزاق (۱۰۴۶۶) مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۲۴۳

(۲) بخاری ج۸ ص۱۶۷ ج۹ ص۔۱۴۳

(۳) بخاری ج۱ ص ۱۵۲ مسلم (۸۲۸) مسند احمد ج۲ ص۱۹' ۲۴) ابن خزیمہ ۱۲۷۳ مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ ص۳۵۴

﴿ إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ○ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ○ ﴾ (صافات: ۳۷/ ۶۴،۶۵)

''وہ ایک ایسا درخت ہے جو جہنم کی تہہ سے اُگے گا اس کا گابھا شیاطین کے سروں کی مانند ہے''۔

اسی وجہ سے ہم پر واجب ہے کہ ہم اپنے دشمن کو اچھی طرح پہچان لیں تاکہ اس کے مفاسد سے بچ جائیں کیونکہ وہ ابن آدم کی شریانوں میں خون کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ تمام شیطانی اعمال کا دائمی نتیجہ اللہ تعالیٰ کی بغاوت اور سرکشی پر منتج ہوتا ہے مزید برآں باہمی تفرقہ' انتشار' تخریب کاری اور دہشت گردی کے موجب بنتے ہیں اور جن رشتوں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے ان سے قطع رحمی ہو جاتی ہے اور جن سے اللہ تعالیٰ بائیکاٹ کا حکم دیتا ہے شیطانی تعلیمات ان سے وصل کا سبق دیتی ہیں' زمین میں جو برائی بھی ہے اور جس فساد کا وجود ہے' شیطان کا اس میں حصہ ہوتا ہے۔

یہی شیطان ہی ہیں جنہوں نے گذشتہ امتوں کے بُرے اعمال کو ان کے سامنے مزین کر کے پیش کیا اور ان کے کفر و معاصی کے بدلے ان کو ہر وقت شاباش دی اور ہمیشہ ان کو رسولوں کے جھٹلانے پر آمادہ کیا نیز ان کو احکام الٰہیہ سے انکار پر بھی برانگیختہ کیا اور یہی وہ اعمال ہیں جن کے ساتھ شیاطین ہمیشہ متصف رہے۔

﴿ تَاللَّهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ ﴾ (النحل: ۱۶/ ۶۳)

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اللہ کی قسم! ہم نے آپ ﷺ سے پہلے بھی مختلف امتوں کی طرف رسول بھیجے لیکن شیطان نے ان کے اعمال کو مزین کر دیا آج بھی وہی ان کا دوست ہوگا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے''۔

سیدنا عیاض مجاشعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے خطبے کے دوران کہا:

''خبردار ہو جاؤ! مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ جن باتوں سے تم ناواقف ہو اور جو میرے رب نے آج مجھے بتلائی ہیں وہ میں تمہیں بھی سکھلا دوں۔ (ہر وہ چیز جو میں نے اپنے بندوں میں سے کسی بندے کو دی وہ حلال ہے اور میں نے سارے بندے فطرت اسلام پر پیدا کئے لیکن ان کے پاس شیطان آ دھمکے اور انہیں ان کے دین سے پھسلا دیا اور ان پر میری حلال کردہ چیزوں کو حرام کر دیا اور شیطان نے ان کو یہ حکم بھی دیا کہ وہ میرے ساتھ شرک کریں۔ جس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے جب اہل زمین عرب وعجم کی یہ حالت دیکھی تو ان پر سخت غصے ہوا سوائے چند اہل کتاب کے جو دین حنیف پر قائم تھے۔'' ①

درج بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے لوگوں کو شیاطین ہی نے دین سے انحراف کی دعوت دی اور فطرت سے بغاوت کی طرف لوگوں کو بلایا نیز ان کو شرک باللہ کی طرف بلایا نتیجتاً حرام اشیاء حلال کر دی گئیں اور حلال اشیاء حرام قرار دی گئیں اور شیطانوں نے غیر شرعی اعمال کو ایجاد کر کے لوگوں کے لئے ان کو مزین کر دیا جیسے رجبیہ' شعبانیہ اور بدعی محافل اور دیگر روز افزوں بدعات وخرافات کہ جنہوں نے اسلام کے عالیشان محل میں دن بدن رخنہ اندازیاں شروع کر رکھی ہیں۔ اسی وجہ سے ہم پر بھی یہ واجب ہے کہ ہم شیطان کی چالوں اور پھندوں کو خوب اچھی طرح پہچان لیں تاکہ ہم ان سے بچ سکیں کیونکہ ہم میں ہر کسی کے ساتھ شیطان بھی موجود ہے اس کی دلیل مسند احمد کی وہ روایت ہے جو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک شیطان ابن آدم کے خون کے ساتھ چلتا ہے''۔ ہم نے پوچھا: ''اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی ایسا ہی ہے اے اللہ کے رسول۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد کی پس وہ مسلمان ہو گیا۔ (یا میں اس سے سالم ومحفوظ ہوں) ② اور مسلم

① مسلم ۲۸۶۵ مسند احمد ج۴ ص۱۶۲' ۲۶۶' ۳۶۳ عبدالرزاق ۲۰۰۸۸

② بخاری ج۳ ص۶۴ مسلم ۲۱۷۵ ترمذی ۱۱۷۲ ابن ماجہ ۱۷۸۰ مسند احمد ج۳ ص۱۵۶۔ ۲۸۵ دارمی ج۲ ص۳۲۰

نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک جنات میں سے ایک قرین کے سپرد کیا گیا ہے اور فرشتوں میں سے بھی ایک قرین اس کے ہمراہ ہے"۔ صحابہ نے پوچھا۔ "آپ ﷺ کو بھی یہی صورت حال درپیش ہے اے اللہ کے رسول" آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں میری بھی یہی حالت ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلے میں میری مدد کی ہے پس وہ مجھے بھلائی کے علاوہ کوئی بات کہہ نہیں سکتا۔ ①

یہ جناتی قرین انسان کے ساتھ پیدائش کے وقت سے لے کر مرتے دم تک رہتا ہے لیکن ایک ایسا ہی اور قرین بھی ہے جو انسان پر اللہ کی معصیت کی وجہ سے یا ذکر الٰہی سے منہ موڑنے کی وجہ سے اس پر مسلط کر دیا جاتا ہے۔ اس کی دلیل سورت زخرف میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ ﴾ (الزخرف : ۴۳/ ۳۶)

"اور جو کوئی رحمٰن کی یاد سے غافل ہوتا ہے ہم اس پر ایک شیطان (بطور قرین) مسلط کر دیتے ہیں"۔

بلکہ کچھ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن پر متعدد شیطانی قریں مسلط ہوتے ہیں جب یہ لوگ فساد و ضلال میں غوطہ زن ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے سورت فصلت میں فرمایا:

﴿ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۝ ﴾ (حٰمٓ السجدة : ۴۱/ ۲۵)

ایسے لوگوں پر ہم متعدد قرین مسلط کر دیتے ہیں تو وہ ان کے لئے ان کے پہلے اور پچھلے اعمال کو مزین کر دیتے ہیں"۔



① مسلم ۲۸۱۴ مسند احمد ج۱، ۳۸۵، ۴۰۱ دارمی ج۲ ص ۳۰۶

باب: ۳

شیطان و انسان کے درمیان جاری جنگ

① جنگ کی حقیقت اور زمانہ ابتداء

② شیطانی اعمال اور نفسیاتی امراض

③ عبادت گذاروں پر شیطان کن راستوں سے حملہ کرتا ہے؟



① جنگ کی ابتداء اور اس کی نشو ونما:

انسان اور جنات کے درمیان جنگ کا سبب بہت پرانی دشمنی ہے۔ اس جنگ میں جنات کا سالار اعلیٰ ابوالشیاطین ابلیس لعنہ اللہ ہے۔ چونکہ ہماری آپس کی یہ دشمنی بہت پرانی ہے' اس لئے ہم پر بھی یہ فرض ہے کہ اس جنگ کی تیاری کرتے رہیں۔ ہر وقت اس جنگ کی تیاری ہی ہماری بقاء مع الفلاح کی ضامن ہے۔ ایسی صورت میں گویا ہم نے اللہ رب العالمین کے احکام پر پوری طرح عمل کیا۔ کیونکہ اس نے ہمیں بہت پہلے یہ خبر دے دی کہ شیطان ہمارا صریح دشمن ہے۔ چنانچہ ہمارے لئے ضروری ہو گیا کہ ہم ہر ہتھیار سے اپنا دفاع مضبوط بنائیں' تاکہ ہم پر شیطانی حملہ کارگر نہ ہو' بلکہ اس کے ہتھیار کمزور اور زنگ آلود ہو جائیں۔ تب اس کا فساد اور شرانگیزیاں کم پڑیں گی' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ ﴾ (فاطر: ۳۵/ ۶)

''یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے لہٰذا تم اسے دشمن ہی سمجھنا''۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ہمارے باپ آدم علیہ السلام کا وہ قصہ بھی بیان کر دیا جس میں تمام تفاصیل آ گئی ہیں' کہ کس طرح شیطان لعین نے ہمارے باپ کو اللہ کی نافرمانی پر اکسایا اور آدم نے کس طرح ممنوعہ درخت کا پھل کھایا اور اپنے لباس سے ہاتھ دھو بیٹھا اور پھر اس کو جنت سے نکل کر زمین پر بسیرا کرنا پڑا۔ اس قصے میں ہمارے لئے بہت بلیغ قسم کی نصیحت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّىْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ ﴾ (اعراف: ۲۰/ ۲۱)

شیطان نے آدم و حوا کو مخاطب کر کے کہا: "تمہیں تمہارے رب نے یہ درخت کھانے سے اس لئے منع کیا ہے تاکہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تم یہاں پر ہمیشہ نہ رہنے لگو اور دونوں کے سامنے قسمیں کھائیں کہ یقیناً میں تمہارا خیر خواہ ہوں"۔

تاہم آدم و حوا علیہما السلام کو احساس ہوگیا کہ شیطان نے ان کے ساتھ دھوکا کیا ہے۔ لہٰذا انہوں نے فوراً اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی اور اللہ کی طرف رجوع کیا۔ دونوں نے کہا:

﴿ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ ﴾ (اعراف: ۷/ ۲۳)

"اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اگر تو نے ہم کو نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم ضرور خسارہ پانے والے ہو جائیں گے"۔ ①

اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی اور ان پر رحم و کرم فرمایا' اللہ نے فرمایا:

﴿ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ۝ ﴾ (طٰہٰ: ۲۰/ ۱۲۱،۱۲۲)

"آدم نے اپنے رب کی بارگاہ میں نافرمانی کی اور گمراہ ہو گیا پھر توبہ کر لی تو اس کے رب نے اسے چن لیا اور ہدایت دے دی"

گویا اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرنے اور اسی کی طرف رجوع کرنے سے بھلائی برائی پر غالب آ گئی اور جب انسان کے اندر بھلائی کا پہلو برائی کے پہلو پر غالب آ جاتا ہے تو ہدایت کے لئے راہ ہموار ہو جاتی ہے اور رحمن کے ہاں وہ پسندیدہ انسان قرار پانے کے لائق بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ قصہ ہمارے لئے صرف اس لئے ذکر کیا ہے تاکہ انسانوں کی پسندیدہ راہ کے انتخاب کا زندہ نمونہ بن جائے چونکہ انسان نہ تو فرشتوں کی مانند

---

① سنت مطہرہ نے ہمارے لئے یہ قدیمی دشمنی واضح کر دی ہے صحیح مسلم میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ نے جنت میں آدم کا ماڈل بنایا اور جنت میں اسے جب تک چاہا رکھا تو ابلیس اس کے پاس آتا اور اس کے اردگرد طواف کرتا۔ بڑے تعجب سے دیکھتا کہ یہ عجیب چیز کیا ہے؟ لیکن جب اسے اندر سے خالی پایا تو اسے یقین ہو گیا کہ یہ ایسی مخلوق ہے جس کو اپنے اوپر کنٹرول نہیں ہے"۔

گناہوں اور لغزشوں سے پاک مخلوق بنایا گیا اور نہ ہی شیطان کی طرح شر مطلق بلکہ انسان کے ہاں نیکی اور گناہ' صحیح اور غلط' طاعت معصیت' تقویٰ اور فسق و فجور کی تمام صلاحیتیں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ○ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ○ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ○ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ○﴾ (الشمس : ۹۱/ ۷۔۱۰)

(انسانی (جان) اور اس کو ٹھیک بنانے کی قسم پس اس کو اس کی نیکیاں اور گناہ الہام کر دیئے تحقیق فلاح پا گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور تحقیق خسارہ پا گیا وہ شخص جس نے اسے گناہوں سے نہ بچایا''

اللہ تعالیٰ نے تمام بنو آدم کو اس مکار دشمن کے ذریعہ آزمائش میں ڈالا انسانوں کے اندر جتنی بھی برائیاں وقوع پذیر ہوتی ہیں وہ سب اسی ملعون کے فتنے کا شاخسانہ ہوتی ہیں۔ لیکن اس کی پھیلائی ہوئی گمراہیاں محض تقدیر الٰہی کا کرشمہ ہیں' تاکہ اچھے اور برے انسان کی تمیز ہو سکے۔ مندرجہ بالا بحث کا حاصل یہ ہے کہ شیطان اور انسان کے درمیان جاری جنگ تخلیق آدم کے وقت سے ہی چلی آ رہی ہے۔ نیز شیطان نے اپنے ذمہ یہ پختہ ذمہ داری لگا دی ہے کہ وہ انسانوں کو گمراہ اور فسق و فجور میں مبتلا کرے گا۔ جیسا کہ اللہ نے قرآن میں فرمایا:

﴿ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○﴾ (ص : ۳۸/ ۸۲)

''شیطان نے کہا: (اے رب) تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو گمراہ کروں گا تاہم جو تیرے مخلص بندے ہیں ان پر میرا وار نہیں چل سکے گا''۔ [1]

اس شیطان نے گمراہی کا کوئی راستہ پائے بغیر نہ چھوڑا اور سرکشی و بغاوت کی ساری گلیاں چھان لیں اور جب بھی کوئی بندہ دیکھا اس پر جھپٹ پڑا اور وسوسوں سے اس پر حملہ آور ہو گیا اور شہوات و شبہات کے تمام ہتھیاروں کا اسے نشانہ بنا لیا اور جتنے بھی اقوال و اعمال اسے صراط مستقیم سے ہٹا سکتے ہوں ان تمام کو مزین کر کے اس کے سامنے پیش کر دے۔ اس کے

[1] یہ اس کا عہد ہے تو ہم نے اس کے مقابلے کے لئے کیا تیاری کی ہے اور کیا ہم نے اس کی اس صریح دشمنی کا جواب اس کی دشمنی سے بھی سخت دشمنی سے دیا؟

ہر رستے میں بیٹھ کر (شیطان) ایمبش لگایا اور ہر اچھے اور نیک کام سے اسے حتی الوسع دور رکھا۔

امام احمد' ترمذی اور امام نسائی نے سیدنا سبرۃ بن فاکہہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک شیطان ابن آدم کو بہکانے کے لئے ہر رستے میں بیٹھا۔ سب سے پہلے اسلام کے رستے میں بیٹھا اور کہا ''کیا تو اسلام لاتا ہے۔ اپنا اور اپنے آباؤ اجداد کا دین چھوڑتا ہے؟'' لیکن اس نے اس کی نافرمانی کی اور مسلمان ہوگیا۔ پھر وہاں سے مایوس ہوکر وہ ہجرت کے رستے میں جا بیٹھا اور کہا کیا تو ہجرت کرتا ہے؟ کیا تو اپنی زمین اور اپنا آسمان چھوڑ دے گا؟ پھر بھی انسان نے اس کی نافرمانی کی اور ہجرت کردی۔ پھر شیطان جہاد کے رستے میں آ بیٹھا اور کہنے لگا ''کیا تو جہاد کرتا ہے؟ وہ تو جان کو ضائع کرنے کے مترادف ہے اور مال بھی ضائع ہوجائے گا جب تو لڑے گا تو قتل ہوجائے گا' تیری بیویوں سے دوسرے مرد نکاح کرلیں گے اور تیرا مال تقسیم ہوجائے گا۔ لیکن اس مسلمان مہاجر نے یہاں بھی شیطان کا کہا نہ مانا اور جہاد کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے اس طرح کیا اور پھر مر گیا اللہ تعالیٰ کی یہ ذمہ داری ہے کہ اسے جنت میں داخل کرلے۔''[1]

② شیطانی اعمال اور امراض نفس کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

مسلمان بندہ کبھی اپنے شیطان کے آگے ہتھیار نہیں ڈالتا لہٰذا یہ جنگ ان کے درمیان جاری رہے گی۔ تبھی تو مسلمان پر واجب ہے کہ وہ شیطانی پھندوں سے ہوشیار رہے اور اس کی تمام جنگی چالوں سے خوب واقفیت حاصل کرلے جن کے ذریعے وہ بندوں کو ان کے رب کے طریقے سے پھسلاتا ہے۔ بہرحال اس کے پھندے خطروں سے بھرپور ہوتے ہیں اور ان میں بندوں کو پھنسانے کے طریقے بھی انتہائی عجیب وغریب ہوتے ہیں۔ اور یہ دروازہ انتہائی وسیع ہے اگر ہر باریکی کو کھنگالا جائے تو اوراق کم پڑ جائیں۔ اس لئے یہاں

① یہ حدیث حسن ہے مسند احمد ج ۳ ص ۴۸۳ نسائی ج ۶ ص ۲۱۔ ۲۲ ابن حبان ۱۶۰۱ ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۲۹۳ طبرانی ج ۷ ص ۱۳۸ معجم الکبیر)

اسی مختصر تذکرے پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے۔

کیونکہ شیطانی عمل کی مثال ایسے ہی ہے جیسے جسم کے اندر ایک خلیہ یا جرثومہ یا میکروب ہے۔ پس یہ خلیہ جسم کو ضعیف کرنے کی فرصت تلاش کرتا رہتا ہے۔ جونہی اسے فرصت مہیا ہوتی ہے وہ جسم پر حملہ آور ہو جاتا ہے تا کہ اس کو نیست و نابود کر دے جسم کے لئے میکروب کے عمل سے کسی صورت نجات ممکن نہیں سوائے اس بات کے کہ جسم کا نظام دفاع مضبوط ہو اور اس میں ایسے جراثیم کثرت سے موجود ہوں جو میکروب کے عمل کو ناکارہ بنا سکیں اور میکروب کا کام تمام کر سکیں۔ اسی طرح شیطان کو جونہی فرصت ملتی ہے جو انسانی نفس کی کمزوری سے اسے مہیا ہوتی ہے وہ انسان پر حملہ آور ہو جاتا ہے تا کہ اسے فساد زدہ بنا دے پھر انسان اس کے حملے سے نہیں بچ سکتا سوائے یہ کہ اس کا دفاع مضبوط ہو اور وہ یہ ہے وہ ان امراض سے مبرا ہو جو شیطان کے حملہ کو کامیابی سے ہمکنار کرتی ہیں۔ یہ امراض وہ انسانی لغزشیں ہیں جن کی وجہ سے شیطان کو اس پر حملہ کرنے کی فرصت ملتی ہے' یہ بے شمار امراض ہیں' مثال کے طور پر چند ایک کا تذکرہ یہاں کئے دیتا ہوں' جہالت' غفلت' ضعف و مایوسی' اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا اور حق کو ٹھکرا دینا۔ غیض وغضب اور بے انتہا خوشی' خود پسندی اور ریاکاری۔ فخر اور ظلم' بغاوت اور انکار' ناشکری اور جلد بازی۔ غصہ اور حماقت' بخل اور کنجوسی' لالچ اور فضول خرچی۔ فضول جھگڑالو پن۔ مغرور ہونا اور جھوٹے دعوے کرنا' جزع فزع' سرکشی اور عناد۔ حدود سے تجاوز کرنا اور ظلم و زیادتی کرنا۔ مال کی محبت اور دنیا کے فتنوں میں پڑ جانا۔ لمبی امیدیں لگانا اور گناہوں کو حقیر جاننا' حسد' غیبت' چغلی' موسیقی' غیر محرم عورتوں سے محبت۔ یہ وہ امراض نفس ہیں جن کے ذریعے شیطان انسانی عقل کو جامد کر دیتا ہے' تا کہ اس کی زندگانی برباد کر ڈالے اور اس کی عالیشان ہمیشہ رہنے والی زندگی سے اسے محروم کر دے۔ شیطان کو بھگانے کا کوئی طریقہ نہیں اور اس کے وسوسوں کا کوئی علاج نہیں۔ نیز اس کی دھوکہ بازیوں سے بھی نہیں بچا جا سکتا سوائے نفس کا تزکیہ کرنے کے اور تزکیہ اس وقت تک کرتے رہنا چاہئے جب تک وہ مکمل طور پر نفسیانی امراض سے مبرا نہ ہو جائے اور ایمانی صحت کی حالت کی طرف نہ لوٹ آئے اور شیطان سے بچاؤ مکمل نہ ہو جائے اس طرح اس

کا روحانی معیار اتنا بلند ہو جائے گا کہ ایسے نفس والا آدمی اس رتبہ پر فائز ہو جائے گا کہ شیطان اس سے ہیبت کھائے گا اور دہشت زدہ ہو جائے گا۔ کہ کہیں رستے میں فلاں شخص نہ مل جائے جیسا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر کو فرمایا اے ابن خطاب! جب تو کسی رستے پر چلتا ہے تو شیطان وہ رستہ چھوڑ دیتا ہے۔ ①

عبادت گزاروں پر شیطان کن راستوں سے حملہ کرتا ہے:

یقیناً شیطان بتدریج بندوں کی طرف اپنی گذرگاہوں کے ذریعے پہنچتا ہے' اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان سے یوں ڈرایا ہے:

﴿ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ، اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ ﴾ (البقرۃ : ۲/ ۱۶۸)

''تم شیطان کے اسلوب کی پیروی مت کرو وہ تمہارا واضح دشمن ہے''۔

وہ بندوں کے اعمال میں مداخلت اس لئے کرتا ہے تاکہ انہیں ان کے رب کی عبادت صحیحہ سے پھیر دے کہ جس میں اولین شرط اخلاص ہے اور دوسری شرط اتباع رسول ہے۔ یہی اس کا انتہائی خطرناک نشانہ ہے' وہ چاہتا ہے کہ اللہ کے بندوں کو توحیدی منہج سے ہٹا کر شرک پر لگا دے اور تارک سنت بنا کر راہ بدعت کا راہی بنا دے اور اطاعت سے ہٹا کر معصیت پر لگا دے۔ اسی لئے شیطان نے بندوں کے لئے غیر اللہ کی عبادت کو' قبروں کی پوجا سے مزین کر کے ان کے سامنے بت لا کھڑے کئے جن پر وہ مجاور بن کر بیٹھے رہتے ہیں۔ بندوں نے قبروں پر مسجدیں بنائیں اور قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا اور وہاں طواف کیا اور جانوروں کو ذبح کیا اور ان کے لئے نذریں مانیں اور ان میں مدفون لوگوں کو مدد کے لئے پکارا اور شیطان نے ان کے سامنے یہ تخیل پیش کیا کہ ان اعمال کی وجہ سے وہ روحانی بلندیوں کے مدارج طے کر لیں گے جو تمام لوگوں سے افضل ہوں گے۔ پھر شیطان نے ان

① بخاری ج۴ ص۱۵۴' ج۸ ص۲۸' مسلم ۲۳۹۶ مسند احمد ج۱ ص ۱۷۱ کتاب السنہ ج۲ ص ۵۸۲ ابن ابی عاصم

کو ایسے ایسے خواب دکھلائے اور ایسے ایسے خیالات ان کے دل میں ڈالے کہ انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ یہ سب کچھ اللہ کی جانب سے کشف وفتوح بالغیب ہے۔ حالانکہ وہ تو محض شیطان کی فریب کاری ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے عبدالقادر جیلانی کی ایک حکایت بیان کی لوگوں کی

• ایک جماعت ان کے بارے میں غلو کا شکار ہے اور اللہ کے بغیر ان کو فریادیں سننے والا خیال کرتے ہیں۔ ان کے متعلق ابن تیمیہ نے کہا "یہ اللہ کے نیک بندے تھے ایک رات شیطان ان کے سامنے نورانی صورت میں اپنے عرش پر جلوہ گر ہو کر آیا۔ شیطان نے یہ ارادہ کیا کہ عبدالقادر یہ خیال کرے گا کہ اتنی زیادہ عبادت کرنے کے بعد اس نے اپنے اللہ کا دیدار کر لیا پھر اسے پکارا "اے عبدالقادر! میں نے وہ تمام چیزیں تیرے لئے مباح کر دیں جو میں نے اپنی مخلوق پر حرام کر دی تھیں۔ اور میں نے عبادت کی تکلیف بھی تجھ سے ختم کر دی"۔۔۔۔۔۔۔ لیکن شیخ عبدالقادر بھی اللہ تعالیٰ کا بڑا برگزیدہ بندہ تھا' اس نے فوراً یہ پکار ٹھکرا دی اور بولے: اے ذلیل! تو جھوٹا ہے" ابلیس نے اسے جواب دیا: اے عبدالقادر! اس مقام پر تو نے اپنے علم کے زور پر مجھ سے نجات حاصل کر لی ہے ورنہ میں نے اس پھندے کے ذریعے ستر بڑے عابدوں کو گمراہ کیا" امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے: سنت سفینہ نوح کی طرح ہے جو اس پر سوار ہو گیا اس نے اپنے آپ کو بچا لیا اور جس نے اس پر سوار ہونے سے انکار کیا وہ ہلاک ہو گیا۔

مسلمان بندے پر یہ واجب ہے کہ وہ شیطانی پھندوں سے خبردار رہے کیونکہ بے شمار لوگوں کو اس نے بہلا پھسلا کر بدعتوں' گمراہیوں اور عبادات کے نئے نئے طریقے ایجاد کرنے پر لگا دیا۔ اس وقت تک اسے کسی اور کسی لمحہ سکون وچین نہیں ملتا اور پل بھر قرار نہیں آتا کہ جب تک بندے رب العالمین کے ساتھ کفر نہ کر لیں۔

ہمارے زمانے میں لوگوں کا حال کتنا عجیب ہے کہ جب کسی کو بدعت سے روکا جائے یا شرک سے ڈرایا جائے تو وہ فوراً کہتا ہے: بے شمار لوگ ایسا کرتے ہیں یا "بے شمار لوگ دنیا میں تیرے کہنے کے مطابق نہیں کرتے۔ یہ کتنا زہریلا قول ہے' وہ ایسے جاہل' لوگوں کی

کثرت کو حجت بنا کر پیش کرتے ہیں اور اگر چند لوگوں کو کوئی صحیح کام ہی کرتے دیکھیں تو انہیں فوراً اس کام سے وحشت ہونے لگتی ہے۔ ان کے گمان کے مطابق کثرت' جماعت کو کہتے ہیں اور جو کچھ ان کی آنکھوں کے سامنے بدعات ہو رہی ہیں لوگ قبروں پر طواف کر رہے ہیں اور نذریں چڑھا رہے ہیں اور غیر اللہ کے لئے ذبح کر رہے' یہ اعمال امت کی اکثریت کر رہی ہے۔ اور امت کی اکثریت گمراہی پر کبھی جمع نہیں ہو سکتی۔

سبحان اللہ العظیم! ان کے گمان کے مطابق ''کثرت' جماعت کو کہتے ہیں حالانکہ مطلق کثرت' جماعت کو نہیں کہتے' یہ تو ابلیسی دھوکہ ہے' اس کی دلیل بیہقی وغیرہ میں مروی' ابن مسعود کا وہ قول ہے' جس میں انہوں نے کہا ''تم جماعت کو لازم پکڑو کیونکہ اللہ کا ہاتھ ہمیشہ جماعت پر ہوتا ہے۔ پھر انہوں نے کہا ''کیا تم جانتے ہو جماعت کسے کہتے ہیں؟ بے شک عام جماعتوں نے تو جماعت ترک کردی' جماعت ہمیشہ حق کا ساتھ دینے والوں کو کہتے ہیں اور اگر چہ تو اکیلا ہی ہو۔ جماعت اسی کو کہتے ہیں جو اللہ و رسول کی اطاعت کرے''۔

اے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کتنی تعجب انگیز صورت حال ہے؟ ہمارے زمانے میں بہت قلیل ایسے لوگ ہوں گے اور جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت خصوصی ہوگی تو وہ یہ بات سمجھیں گے۔

جب کثیر لوگ روزے' زکوۃ اور حج چھوڑ دیں گے تو کیا ہم بھی چھوڑ دیں گے؟ یہ بہانہ کر کے کہ' لوگوں کی اکثریت یہ فرض انجام نہیں دیتی۔ لہٰذا ہم بھی چھوڑتے ہیں اور جب لوگوں کی اکثریت تحاکم الی اللہ چھوڑ دے اور تحاکم الی غیر اللہ شروع کر دے تو ہم بھی ایسا ہی کریں گے؟ حالانکہ اکثر ملکوں میں قوانین خلاف اسلام ہیں۔ بیشتر حکمرانوں نے اللہ کی شریعت اور سنت رسول کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ حق پر ہیں؟ بے شک اللہ تعالیٰ ایسی جہالتوں سے پاک و منزہ ہے۔ کب سے لوگوں کے اعمال شریعت بن گئے؟ کتنی تعجب انگیز صورت حال ہے' یہ بھی ایک ابلیسی ہتھکنڈہ ہے۔ انہی وجوہ کی بنا پر مسلمان بندے کو ہمیشہ گمراہی اور سرکشی کے تمام روایتی وغیر روایتی ہتھکنڈوں سے خبردار رہنا چاہئے' ہمارے درمیان اخلاق مذمومہ کا پھیلاؤ ہو یا اجتماعی فساد' سیاسی فساد ہو یا اقتصادی بدحالی ہو' انسان کو درپیش تمام مشکلات ابلیس اور اس کے فسادی لشکر کا کیا دھرا ہیں۔

اے قاری کریم!

میں آنے والی دو فصلوں میں وہ تین شیطانی ہتھکنڈے وضاحت سے بیان کروں گا جن کے ذریعے شیطان کثرت سے لوگوں کو گمراہی بغوت اور سرکشی کے رستوں پر چلاتا ہے۔ میری مراد تزئین' دھوکا دہی اور مرگی (مس) سے ہے۔ اس کے یہ تینوں ہتھیار نہایت مہلک ہیں انہی ہتھیاروں کے ساتھ وہ اپنے من پسند شکار کو شکار کرتا ہے لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ ان شیطانی ہتھیاروں سے چوکنا رہے۔ اگرچہ حقیقت حال اللہ بہتر جانتا ہے۔



باب : ۴

انسان کے ساتھ جنگ میں شیطان کا اسلحہ

○ پہلا ہتھیار۔تزئین ○ دوسرا ہتھیار بہلا نا پھسلانا

① باطل کو مزین کر کے پیش کرنا
② چیزوں کے نام تبدیل کر دینا
③ افراط وتفریط
④ سستی وکاہلی
⑤ نزاع اور جدال کے ذریعے لوگوں میں اختلاف پیدا کرنا
⑥ بہلا پھسلا کر گمراہ کرنا
⑦ شراب' جوا' پانسا اور بت پرستی
⑧ صراط مستقیم میں بیٹھ کر لوگوں کو وہاں سے ہٹانا
⑨ ساز وآواز کے ذریعے لوگوں کو باطل کی طرف مائل کرنا



انسان کو گمراہ کرنے کے لئے شیطان عموماً دو ہتھیاروں پر اعتماد کرتا ہے:

① تزئین۔ ② بہلانا پھسلانا۔

وہ ہر معرکہ بپا کرنے سے پہلے باقاعدہ اس کی پلاننگ کرتا ہے پھر اپنی طویل العمری اور طویل تجربے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے کمانڈ کرتا ہے۔ وہ جب کسی بندے کے لئے کسی رستے کو مزین کردے تو پھر اس پر ڈالنے کے لئے اس بندہ کو بہلاتا ہے اور ان دو ہتھیاروں میں سے اور بھی کئی چھوٹے چھوٹے ہتھیار نکلتے ہیں۔ میں ان بے شمار ہتھیاروں میں سے صرف نو ہتھیار اس فصل میں ذکر کروں گا اور اس کے بعد والی فصل میں میں شیطان کے تیسرے بڑے ہتھیار کے متعلق کچھ تفصیل ذکر کروں گا۔

① باطل کو مزین کر کے پیش کرنا:

یہی وہ راستہ ہے جس پر شیطان ازل سے اب تک لوگوں کو چلا کر صراط مستقیم سے ہٹاتا آیا ہے۔ وہ باطل کو حق کی صورت میں ان کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور حق کو باطل کی صورت دیتا ہے اور ہمیشہ انسان کے لئے باطل کے محاسن بیان کرتا رہتا ہے۔ اور حق کو ہمیشہ اس کی ناپسندیدہ شکلوں میں لاتا ہے۔ حتی کہ وہ اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہوجاتا ہے اور بندہ باطل کو اختیار کرلیتا ہے اور حق کے رستے سے برگشتہ ہوجاتا ہے۔ ہمیں ان نتائج سیئۃ کا علم شیطان کی اپنی کہی ہوئی بات سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں شیطان کی مکاریاں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ شیطان نے کہا:

﴿ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴾ (الحجر : ۱۵/ ۳۹)

''اے میرے رب! مجھے راندۂ درگاہ بنانے کے سبب میں ضرور زمین میں (باطل

کو) ان کے لئے مزین کروں گا اور ضرور ان سب کو (راہ حق سے) پھسلاؤں گا''۔

تو ہمیں معلوم ہوا کہ سب سے پہلے شیطان باطل کو مزین کر کے پیش کرتا ہے اور پھر راہ حق سے ہٹاتا ہے۔ تو گویا تزئین بذریعہ وسوسہ کرتا ہے پھر جب اپنے وسوسہ میں وہ کامیاب ہو جاتا ہے اور تزئین باطل کے ذریعے انسان کو راہ حق سے ہٹا کر گمراہ کر دیتا ہے تو اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے پھر بندے کو گمراہی کی نت نئی راہیں سجھاتا ہے۔ (١)

ابن قیم جوزیہ نے اپنی کتاب ''اغاثۃ اللھفان'' میں کہا ہے ''شیطان کے پھندوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ عقل کو ہمیشہ مسحور کیے رکھتا ہے تاکہ اسے کسی وقت بھی شکار کر سکے اور شیطان کے جادو سے کوئی بھی نہیں بچ سکتا البتہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ بچانا چاہے تو یہ اور بات ہے۔ شیطان کسی بندے کے لئے نقصان دہ فعل کو مزین کر کے اس طرح پیش کرتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے شاید یہی فعل میرے لئے سب افعال سے زیادہ منافع بخش ہے اور شیطان جادو کے زور پر کسی بندے کو اس کے منافع بخش فعل سے اس طرح نفرت دلاتا ہے کہ وہ یہ

(١) وسوسہ۔ پوشیدہ اور غیر محسوس آواز یا حرکت کو کہتے ہیں کہ اگر وہ سنائی دیتی یا محسوس ہوتی تو اس سے احتراز کیا جاتا' دلوں پر وسوسوں کے حملہ آور ہونے میں انسان کو کوئی اختیار نہیں اگر مسلمان اس کو ناپسند کرے اور اپنے دل کو وسوسوں سے پاک کر لے تو یہ اس کے صریح ایمان کی علامت ہوگی۔ جس طرح کہ صحیح مسلم میں وسوسہ کے متعلق آیا ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم شیطان کے وسوسوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کریں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے دقائق التفسیر میں لکھا ہے: کہا جاتا ہے کہ وسوسہ دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک تو شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور ایک بذات خود انسان کی طرف سے ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''تحقیق ہم نے انسان کو پیدا کیا اور اس کا نفس اس کو جو وسوسہ ڈالتا ہے ہم اسے جانتے ہیں'' تو معلوم ہوا کہ برائی دونوں وسوسوں میں پوشیدہ ہے کیونکہ انسانوں میں سے بھی شیاطین ہوتے ہیں جس طرح جنوں میں سے شیاطین ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ کم عقل ہوتے ہیں وہ شیطانوں اور انسانوں کے وسوسوں سے یکساں متاثر ہوتے ہیں۔ تاہم ایمان دار لوگ کسی قسم کے وسوسوں سے متاثر نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق کہا ہے اور بے شک میرے بندوں پر تیرا کوئی داؤ نہیں چلے گا سوائے اس سرکش کے جس نے تیری پیروی کی۔

سمجھتا ہے کہ شاید یہی وہ فعل ہے جو میرے لئے سب سے زیادہ نقصان کا باعث ہے۔

اس طریقہ پر شیطان نے آدم علیہ السلام کے لئے ممنوعہ درخت کو مزین کر کے پیش کیا آخر کار آدم وحوا علیہما السلام نے اللہ تعالیٰ کا حرام کردہ درخت دھوکہ سے کھالیا۔ وہ کہتا رہا کہ آدم سوچ لے' یہی وہ درخت ہے اگر کھائے گا تو خلد بریں کا مالک بن جائے گا۔ تو گویا شیطان نے آدم کے سامنے شجرۃ معصیۃ کو شجرۃ الخلد بنا کر پیش کیا حالانکہ اس درخت کے قریب جانا بھی اللہ تعالیٰ نے آدم پر حرام کر دیا تھا لیکن شیطان نے اتنا بنا' سنوار کر آدم کے سامنے اسے پیش کیا کہ وہ بھی دھوکا کھا گیا اور اس درخت کا پھل کھالیا۔ اسی اسلوب کے ذریعے شیطان اپنے انسانی دوستوں کے لئے باطل کو مزین کر کے پیش کرتا رہتا ہے اور ان کو گمراہ بناتا رہتا ہے۔

ماجودہ دور میں مارکسزم' سوشلزم' کیمونزم اور جمہوریت کو آزادانہ نظام ہائے سیاست کا نام دے کر لوگوں کو ان کی طرف دعوت دینا درحقیقت شیطان کی طرف سے تزئین الباطل کے سوا کچھ نہیں۔ اور مزید یوں وہ دھوکہ میں مبتلا کرتا ہے کہ جمہوریت کے ذریعے ہی انسانیت کی فلاح و بہبود ممکن ہے اور ایسے ہی نظامہائے مملکت کے ذریعے انسانیت کو ہم حیرت و دہشت اور بھوک و افلاس سے نجات دلا سکتے ہیں۔ عورت کو حجاب چھوڑنے پر ابھارنا اور چہرہ بازو بالائی سینہ اور پنڈلیاں ننگی کرنے پر آمادہ کرنا' یہ وسوسہ ڈال کر کہ آزادئ فکر اسے کہتے ہیں۔ نیز تہذیب و تمدن اور فیشن و ماڈرنزم (جدیدیت) اسی طرح ممکن ہے اور روز افزوں ترقی بھی ایسے ہی ممکن ہے۔

فن اور آرٹ کے نام پر فحش ڈراموں میں حصہ لینا لچرا ور عریاں فلموں میں کام کرنا اور سفلی اور کمینہ پن کی حد تک گرے ہوئے سٹیج ڈراموں میں کردار بننا اور ان سب باتوں کی طرف دعوت دینا۔

لوگوں کو آمادہ کرنا کہ وہ اپنے اموال بنکوں میں رکھیں جو سودی کاروبار کرتے ہیں کیونکہ وہاں حرام منافع بہت جلدی حاصل ہوتا ہے لیکن جنہیں عرف عام میں پرافٹ یا نمو اور مال پر منافع کہتے ہیں۔ شیطان کی طرف سے انسان کے لئے تزئین باطل ہے۔

اس بات کی طرف دعوت دینا کہ تمسک بالدین کرنا تاخر اور ترقی پذیری کی علامت

ہے یہ سارے حیلے دراصل شیطان کی طرف سے تنقیح حق کے نمونے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اصدق القائلین نے کتنی سچی بات کہی ہے:

﴿ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ ﴾ (الکهف: ۱۸/ ۱۰۳، ۱۰۴)

''آپ ﷺ فرما دیجئے کیا میں تم کو سب سے زیادہ خسارے والے لوگ بتلاؤں کہ جن کے دنیا کی زندگی میں محنت وکوشش سے سرانجام دیئے ہوئے تمام اعمال ضائع ہوجائیں گے حالانکہ وہ دنیا میں یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ بہت اچھے کارنامے سرانجام دے رہے ہیں''۔

۲ حرام کاموں کے محبوب نام رکھنا:

شیطان اور اس کے مددگاروں کی طرف سے انسانوں کے لئے دھوکہ بازی کا ایک مشہور طریقہ یہ ہے کہ معصیت کے کاموں کے نام بدل کر پیارے پیارے اور میٹھے نام رکھ لئے۔ ہمارے زمانے میں یہ طریقہ بہت کامیابی سے جاری ہے۔ اسی لئے شیطان کے پیروکار شراب اور دیگر نشہ آور مشروبات کو روحانی مشروبات کہہ کر پکارتے ہیں یا ام الافراح یعنی فرحتوں کی ماں جیسے نام دیتے ہیں اور جوئے کا نام نصیب' بخت' حظ اور قسمت رکھا ہوا ہے۔ اور سود کا نام تجارتی فائدہ اور منافع رکھا۔ مرد وزن کے حرام ملاپ کا نام تہذیب وتمدن ترقی و ماڈرنزم رکھا' نیم عریاں وعریاں عورت کا نام آزادی نسواں رکھا فاسقہ و فاجرہ عورت کا نام ایکٹرس اور اداکارہ رکھا۔ اور بے حیاء فحش مناظر پیش کرنے والی کنجری کو ہیروئن کہا اور بے حیا کنجر اور فحش حرکات کرنے والے کو ہیرو کہا۔ ①

① کیا یہ بات مشاہدہ عام میں نہیں ہے کہ لوگ ایکٹروں' ایکٹرسوں اور کھلاڑیوں کی بہت عزت کرتے ہیں۔ انہیں شہرت کی بلندیوں پر چڑھاتے ہیں حتی کہ عام لوگوں کے ذہنوں میں یہ فکر راسخ ہوگئی ہے کہ یہ کنجر اور کنجریاں اور یہ کھلاڑی اہمیت کے لحاظ سے علماء' انجینئرز اور ڈاکٹرز وغیرہ سے بہت بلند ہیں۔ ہمارے اس قول کی دلیل یہ ہے کہ علماء یا دیگر اہم شخصیات سے جو کوئی مرتا ہے یا بیمار ہوتا ہے تو میڈیا کے لبوں پر ←

رقص و سرود موسیقی اور ڈرامے کو فن کہتے ہیں مزید برآں ان بیہودہ نام نہاد خدمات کو عام کرنے کے لئے ادارے اور سینٹرز' کالج اور سکول کھولے جاتے ہیں' ان میں پرورش پانے والی بے حیائی کو مزید عام کرنے کے لئے اور سادہ لوح دیندار طبقے اور بھولے بھالے لوگوں کو ورغلانے کے لئے ایک لفظ ''اسلامی'' کا اضافہ کردیتے ہیں' جیسے اسلامی رقص' اسلامی ڈرامہ ادب اسلامی وغیرہ حتی کہ مچھلی کو ذبح کر کے پیک کیا اور ڈبے کے اوپر'' اسلامی طریقہ پر ذبح شدہ'' تحریر کیا۔

عریاں و بے حیا تصویر ہو یا حیاء سوز ڈیکوریشن پیس یا کوئی غلیظ منظر کہیں کندہ کیا گیا ہو تو اسے اسلامی ورثہ کا نام دے کر لوگوں میں پھیلایا جاتا ہے۔ اسی طرح شیطان نے بے حیائی و فحاشی لوگوں میں عام کرنے کے طریقے سکھلائے۔ اللہ کی پناہ ایسی خرافات سے!

۳ اللہ کی پناہ:

کسی کی مدح و مذمت میں مبالغہ آمیزی شیطان کے عجیب و غریب ہتھکنڈوں میں سے ایک ہے۔ چنانچہ اس نے انسانوں کے یہ دو گروہ بنا دیئے ہیں:

① کم ہمت' کمزور عقیدہ' بزدل۔ بودے۔ نکھٹو۔

② بلند ہمت۔ راسخ العقیدہ۔ نڈر۔ دلیر۔ بڑھ چڑھ کر نیکی کرنے والے' کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کے معاملے میں شیطان نے انسانوں کے دو گروہ بنا دیئے۔

① جو سست و کاہل ہوں۔

② جو بڑھ چڑھ کر حکم بجالانے والے ہوں۔

شیطان کو کوئی اندیشہ نہیں کہ وہ کونسے گروہ کے ذریعے کامیاب ہوگا تو پہلے گروہ کے

← حرکت تک نہیں ہوتی لیکن جب کوئی میراثی یا کنجر مرتا ہے تو الیکٹرانک میڈیا اس کے شب و روز اور اس کی سیرت خبیثہ نشر کرنے میں مگن رہتا ہے۔ نیز اس کی حرام کاریوں کے ذریعے ملک و ملت کی بربادی کے قصے اچھے اعلانات کے ساتھ مشہور کرتا رہتا' واضح ہوگیا کہ یہ بھی ابلیس پھندہ ہے۔

لوگوں نے اطاعت وحساب کی بجا آوری میں سستی کا مظاہرہ کیا اور سنتیں اور نوافل کو بالکل چھوڑ دیا' شیطان نے ایسے لوگوں کی پیٹھ بھی تھپکی اور ان کو حوصلہ دیا۔ لہٰذا انہوں نے اپنے پیشاب سے بچنے کی پروا نہ کی اور نماز باجماعت کی ادائیگی کی حرص نہ کی۔

پیشاب سے عدم احتیاط کا ذکر متفق علیہ حدیث میں سیدنا ابن عباس سے یوں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں دیا جا رہا مگر درحقیقت وہ گناہ بڑا ہے۔ ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔ [1] تو جو شخص اپنے پیشاب سے نہ بچے وہ لوگوں کی نگاہوں کی پروا بھی نہیں کرے گا' ہر وقت لگائی بجھائی پر لگا رہتا ہے یا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ پیشاب کے بعد طہارت مکمل حاصل نہیں کرتا تھا۔

اسی گروہ کے بعض افراد غسل اور وضوء میں سستی کرتے ہیں صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک بار سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے نماز عصر کا وقت ہو گیا بعض لوگوں نے جلدی جلدی وضو کیا پیچھے سے ان کو رسول اللہ ﷺ نے پکارا غالباً دو یا تین بار کہا کہ خشک رہ جانے والی ایڑیوں کے لئے جہنم کی وادی کی آگ صحیح ہے۔ [2]

شیطان نے کچھ لوگوں کو نماز باجماعت میں سستی کی ترغیب دی تو وہ اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگے اور بعض اوقات سرے سے نہ ہی پڑھی اور ہمارے رسول ﷺ نے عورتوں کے علاوہ کسی کو بھی نماز گھر میں پڑھنے کی اجازت نہ دی یا پھر جو معذور افراد ہوں جن کے پاس کوئی عذر شرعی ہو مثلاً بیماری کا خوف وغیرہ۔

صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جسے یہ بات خوش کرے کہ آنے والے کل میں وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ وہ اس پر راضی ہو تو

---

[1] بخاری ج۱ ص۶۵' ج۲ ص۱۱۹' مسلم ۲۹۲' ترمذی ۷۰' نسائی ج۳ ص۱۰۶' ابن ماجہ ۳۴۷' ۳۴۹) مسند احمد ج۵ ص۲۶۶

[2] بخاری ج۱ ص۲۳' ۳۵' مسلم ۲۴۱' مالک ۲۰' ابوداؤد ۹۷' ترمذی ۴۱' نسائی ج۱ ص۷۸' ابن ماجہ ۴۵۰' مسند احمد ج۲' ص۱۹۳' ۲۰۵۔

اسے چاہئے کہ باجماعت نمازوں کی پابندی کرے' یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے ذریعے ہدایت کے قوانین نافذ کئے اور پانچ نمازوں کی باجماعت ادائیگی بھی انہیں ہدایت کے طریقوں سے ہے اور اگر تم منافقوں کی طرح اپنی نمازیں اپنے گھروں میں پڑھنے لگ گئے تو بے شک تم نے ہدایت کے رستے ترک کر دیے اور جب تم نے ہدایت کے رستے ترک کر دیئے تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ تحقیق ہم نے اپنے زمانہ میں دیکھا کہ صرف خالص اور پکا منافق ہی نماز باجماعت سے پیچھے رہتا تھا یقیناً نمازی دو آدمیوں کے درمیان گھسٹتا ہوا آتا اور صف کے اندر آ کر نماز ادا کرتا۔ (1) یہ تو تھی پہلے فریق کی روئیداد جنھوں نے اطاعت کے کاموں میں سُست روی و نامردی کا مظاہرہ کیا۔

اب دوسرے گروہ کا حال سنایا جاتا ہے جنہوں نے غلو اور حسن عقیدت کی وجہ سے اللہ اور رسول کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کیا' وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جتنی عبادت اللہ نے ہمارے اوپر واجب کی ہے ہم اس سے زیادہ ادا کرنے کی طاقت رکھتے ہیں اور جو طریقے رسول اللہ ﷺ نے بتلائے ہیں صرف وہی' ہمارے لئے ناکافی ہیں اور وہ آسان ہیں ہم مشقت آمیز نئے طریقہ ہائے عبادت ایجاد کریں گے تاکہ ہمیں اپنی عبادتوں میں لذت محسوس ہو۔ یہ اور اس جیسی دیگر سب تعلیمات اصل میں شیطانی دھوکے ہی ہیں کیونکہ جب شیطان کو ان کی طاقت اور جرات کا علم ہوا اس نے یہ تکنیک استعمال کی کہ سنت نبوی تمہیں کافی نہیں ہے اور تمہاری ہمتیں تو اس سے کہیں بلند ہیں کیوں نہ اپنے رب کی عبادت میں اضافہ کر کے اس کا قرب حاصل کر لیں۔ پس جب عام لوگ تین تین بار وضو کے اعضاء کو دھوئیں یہ لوگ پانچ اور سات بار بلکہ اس سے بھی زیادہ بار دھوتے ہیں' اس طرح نہ صرف پانی کا ضیاع ہوتا ہے بلکہ جماعت کا وقت مقررہ بھی گذر جاتا ہے۔ پھر جب عام مسلمان افطار کرتے ہیں یہ لوگ افطار نہیں کرتے بلکہ عشاء کی نماز پڑھ کر افطار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دن اب ختم ہوا کیونکہ آج کی پانچ نمازیں اب ختم ہوئیں۔ جب لوگ سوتے ہیں یہ جاگتے ہیں' لوگ بوقت ضرورت نکاح کرتے ہیں لیکن یہ لوگ نکاح نہیں کرتے بلکہ اپنی شہوت

(1) مسلم ۶۵۴

کو اپنے ہاتھوں سے کنٹرول کرتے ہیں اس طرح دین میں ان لوگوں نے تعمق کیا تو ہلاک ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تعمق فی الدین کرنے والے ہلاک ہوگئے۔''[1] تین بار آپ ﷺ نے یہ کلمات فرمائے تعمق' تشدد کو کہتے ہیں جہاں شریعت نے تشدد نہ کیا ہو۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین آدمی رسول اللہ ﷺ کے گھر آئے اور آپ کی ازواج مطہرات سے آپ ﷺ کی عبادت کے متعلق سوال کرنے لگے جب ان کو آپ ﷺ کی عبادت کے متعلق پتہ چلا تو گویا اسے بہت زیادہ جانا اور کہنے لگے کہ رسول اللہ کی عبادت سے ہماری عبادت کی کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہیں۔ پھر ان میں سے ایک کہنے لگا: میں تو رات بھر جاگ کر قیام اللیل کروں گا۔ دوسرا بولا: میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کبھی افطار نہ کروں گا۔ تیسرا بولا: ہمیشہ میں عورتوں سے دور رہوں گا اور نکاح نہ کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ ان کی طرف گئے اور ان سے پوچھا کیا تم نے یہ کہا؟ واللہ میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سے زیادہ متقی ہوں لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں لیکن سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں لہٰذا جس نے میری سنت کو چھوڑا وہ میرے طریقے پر نہیں۔[2]

خلاصہ بحث یہ ہوا کہ غلو سے ضرور احتیاط کرنی چاہئے ہر معاملے میں اعتدال اور توسط سے کام لینا چاہئے افراط و تفریط سے بچنا نہایت ضروری ہے کیونکہ یہ دونوں شیطانی ہتھکنڈے ہیں اور اسی ملعون کی جانب سے باطل کو مزین کرکے پیش کیا جاتا ہے۔

۲۳ سستی اور کاہلی پر حوصلہ افزائی کرنا:

اس طریقہ کے سو فیصد استعمال کے لئے شیطان کے پاس بے شمار ایجنڈے ہیں مثلاً جب بندہ رات کو اٹھنا چاہے تاکہ نماز پڑھے تو شیطان اسے کہتا ہے ابھی بہت وقت پڑا ہے ذرا دیر کے لئے سو جا حتی کہ اس سے نماز کا وقت ہی چلا جاتا ہے اور جب بندہ اپنے رب کی

[1] مسلم ۲۶۷۰' شرح السنہ۔ البغوی ج۱۲ ص۳۶۷ معجم۔ الکبیر الطبرانی ج۱۰ ص۔۲۱۶

[2] بخاری ج۷ شرح السنہ۔ ج۱ ص۱۹۶ سنن الکبری للبیہقی ج۷ ص۷۷۔

اطاعت پر آمادہ ہوتا ہے تو شیطان اسے کہتا ہے کہ کچھ دیر کے بعد کر لینا حتیٰ کہ اس بندے سے وہ نیک کام کرنے کی فرصت ختم ہو جاتی ہے۔

کسی عالم نے کہا: ''سوف'' (عنقریب) کے لفظ سے تم ڈر جاؤ کیونکہ یہ شیطان کا بہت بڑا ہتھکنڈہ (حربہ) ہے''۔ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے ہر کسی کی گدی پر شیطان تین گرہیں لگاتا ہے جب وہ تم نیند میں ہوتے ہو۔ ہر گرہ لگاتے وقت وہ یہ دم پڑھتا ہے: تیرے لئے طویل رات موجود ہے لہٰذا تو سوئے رہ۔ اگر تم بیدار ہو جاؤ اور اللہ کو یاد کرو تو پہلی گرہ کھل جاتی ہے۔ اگر تم وضو بھی کر لو تو دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور اگر اللہ کی توفیق سے تم نماز بھی پڑھ لو تو ساری گرہیں کھل جاتی ہیں اور صبح اس حال میں کرتے ہو کہ مزاج خوشگوار ہوتے ہیں اور بدن میں خوب چستی ہوتی ہے اور اگر ایسے نہ کیا جائے (نہ اٹھ کر اللہ کا ذکر کیا جائے نہ وضو کیا جائے نہ نماز پڑھی جائے) تو صبح اس حال میں کرتے ہو کہ طبیعت پر نحوست و سستی چھائی رہتی ہے۔''[1]

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جو رات بھر سویا رہا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اس شخص کے دونوں کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا''[2]

⑤ جھگڑے اور اختلاف کے ذریعے مسلمانوں کے درمیان دنگا فساد کرانا:

یہی وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے شیطان نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا اور انہیں تنازع اور اختلافات کا شکار کر دیا اور ان کے باہمی اختلافات کو مزین کر کے ان کے سامنے پیش کیا حتیٰ کہ ہر فریق اپنے آپ کو حق پر سمجھنے لگا اور دوسرے فریق پر کفر کے فتوے لگائے اور قتل پر آمادہ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کے متعلق جھوٹ موٹ باتیں کرنے لگا۔

---

[1] بخاری ج۲ ص۶۵۔ جلد۴ ص۱۴۸ مسلم ۷۷۶ ابو داؤد ۱۳۰۶ مسند احمد ج۲ ص ۲۴۳ موطا مالک ۱۷۶ صحیح ابن خزیمہ ۱۱۳۱ بیھقی ج۲ ص۵۰۱۔

[2] بخاری ج۲ ص۱۴۸ مسلم ۷۷۴ مسند احمد ج۱ ص ۴۲۷ نسائی ج۳ ص ۲۰۴ مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۲۷۱ سنن الکبری بیھقی ج۳ ص ۱۵

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں شیطان کے اس پھندے سے ڈراتے ہوئے فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ ﴾ (البقرة : ۲/ ۱۶۸،۱۶۹)

''اے لوگو زمین سے تم حلال اور پاک اشیاء کھاؤ اور شیطان کی رہنمائی میں مت چلو۔ یقیناً وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ بے شک وہ تمہیں برائی اور بے حیائی کا مشورہ دیتا ہے تاکہ تم اللہ کے متعلق ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں علم نہیں''۔

نیز اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ○ ﴾ (الحج : ۲۲/ ۳)

''لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو اللہ کے متعلق بغیر علم کے جھگڑتے ہیں اور سرکش شیطان کی پیروی کرتے ہیں''۔

تو یہ طریقہ بہت ہی خطرناک ہے بے شمار لوگ یہاں آ کر بہک گئے۔ نتیجتاً بغض و کینہ ان کا پیشہ بن گیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اس داء عضال (باؤلا کر دینے والی بیماری) سے مسلمانوں کی حفاظت کرے جس کو شیطان نے مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔

۶ گمراہی، امیدیں قطع و برید، تغیر و تبدل، جھوٹے وعدے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ○ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ○ وَّلَاُضِلَّنَّھُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّھُمْ وَلَاٰمُرَنَّھُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ

اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَّخِذِ
الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ○
يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ○

(النساء : ۴/ ۱۲۰-۱۱۷)

''یہ سرکش مردود شیطان کو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کی ہے شیطان نے کہا میں ضرور تیرے بندوں سے اپنا مقرر حصہ وصول کروں گا۔ اور میں ضرور ان کو گمراہ کروں گا اور میں ضرور ان کو تمنائیں دلاؤں گا پس وہ ضرور اپنے چوپایوں کے کان کاٹیں گے اور میں ضرور ان کو حکم دوں گا وہ اللہ تعالیٰ کی خلقت کو تبدیل کریں گے چنانچہ جو کوئی اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے گا تحقیق وہ واضح خسارے میں پڑ گیا وہ انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے اور شیطان کے سارے وعدے محض دھوکہ ہیں۔''

ان آیات کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کے فائدے کے لئے شیطان کے وہ پانچ طریقے بیان کیے ہیں جن کے ذریعے وہ انہیں گمراہ کرتا ہے۔ ''میں ضرور ان کو گمراہ کروں گا''۔ یعنی حق کے رستے سے پھسلاؤں گا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ غیر اللہ کی عبادت کریں گے۔ اور اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائیں گے جب وہ ایسا کریں گے تو انہیں جھوٹی آرزوئیں دلاتا ہے اور گناہوں سے توبہ نہ کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور ان کو (سوف) عنقریب کے جال میں جکڑ لیتا ہے اور اپنی ذات کا انہیں دھوکہ دیتا ہے کہ وہ بہت بڑی شخصیات ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بڑے اونچے مقام پر فائز کرنے والا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شیطان نے کہا ''میں ضرور ان کو حکم دوں گا چنانچہ وہ جانوروں کے کان کاٹیں گے۔ التبتیک مصدر ہے جس کا معنی قطع و برید کے ہیں۔ قرآن میں دوسری جگہ بحیرہ' سائبہ' وصیلہ کے الفاظ موجود ہیں۔ جو تبتیک کے ہم معنی ہیں وہ چوپایوں کے کان کاٹتے ہیں تاکہ اپنے ہم جنس دیگر چوپایوں سے یہ خاص ہو جائیں اور کان کٹے ہونے کے سبب دور سے پہچانے جائیں کہ یہ بتوں کے لئے خاص کر دیئے گئے ہیں' ان کا

دودھ پینا جائز نہیں یا ان پر سوار ہونا جائز نہیں۔ آج کل مسلم علاقوں میں بھی جہلاء ایسی رسمیں پوری کرتے ہیں' وہ گائے کو کان کاٹ کر چھوڑ دیتے ہیں اس کا دودھ دوہتے نہیں اور وہ اونٹ کے کان کاٹ کر چھوڑ دیتے ہیں کہ اس پر سوار نہیں ہونا اور جب کوئی ان سے پوچھے کہ تم نے یہ جانور کیوں چھوڑ دیئے ہیں؟ تو جواباً کہتے ہیں یہ تو جنات کے لئے خاص ہیں یا سیدوں کے لئے یا شیخ بدوی کے لئے یا جیلانی کے لئے اور یہ فلاں اور فلاں کے لئے خاص ہیں۔ اسی طریقے سے شیطان نے ان کو حکم دیا تو اللہ تعالیٰ کی بناوٹ کو تبدیل کر دیا۔ یعنی فطرت توحید کو بدل دیتے ہیں۔ صرف اللہ کے نام پر جانوروں کو خاص نہیں کرتے بلکہ الحاد اور شرک ضرور کرتے ہیں اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں اور غیر اللہ ہی سے فریادیں کرتے ہیں اور غیر اللہ ہی کے لئے نذریں مانتے ہیں۔

اسی طریقہ سے ابلیس نے انسانوں کے افکار وعقائد میں یعنی انہیں روحانی طور پر بلکہ ان کی روح کو ہی تبدیل کر دیا جس روح کو اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے لئے پیدا کیا تھا شیطان نے اس کے ذریعے اللہ کے ساتھ شرک کروا دیا۔ اور شیطان نے تغیر وتبدل کے طریقے پر اتنی محنت کی کہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ جنس تک کو تبدیل کر دیا جیسے مردوں کی داڑھیاں منڈوانا اور عورتوں کو جسم گودنے دانتوں میں خلا پیدا کرنے اور زائد بال لگوانے پر آمادہ کرنا۔

صحیح حدیث میں ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے جسم گودنے والی اور جسم گدوانے والی پر اور چہرے اور جسم سے حسن میں اضافے کے لئے بال اکھیڑنے والی اور اکھڑوانے والی پر اور دانتوں میں خلا پیدا کرنے والی اور خلا پیدا کروانے والی پر جو حسن میں اضافے کے لئے ایسا کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خلقت کو تبدیل کرتی ہیں'' (۱)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلشَّیۡطٰنُ یَعِدُکُمُ الۡفَقۡرَ وَ یَاۡمُرُکُمۡ بِالۡفَحۡشَآءِ ۚ وَ اللّٰہُ

(۱) مسند احمد ج۱ ص ۴۵۴ نسائی ج۸ ص ۱۳۹، ۱۸۸

يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًا ۭ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾

(البقرۃ: ۲/ ۲۶۸)

''وہ ان کو وعدے دلاتا ہے اور جھوٹی تمنائیں دلاتا ہے'' یعنی جھوٹے وعدے کرتا ہے اور نہ مکمل ہونے والی آرزوئیں دلاتا ہے جس طرح آدم کو وعدہ دیا کہ تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں رہے گا۔ اور جس طرح بدر میں اور ہمیشہ کفر و اسلام کی جنگ میں کافروں کے ساتھ وعدہ کرتا ہے کہ وہ ان کی مدد کرے گا لیکن پھر بھاگ اٹھتا ہے اور جس طرح کافروں کو جنگ کے بعد ثروت و مال کا وعدہ کرتا ہے نیز جس طرح سورہ البقرہ میں آیا ہے ((شیطان تمہیں فقر و فاقہ سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کا مشورہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے تمہاری مغفرت اور فضل کا وعدہ تم سے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت والا اور جاننے والا ہے۔))''

۷ شراب جوئے اور بتوں کا حوالہ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝﴾ (المائدہ: ۵/ ۹۱،۹۰)

''اے مومنو! شراب' جوا' بت' اور پانسے پلید چیزیں ہیں' شیطان کے اعمال ہیں لہٰذا تم ان سے کنارہ کش ہو جاؤ تا کہ تم فلاح پا جاؤ' بے شک شیطان شراب اور جوئے کے ذریعے تم میں بغض و عداوت پیدا کر کے تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روکنا چاہتا ہے' پس تم ان کاموں سے رک جاؤ''۔

اس مقام پر اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کے چار گمراہی کے طریقے بیان کئے ہیں۔

خمر: ہر نشہ آور چیز کو کہتے ہیں ہر وہ چیز جو نشہ کے لئے حاصل کی جائے خواہ کھجور، پھل، شہد دودھ، دہی، کیمیکل۔ یا کوئی اور چیز ہو اگر اس کا مقصد نشہ ہو تو وہ خمر میں داخل ہوگی۔ لوگوں نے حال ہی میں انواع واقسام کے مشروبات ایجاد کر لئے ہیں زمانہ ماضی میں وہ معروف نہیں تھے۔ جس طرح الکحل اور اس جیسے دوسرے ایسنس وغیرہ اور وہ عطر جس میں الکحل ملی ہوئی ہو جیسے الکونیا یا بیرہ جسے ''آب جو'' کہتے ہیں چونکہ وہ جو کا نبیذ ہوتا ہے اس لئے اسے آب جو کہتے ہیں۔ اسی لئے ہر وہ پٹیرو کیاوی مادہ (خواہ وہ کسی قسم کا ہو) جو نشہ لانے گا شریعت کی رو سے وہ حرام ہے اور شیطان کی گمراہی کا پھندہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے جس چیز کی کثرت سے نشہ ہو جاتا ہو تو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔'' (۱)

شیطان نے اولاد آدم کی عقلوں کو کیا خوب تماشا بنایا انہوں نے خمر یعنی نشہ کے مختلف نام رکھ لئے تاکہ لوگوں کو دھوکہ دیں اور وہ اس کے عادی بن جائیں۔ جیسے وسکی اور شیمپئن وغیرہ اور ہمارے رسول کریم ﷺ نے کتنی سچی بات فرمائی جو ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے زیادہ دن اور راتیں نہیں گزریں گی کہ میری امت کا ایک گروہ نشہ کرے گا لیکن وہ اس کا نام تبدیل کر دیں گے۔'' (۲)

ابو مسلم خولانی نے سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جو مشروب اہل شام پیتے ہیں اور اسے طلاء کہتے ہیں' اس کا کیا حکم ہے؟ تو انہوں نے فرمایا میں نے اپنے محبوب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت سے کچھ لوگ نشہ کریں گے لیکن اس کا نام کچھ اور رکھ لیں گے۔'' (۳)

میسر: عرب کے جوئے کو کہتے ہیں قرطبی نے مالک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ میسر کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ میسر جو صرف کھیل کے طور پر کھیلا جاتا ہے اور چونکہ یہ کھیل اللہ کے ذکر

---

(۱) ابوداؤد ص ۳۸۶۷ مسند احمد ج۲ ص ۲۰ ترمذی ۱۸۶۶ سنن الکبری بیہقی ج۸ ص ۲۹۶۔

(۲) ابن ماجہ ۳۳۸۴ الحلیہ لابی نعیم ج۶ ص ۹۷ معجم الکبیر للطبرانی ج۸ ص ۱۱۲۔

(۳) مستدرک للحاکم ج۴ ص ۱۴۷

سے روکتے ہیں اور انسان اللہ سے غافل ہو جاتا ہے اس لئے یہ حرام ہے جیسے نردشیر، شطرنج، تاش، پلیٹ، کیرم بورڈ، فٹبال، ٹینس یہ تمام کھیل موجودہ زمانے میں کھیلے جاتے ہیں۔ اور دوسری قسم میسر القمار ہے جس پر انسان بازی لگاتے ہیں۔ اور اسے قسمت اور مقدر کہتے ہیں۔

انصاب: ہر اس چیز کو کہتے ہیں جسے انسان اپنے سامنے رکھ کر اس کی عبادت کرے اور اللہ عزوجل کی بجائے اس کی تعظیم کرے جیسے پتھر، درخت، قبر یا جھنڈا جیسے آجکل مسلمان ملکوں میں اکثر ہوتا ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کہ وہ جھنڈے کی تعظیم کرتے ہیں، اس کی سلامی لیتے ہیں، بلکہ اسے بوسہ دیتے ہیں، اور اس پر سجدے کرتے ہیں یا کسی گمنام سپاہی کی قبر پر یادگار کے طور پر اسے نصب کرتے ہیں اور جاہل لوگ اسے اپنا پاسبان تصور کرتے ہیں اور اس کے پاس پھول اور گلدستے جمع کرتے ہیں نیز اس کی تعظیم، احترام اور عزت کرتے ہیں۔

ازلام: یہ تیر ہوتے ہیں جن کے ذریعے معاملات تقسیم ہوتے ہیں اور ان سے مشورہ لیا جاتا ہے کہ کیا یہ کام کرنا چاہئے یا نہ کرنا چاہئے۔ یہ موجودہ زمانے میں بھی موجود ہے۔ ہمارے مشاہدے میں یہ بات ہے کہ جب بعض آدمی شادی کرنا چاہتے ہیں تو وہ کاغذ کے تین ٹکڑے لیتے ہیں ایک پر لکھتے ہیں ٹھیک ہے دوسرے پر لکھتے ہیں غلط ہے تیسرے کو خالی چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر ان کو ملا کر ڈال دیتے ہیں اور ان میں سے ایک اٹھا لیتے ہیں تاکہ ویسا ہی کریں جیسا اس کاغذ میں لکھا ہوتا ہے لیکن ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں ایسے فضول کام کرنے سے روکا ہے اور کسی مہم کے پیش نظر ہمیں نماز استخارہ کا طریقہ بتلایا ہے۔ تاکہ ہم اپنے رب سے یہ کام کرنے یا نہ کرنے کا اختیار مانگیں۔

خلاصہ بحث یہ ہوا کہ شیطان لوگوں کو گمراہی کے یہ چار طریقے اختیار کرنے کی رغبت دلاتا ہے کیونکہ اس طرح لوگ ذکر اللہ کو چھوڑ دیں گے اور نماز سے غافل ہو جائیں گے تو جو ممنوعہ طریقے اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں بیان کئے ہیں مسلمانوں کو ان سے ضرور بچنا چاہئے۔

آٹھواں طریقہ:

سورہ اعراف میں آیا ہے کہ شیطان صراط مستقیم میں بیٹھ کر لوگوں کو بہکاتا ہے، اللہ

تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝﴾

(الاعراف: ۷/ ۱۶،۱۷)

"شیطان بولا مجھے دھتکارنے کے سبب میں ضرور ان کے لئے تیرے سیدھے رستے میں بیٹھوں گا پھر میں ان کے پاس ان کے آگے اور ان کے پیچھے اور ان کے دائیں اور ان کے بائیں پہلو سے ضرور آؤں گا اور تجھے ان میں سے زیادہ تر ناشکرے ہی ملیں گے۔"

اس مقام پر اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے چار شیطانی طریقوں کو بیان فرمایا ہے جن کے ذریعے شیطان بندوں کو گمراہ کرتا ہے چونکہ شیطان ہر اس رستے میں بیٹھتا ہے جو اللہ کی رضا کے لئے بندہ اختیار کرتا ہے تو شیطان تمام سمتوں سے بندے کے رستے میں آتا ہے اور اسے گمراہ کرتا ہے۔

ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آیت کا ظاہری معانی ہی درست ہے جن رستوں پر انسان چلتا ہے ان ہی چار میں سے کوئی ایک ہوتا ہے یا تو وہ سامنے کی طرف چلتا ہے یا پیچھے کی طرف چلتا ہے۔ یا اپنے دائیں سمت چلتا ہے یا اپنے بائیں جانب چلتا ہے۔ ان چاروں سمتوں میں شیطان گھات لگا کر بیٹھتا ہے۔ اگر یہ فرض کیا جائے کہ انسان نیچے یا اوپر کی طرف بھی چلتا ہے تو ان دو سمتوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیوں نہیں فرمایا اور کیا شیطان ان دو سمتوں میں گھات نہیں لگاتا؟ تو جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نچلی جانب کا اس لئے ذکر نہیں فرمایا کہ جب انسان ڈھلوان پر چلتا ہے تو وہ گویا اپنے سامنے کی طرف چل رہا ہوتا ہے رہی اوپر کی جانب تو اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس لئے نہیں کیا کہ اوپر کی جانب سے اللہ تعالیٰ خود بندوں کی حفاظت کرتا ہے اور اس کی رحمتیں اوپر سے بندوں پر نازل ہوتی ہیں لہٰذا شیطان اوپر سے نقصان پہنچانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اوپر کی جانب اللہ تعالیٰ بغیر کسی حجاب، رکاوٹ یا پردے کے موجود ہے۔

اسی لئے سجدہ یا دعا اور اللہ کی جانب متوجہ ہونے کے وقت شیطان بندے کے قریب بھی نہیں آ سکتا اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جو وصیت کی ہے اس میں بھی یہی حکم پوشیدہ ہے۔ ''کہ تم میں سے جب کوئی غصہ کی حالت میں ہو تو اسے بیٹھ جانا چاہئے''۔

نواں طریقہ:

سورہ اسراء میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۡ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝﴾

(الاسراء: ۱۷/ ۶۲_۶۴)

شیطان نے کہا: ''تو مجھے ذرا خبر دے اس شخص کے متعلق جسے تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے۔ اگر تو مجھے قیامت تک مہلت دیدے تو میں ضرور اس کی اولاد کو گھٹی پلاؤں گا۔ سوائے چند ایک کے''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''دفعہ ہوجا اور جو تیری پیروی کرے گا اس کو اور میں تم سب کو جہنم سے پورا پورا حصہ دوں گا ان میں سے جس کو بھی چاہے تو اپنی آواز کے ذریعے بہکا اور اپنے گھوڑسوار ان پر لے آ اور پیادہ لشکر بھی لے آ' اور ان کے اموال اور ان کی اولاد میں شریک بن جا اور ان کو وعدے دیتا رہ حالانکہ شیطان کے تمام وعدے نرا دھوکہ ہیں''۔

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے شیطان ملعون کی گمراہی کے چار طریقے بیان کئے ہیں' جن کے ذریعے وہ بندوں کو رب کے رستے سے ہٹا کر جہنم کا ایندھن بناتا ہے۔ بہکانے سے مراد شیطان کی آواز ہے اور شیطان کی آواز سے مراد ہر وہ آواز ہے جو معصیت رب کی طرف دعوت دے۔ ایسی آواز کا سردار گانا (میوزک) ہے۔ جس کے ساتھ لوگ بکثرت مشغول ہیں۔ سوائے ان کے جن پر اللہ کا رحم وفضل ہے۔

جب آپ کسی گھر میں داخل ہوں یا کسی گاڑی میں یا کسی ہوٹل یا مارکیٹ میں یا

ہسپتال میں ہی داخل ہوں تو اللہ تعالیٰ کے غیض وغضب میں اضافہ کرنے والے آلات موسیقی اور گانے ہی کی آواز آپ کے کانوں سے ٹکرائے گی جن آلات کو توڑنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو دیا تھا ہر جگہ انہی ملعون آلات کا شور وغوغا جاری ہوتا ہے۔ دف نکاح اور عید کے دن صرف عورتوں کے لئے آپ ﷺ نے مباح قرار دی۔ اس کے علاوہ چاروں فقہی مذاہب یا کسی بھی معتبر ذریعے سے اباحت موسیقی منقول نہیں اسلام اس کو صریحاً حرام کہتا ہے۔ متعدد احادیث میں ان کی حرمت موجود ہے جیسے طبلہ' گٹار' سارنگی و دیگر ہر قسم کے آلات موسیقی بجانا مطلقاً حرام ہے۔ لہٰذا بندوں کو ریڈیو سے نشر ہونے والی موسیقی سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے بعض حکومتی علماء کی یہ رائے مشہور ہوگئی ہے کہ فوجی بینڈ باجا یا فوجی ساز وآواز یا خبرنامہ سے پہلے نشر ہونے والا سازینہ مباح ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ جنگی ساز و آواز جائز ہے کیونکہ سازوں سے فوجیوں کے حوصلے بلند ہوتے ہیں ....

تو عقل کے اندھو! یہ سب باطل ہے۔ شیطان نے تمہیں مزین کرکے یہ باتیں سمجھادیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اللہ کی وہ باتیں ہم تک پہنچائیں ہیں جو لڑائی کے وقت کرنی صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہیں' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ ﴾ (الانفال : ۸/ ۴۵)

''اے مومنو! جب دشمن کے گروہ سے ملاقات کرو تو ڈٹ جاؤ اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تم فلاح پاجاؤ''۔

اللہ تعالیٰ نے یہ تو نہیں کہا کہ جب تم دشمن سے مقابلے کے لئے نکلو تو خوب گانے گاؤ یا ڈھول بجاؤ اور رقص کرو لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ ﴾ (لقمان : ۳۱/ ۶)

''کچھ لوگ فضول باتیں خریدتے ہیں تا کہ اللہ کی راہ سے گمراہ کریں ان کو اس کا علم نہیں ہے اور وہ ان باتوں کو مذاق بنالیں ایسے لوگوں کے لئے رسوا کن عذاب ہوگا''۔

صحابہ اور تابعین عظام میں سے بیشتر مفسرین نے لھوالحدیث کا ترجمہ ساز و آواز کیا ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے گانا دل میں نفاق ڈال دیتا ہے ہم نے تمہارے سامنے رسول اللہ کی ایک واضح حدیث پیش کردی جو دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہے اور ائمہ مشہورین کے اقوال بھی پیش کر دیئے جن سے گانے کی حرمت کی تائید ہوتی ہے۔

یہ فضول باتیں باطل ہیں کیونکہ بخاری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث تعلیقاً مروی ہے جب کہ طبرانی، بیہقی اور ابن عساکر وغیرہ نے ابو مالک الاشعری کی سند سے موصول ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں کچھ لوگ ضرور ایسے ہوں گے جو موٹے اور باریک ریشم اور نشہ آور آلات طرب کو حلال کر دیں گے''[1] اس مسئلہ یعنی حرمت ساز و آواز پر سلف صالحین نے بہت کچھ لکھا ہے جو مزید وضاحت کا خواہش مند ہو اسے ان کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے' یہ شیطان کے گمراہی کے اسالیب ہیں۔ اپنی آواز کے ذریعے لوگوں کو بہکا کر اور اپنے سوار اور پیادہ لشکروں کے ساتھ ان پر چڑھائی کر کے ان کے اموال میں شراکت کر لی حتی کہ انہوں نے حرام طریقے سے مال کمائے اور حرام طریقوں سے مال ضائع کیے اور ان کی اولاد میں یوں شرکت کی کہ انہوں نے بیویوں سے جماع کے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کیا لہٰذا اپنی اولاد کی تربیت کا کما حقہ اہتمام نہیں کیا۔ تو شیطان نے ان کے سارے اموال اور سارے احوال میں اپنی شرکت قائم کر لی پھر ان کو وعدہ پر وعدہ دیا اور اس کے تمام وعدے جھوٹ کا پلندہ ہی ہیں اور اس کی دلائی ہوئی تمام آرزوئیں محال و ناممکن ہیں۔ یہ نو طریقے ہیں ان کے علاوہ بے شمار طریقے ایسے ہیں جن پر عمل کر کے شیطان بندوں کو گمراہ کرتا ہے اور ان کو ذلت و رسوائی کی پستیوں میں گراتا چلا جاتا ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔[2]

---

[1] بخاری ج۶ ص۱۳۸۔ ابو داؤد (۴۰۳۹)

[2] معجم الکبیر ج۳ ص۳۱۹۔ سنن الکبریٰ ج۱۰ ص۲۳۱

باب : ۵

جنات وشیاطین کا انسان میں داخل ہو جانا

دورہ یعنی مس الشیطان یا جن پڑنا

① مس کی کیا حقیقت ہے؟

② نقلی وعقلی دلائل اور اقوال علماء

③ مس کی اقسام

(الف) روحانی یا جناتی (مس)

اسباب۔ علامات۔ پرہیز کے طریقے' علاج

(ب) پیدائشی یا عضوی

اسباب۔ علامات۔ اقسام۔ تشخیص۔ علاج

④ ہم دونوں اقسام کے دوروں میں فرق کیسے کریں گے؟



شیطان اس ہتھیار کو اس وقت استعمال کرتا ہے جب اسے پتہ چلتا ہے کہ انسان اب غیر مسلح ہے، یہاں ہم تین سوالوں کے جواب دیں گے:

① اس دورے کی حقیقت کیا ہے؟

② اس کے موجود ہونے کے کیا دلائل ہیں؟

③ دورے کی کتنی اقسام ہیں؟

دورے یا مس کی حقیقت! دورے کی تعریف۔ زمین پر لوٹ پوٹ ہوجانے کو کہتے ہیں صریع کی جمع صرعی ہے جیسے مریض کی جمع مرضی ہے المصارعہ اور الصراع مصدر ہیں کشتی کو مصارعہ کہتے ہیں اس باب کا خاصہ ہے کہ دونوں جانب سے مشارکت ہوتی ہے حدیث میں ہے بہادر وہ نہیں جو کشتی پچھاڑے۔ الصریع مجنون کو کہتے ہیں۔

مصارع القوم۔ مقتل کو کہتے ہیں۔

تعریف مس۔ ہاتھ سے کسی چیز کو لینے کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اگر تم انہیں طلاق دیدو اس سے پہلے کہ تم ان کو مس کرو اس سے مراد حالت جماع ہے۔

کہا جاتا ہے میں نے فلاں چیز کو چھوا جب ہاتھ لگایا جائے۔ پھر پکڑنے اور مارنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی ہاتھ سے ہوتا ہے اور جماع کے لئے بھی مستعمل ہے کیونکہ وہ بھی مس یعنی چھونا ہی ہوتا ہے اور جنون یعنی پاگل پن کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے کیونکہ جنات نے اسے چھو لیا ہوتا ہے۔

کہا جاتا ہے اس کے ساتھ کچھ جنون ہے اور کہا جاتا ہے فلاں ممسوس یعنی وہ مجنون ہے یعنی پاگل ہے لغوی طور پر المس کا معنی الجنون ہے۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے: المس اور الصرع ایک ایسی بیماری ہے جو اعضاء رئیسہ کو اپنے وظائف مکمل طور پر ادا کرنے سے روکتی ہے اور وہ ناقص افعال سرانجام

دے سکتے ہیں۔ اس کا سبب وہ غلیظ گیس ہے جو دماغ میں جمع ہوجاتی ہے [1] اور دماغ کی شریانوں کو منجمد کر دیتی ہے یا دیگر اعضاء سے فضول گیس دماغ کی طرف چڑھتی ہے جس کی وجہ سے ان اعضاء میں تشنج پیدا ہوتا ہے۔ نیتجتاً ایسا شخص سیدھا کھڑا نہیں ہوسکتا اور وہ گر پڑتا ہے اور غلیظ رطوبتوں کے پیدا ہونے کی وجہ سے وہ منہ سے جھاگ باہر نکالتا ہے۔ بعض اوقات مرگی کی کیفیت خبیث اور شرارتی جنات کی بھونڈی کارستانی ہوتی ہے اور انسان میں حلول کرنے کے دو سبب عموماً جنات کے پیش نظر رہتے ہیں:

1. وہ اس انسان کی بعض خوبیوں کو پسند کر لیتا ہے۔
2. ایسے انسان کو ''جن'' تکلیف پہنچانا چاہتا ہے۔

درج بالا قسم کا اقرار تو اکثر ڈاکٹر کرتے ہیں اور اس کا علاج بھی تجویز کر دیتے ہیں حالانکہ مکمل علاج اب تک وجود میں ہی نہیں آیا اور دوسری قسم کی مرگی کا ڈاکٹر کلی طور پر انکار کرتے ہیں۔ نیز ان کے پاس اس کا بالکل علاج نہیں کیونکہ نیک اور صالح ارواح کے ذریعے ہی جناتی مرگی کا علاج ہوسکتا ہے۔ تاکہ گندی ارواح کے کرتوت ختم ہوں اور ان کے اعمال باطل کر دیے جائیں۔

---

[1] ردی اخلاط کا یہ وہی نظریہ ہے جس کو جالینوس نے ایک ہزار قبل مسیح بیان کیا تھا کہ یہی مرگی کا باعث ہیں۔ اکثر حکمائے مشرق و مغرب نے اس کی پیروی کی حتی کہ ۱۸۷۰ء میں ہا فلنج جاکسن نامی سائنسدان نے قدیم نظریہ کے برعکس یہ جدید نظریہ پیش کیا جس سے مرگی کا مرض سمجھنے میں پیش رفت ہوئی۔ اس نے کہا: ''دماغ کے مخصوص حصے میں بعض خلیوں میں جوش پیدا ہونے کے باعث الیکٹرونی جھٹکے شدت سے پیدا ہوتے ہیں جن کی وجہ سے اعضاء و اطراف میں تشنج کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔ اور اسی نظریہ کی تفصیل عنقریب ہم پانچویں فصل میں ڈاکٹر نبیل بن سلیم ماء البارد اور ڈاکٹر عبدالحکیم شوقی کے قلم سے پڑھیں گے تاکہ عضوی تشنج اور مرگی کو ہم اچھی طرح سمجھ سکیں۔

ب۔ نقلی و عقلی دلائل اور اقوال علماء

(ا) مرگی کے وجود پر قرآنی دلائل۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ ←

مرگی کے وجود پر احادیث کے دلائل:

عطاء ابن ابی رباح سے بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ''کیا میں تجھے ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟'' میں نے پوچھا ''وہ کہاں ہے؟'' انہوں نے بتایا: یہ کالی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگی ''مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میں بے پردہ ہو جاتی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے اللہ سے دعا کریں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تُو چاہے تو اپنی حالت پر صبر کر اور بدلے میں اللہ تجھے جنت دے گا اور اگر تو چاہے تو میں اللہ سے تیرے لئے عافیت کی دعا کرتا ہوں''۔

اس نے کہا: ''کہ میں صبر کروں گی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے دعا کریں تاکہ میں اپنا لباس نہ اتاروں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا کی اس عورت کا نام ام ذمر تھا۔ چونکہ بخاری کی جو روایت عطاء سے ہے اس میں ایسے ہی ہے۔ اور بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے

← الشَّيْطٰنُ ۝ ﴾ (البقرة: ۲/ ۲۷۵)

''سود خور اس شخص کی مانند (قبروں سے) اٹھیں گے جس کو شیطان نے چھو کر حواس باختہ کر دیا ہو''۔

طبری نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ تلخیط کا مفہوم یہ ہے کہ دنیا میں ایسے شخص کو شیطان جکڑ لیتا ہے تو وہ گر پڑتا ہے یعنی پاگل پن کی وجہ سے وہ گر پڑتا ہے (تفسیر طبری ج ۳ ص ۱۰۱)

اور ابن کثیر نے فرمایا (الذین یاکلون الربا۔۔۔۔۔۔) یعنی سود خور مرگی سے بے ہوش کی طرح ہی کھڑے ہوں گے (قبروں سے نکل کر) کہ شیطان اس کو ملنے نہیں دیتا کیونکہ کوئی بھی ہوشمند انسان مرگی والے شخص کو دورے کی حالت میں کھڑا ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۴۴)

آلوسی نے کہا: ''سود خور حشر میں ایسے کھڑے ہوں گے جیسے دنیا میں مرگی والا مریض کھڑا ہوتا ہے اور تخبط بروزن تفعل ہے اور اس کا معنی مخبوط الحواس ہے اور اس کی حالت یوں ہوتی ہے کہ جب سود خور مرنے کے قریب ہوتا ہے تو مختلف اطراف میں وہ مسلسل حرکتیں کر رہا ہوتا ہے جیسی حرکتیں مرگی کا مریض دورے میں کرتا ہے اور اللہ کے فرمان میں مس سے مراد جنون ہے۔ جب کوئی آدمی پاگل ہو جائے تو عرب کہتے ہیں مس الرجل فھو ممسوس یعنی اس آدمی کو جنات نے پکڑ لیا ہے لہٰذا یہ پکڑا ہوا کہلاتا ہے' دراصل ہاتھ سے چھونے کو مس کہتے ہیں اور چونکہ شیطان آدمی کو پکڑتا ہے لہٰذا اسے بھی مسوس یعنی پکڑا ہوا کہتے ہیں اور ایسے مریض کی رطوبات فساد کے لئے مستعد ہوتی ہیں نتیجتاً جنون لاحق ہو جاتا ہے (تفسیر آلوسی روح المعانی سورہ بقرۃ)

اس عورت کو جو دورہ پڑتا تھا وہ جن کی وجہ سے تھا۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے۔ مسند بزار میں دوسری سند کے ساتھ ابن عباس سے یہ روایت یوں مروی ہے کہ اس عورت نے کہا ((بے شک میں اس بات سے خوف زدہ ہوں کہ وہ خبیث مجھے کپڑوں سے علیحدہ کر دے گا۔))

سنن ابن ماجہ میں سیدنا عثمان بن ابوالعاص کی روایت ہے کہ مجھے جب رسول اللہ ﷺ نے طائف کا عامل بنایا تو میری نماز کے دوران کوئی چیز حائل ہو جاتی حتیٰ کہ مجھے یہ تک بھول جاتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں۔ جب میں نے یہ دیکھا تو رسول اللہ کی طرف چلا آیا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر پوچھا ''کیا تو ابوعاص کا بیٹا ہے؟'' میں بولا ''اے اللہ کے رسول! میں وہی ہوں'' پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ''تو کیوں آیا ہے؟'' میں نے بتایا کہ: ''مجھے نمازوں میں کچھ رکاوٹ ہوتی ہے حتیٰ کہ میں بھول جاتا ہوں میں کونسی اور کتنی نماز پڑھ رہا ہوں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو شیطان ہے 'آ میرے قریب ہو جا''۔ میں آپ ﷺ کے قریب ہو گیا اور میں آپ کے قدموں کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا اور میرے منہ میں اپنا لعاب پھینکا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ کے دشمن تو نکل جا'' تین بار آپ ﷺ نے ایسے کیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تو جا اپنے کام پر چلا جا۔

ابو داود اور ترمذی نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرنے کا ارادہ کرتے تو پڑھتے تھے ''اے اللہ میں شیطان مردود سے بچنے کے لئے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس کی پھونک سے اس کی کبر سے اور اس کے وسوسہ سے۔'' راوی ان الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے کہتا ہے: همزه سے مراد اس کی ہلاکت آفرینی ہے اور سے نفثه مراد اس کی شعر گوئی ہے اور نفخه سے مراد اسکی کبر ہے جب اسے دورے کے بعد افاقہ ہوتا ہے تو ایسے محسوس کرتا ہے کہ شاید نیند کے بعد بیدار ہوا ہے یا غنودگی کے بعد ہوش میں آیا ہے۔ (۱)

---

(۱) لسان العرب لابن منظور ج ۱ ص ۹۳

③ مرگی کے وجود پر عقلی دلائل:

شیخ محمد حامد کہتا ہے: جب یہ معلوم ہو چکا ہے کہ جنات اجسام لطیفہ کے مالک ہوتے ہیں پھر عقلی اور نقلی طور پر یہ بات مانع نہیں ہے کہ وہ بنو آدم میں داخل ہو جائیں کیونکہ لطیف شئی کثیف شئی میں ہوا کی طرح داخل ہوتی ہے۔ نیز جیسے آگ انگارے میں چلتی ہے اور جس طرح بجلی تاروں میں چلتی ہے بلکہ جس طرح پانی زمین ریت اور کپڑوں میں بھی پانی جذب ہو جاتا ہے حالانکہ پانی ہوا اور بجلی کی طرح لطیف نہیں ہے۔ اسی طرح جنات بھی ہمارے اجسام میں داخل ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا: ہر زمانے میں اہل حق نے ان نصوص منقولہ کو برضاء و رغبت تسلیم کیا ہے جن میں یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ جن بدن انسانی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اس حقیقت سے صرف معاندین ہی انکار کرتے ہیں لیکن ان کے انکار کا اس لئے اعتبار نہیں کہ یہ نصوص اتنی کثرت سے موجود ہیں کہ تواتر کی حد تک پہنچ جاتی ہیں۔ نیز یہ منکرین نصوص کا ہذیان ہی ہو سکتا ہے کوئی سنجیدہ بات وہ نہیں کر سکتے کیونکہ ہمیں تو سچی وحی کے ذریعے یہ بات معلوم ہو چکی ہے جس کی تصدیق اس بات کی متقاضی ہے کہ کسی ایسی بودی تاویل کو قبول نہ کیا جائے جو نصوص صریحہ کے انکار پر منتج ہو۔ اور جسے اسلام نہ قبول کرے بلکہ اعتقاد صحیح کے بھی خلاف ہو۔ اور یہی اعتقاد صحیح ہی وہ ایمان ہے جو آخرت میں دائمی جہنم سے نجات دینے والا ہے۔ پھر انہوں نے کہا: جنات کے انسانی اجسام کے اندر مشاہدے اتنی کثرت سے ہمارے سامنے ہیں کہ جو شمار میں نہیں آ سکتے لہٰذا ایسے حقائق کا منکر دراصل مشاہدات و محسوسات کا بھی انکاری ہے اور یہی اس کے باطل ہونے کی بڑی دلیل ہے۔

④ مرگی کے وجود پر کچھ اقوال علماء:

عبداللہ بن احمد بن حنبل سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ "بعض لوگ یہ گمان رکھتے ہیں کہ جن بدن انسانی میں داخل نہیں ہو سکتا" تو وہ بولے کہ: بیٹا یہ جھوٹ کہتے ہیں بلکہ جن تو انسانی زبان کے ذریعے باتیں بھی کرتے ہیں۔ [1]

---

[1] ایضاح الدلالہ فی عموم الرسالہ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول ہے ''قرآن وسنت سے جنات کا وجود ثابت ہے نیز امت کے سلف صالحین کا بھی اس پر اتفاق ہے' اسی طرح علمائے اہل سنت کا اتفاق اس بات پر بھی ہے کہ جنات بدن انسانی میں داخل ہو سکتے ہیں اور غور وفکر اور تدبر کرنے والے انسان کے لئے یہ ایک محسوس ومشاہد چیز ہے۔

شیخ عبدالعزیز ابن باز رحمہ اللہ مفتی سعودی عرب نے اپنی کتاب (ایضاح الحق فی دخول الجنی فی الانسی والرد علی من انکر ذلک) میں کتاب وسنت کے دلائل ذکر کرنے کے بعد لکھا اور اجماع امت سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جنات بدن انسانی میں نہ صرف داخل ہو سکتے ہیں بلکہ اسے بے ہوش بھی کر سکتے ہیں تو اپنے آپ کو عالم کہنے والے کے لئے یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ اس بات کا انکار بغیر علم ودلیل کے کرے بلکہ وہ تو اہل بدعت کی تقلید میں ایسے کرتا ہے جو اہل سنت وجماعت کے مخالف ہیں۔ لہٰذا اللہ ہی ہمارا مددگار ہے اور اس کی توفیق کے بغیر کوئی نیکی ہم نہیں کر سکتے۔ اور اس کی قوت حقیقی کے بغیر ہم کسی برائی سے بچ نہیں سکتے۔

دورے کی اقسام

ابن قیم رحمہ اللہ [1] نے کہا کہ میرے نزدیک دورے کی دو قسمیں ہیں:

① زمینی خبیث ارواح کی وجہ سے دورہ۔

② ردی اخلاط کی وجہ سے دورہ اور یہی وہ دورہ ہے جس کے متعلق اطباء مغز کھپاتے ہیں اور علاج بھی تجویز کرتے ہیں۔

1 روحانی دورہ (جنات کی کارستانی):

یہ جناتی مرگی ہے۔ ماڈرن اطباء اس قسم کا اعتراف کرتے ہیں بلکہ ان کے اکابرین وعقلاء نے اس کو حقیقت مانا ہے لیکن علاج کرنے سے اپنے عجز کا اظہار کیا ہے۔

بقراط نے عضوی دورے کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ علاج اس دورے میں

---

[1] زاد المعاد ج ۴ ص ۶۶

فائدہ دیتا ہے جس کا سبب اخلاط اور ردی مواد ہوں لیکن جس دورے کا سبب ارواح ہوں اس میں یہ علاج فائدہ نہیں دیتا۔ نیز دیگر حکماء کا بیان ہے کہ خبیث و شریر روحوں کا مقابلہ شریف و پاک روحوں کے ذریعے ہی ہوسکتا ہے تب اثرات بدزائل ہوجاتے ہیں۔

تاہم بعض مفکرین روحانی دوروں کا کلی طور پر انکار کرتے ہیں نیز وہ اس بات پر بھی مصر ہیں کہ کوئی خارجی روح بدن مریض پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ لیکن ان کا یہ دعویٰ دلیل سے خالی ہے۔ وگرنہ طب جدید میں کوئی ایسا ذریعہ نہیں جو اس قول کی تردید کر سکے اور حواس پر دورے کا وجود اس کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ البتہ جس قسم کا علاج طب جدید میں مذکور ہے وہ دورے کی بعض اقسام پر صادق آتی ہے لیکن تمام پر صادق نہیں آتی۔

اطباء متقدمین اس دورے کا نام الٰہی دورہ رکھتے تھے اور انہوں نے یہ اعتراف بھی کیا ہے کہ یہ دورہ ارواح کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لیکن جالینوس نے درج بالا قول کی یوں تاویل کی ہے کہ انہوں نے اس کا نام دورہ الٰہی اس لئے رکھا کہ اس کا اثر دماغ پر ہوتا ہے۔ چونکہ دماغ جسم کا ایک خاص جزو ہے جہاں تصور الٰہی محفوظ ہوتا ہے۔ (۱)

لیکن یہ تاویل انہوں نے ارواح کے متعلق معلومات سے جہالت کی وجہ سے کی ہے بعض اطباء جدید نے صرف ردی اخلاط اور ردی مواد والے دورے کا اعتراف کیا ہے اور کسی قسم کے دوسرے دورے سے کلی طور پر انکار کیا ہے۔

جس انسان کے پاس عقل سلیم ہے اور وہ ارواح کی تاثیرات کا علم بھی رکھتا ہے وہ ایسے احمقانہ دعووں پر ہنستا ہے اور ان کی کم عقلی کا رونا روتا ہے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قسم کے دورے کے اسباب کیا ہیں؟

پہلی قسم (جناتی دورے کے اسباب) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس قسم کے اسباب یوں ذکر کرتے ہیں۔ (۲)

---

(۱) آج کل کے اطباء اس دورے کو دورہ کاذب کہتے ہیں لیکن جن اطباء نے حقیقت کا مشاہدہ کرلیا وہ اعتراف کرتے ہیں کہ یہ روحانی دورہ جنات کے سبب سے ہے۔

(۲) جناتی دورے کی چار اقسام ہیں: ❶ کلی دورہ: جنات مریض کے سارے جسم پر قبضہ کرکے مسلسل ←

اکثر وبیشتر حالات میں یہ دورہ جنات کے انسانوں کے ساتھ بغض وعداوت اور ظلم و زیادتی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ مثلاً کبھی کوئی انسان لاعلمی میں جنوں کو کوئی تکلیف پہنچا دیتا ہے لیکن جنوں کے گمان کے مطابق انسان نے یہ تکلیف انہیں قصداً پہنچائی ہوتی ہے یا تو کسی جن پر انسان پیشاب کر دیتا ہے یا ان پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دیتا ہے۔ یا ان میں سے کسی کو قتل کر دیتا ہے حالانکہ انسانوں کو ان میں سے کسی بات کا علم نہیں ہوتا۔ تاہم جنات کی فطرت ہی ظلم وزیادتی ہے اس لئے اپنے ساتھ ہونے والی معمولی زیادتی کی بھی بہت سخت سزا دیتے ہیں۔ اور بعض اوقات یہ سزا فقط ہنسی مذاق اور کھیل کود کی نیت سے وہ دیتے ہیں جیسے بعض احمق انسان اپنے بھائیوں کو ستا کر خوش ہوتے ہیں۔

ہمارے لئے یہ ممکن ہے کہ جناتی دورے کے اسباب کا خلاصہ یہاں پیش کریں:

① جن کسی عورت پر عاشق ہو جائے یا کوئی جنی کسی مرد کو پسند کر لے۔

② انسان جہالت کی وجہ سے جنات پر ظلم کرے مثلاً جنات پر کھولتا ہوا پانی ڈال دے یا خود اونچی جگہ سے ان پر چھلانگ لگا دے یا کسی سوراخ میں پیشاب وغیرہ کر دے۔

③ بغیر کسی سبب کے جنات انسان کو نقصان پہنچائیں اور یہ چیز کسی جن کے لئے اس وقت تک ممکن نہیں ہوتی جب تک انسان کسی معصیت الٰہی یا مخالفت شرعی کا مرتکب نہ ہو یا غیر اللہ سے شدید خوف نہ کھا بیٹھے یا ایسے غصہ کی حالت میں نہ ہو جس سے اللہ اور رسول اللہ نے اسے منع کیا ہے۔

④ جادو: کسی جن کے ذمہ یہ کام لگا دیا جائے کہ وہ فلاں انسان کو تباہ و برباد کر ڈالے۔ جونہی جن کو کوئی ایسا موقع ملے گا کہ انسان کے بدن میں داخل ہو جائے وہ فوراً ایسے موقع سے فائدہ اٹھا کر اس پر دورہ کی حالت طاری کر دے گا۔ ①

← تشنجی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔

② جزوی دورہ: جن صرف ایک عضو جیسے بازو، ٹانگ یا زبان پر قبضہ کرتا ہے۔

③ دائمی دورہ: جن طویل مدت تک جسم پر قابض رہتا ہے۔

④ عارضی دورہ: یہ چند لمحات پر مشتمل ہوتا ہے جیسے شیطانی خواب یا نیند میں سینے کی گھٹن

① جادو ایسی ثابت شدہ حقیقت ہے کہ کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی آخری کتاب ←

پہلی قسم (جناتی دورہ) کی علامات: اس قسم کی دو حالتیں ہیں:

1. نیند کی علامات
2. بیداری کی علامات

نیند کی علامات:

1. بے خوابی: رات کے وقت نیند کی حالت میں بار بار بے خوابی کی کیفیت طاری ہوتی ہے یا پھر مریض سونے کی طاقت نہیں رکھتا یا اتنی مدت سونے پر قادر نہیں رہتا جتنی مدت اس کو سونا چاہیے۔

بے خوابی کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم کی بے خوابی ایسے انسان پر طاری ہوتی ہے جو نہ بیمار ہوتا ہے اور نہ اسے کوئی تھکاوٹ یا پریشانی ہوتی ہے۔ ایسی بے خوابی شیطان کے زیر اثر ہوتی ہے کیونکہ انسان کو بے خوابی میں مبتلا کر دیتا ہے۔

اس قسم کا علاج مسنون دم کے ذریعے ہوتا ہے جو مریض ایسی بے خوابی میں مبتلا ہوتا ہے وہ یوں کہے:

((اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ))

← قرآن مجید میں تقریباً ساٹھ بار اس کا ذکر کیا ہے۔
آخر میں دو مکمل اور مکرم سورتیں۔ الفلق اور الناس نازل فرمائیں تاکہ یہ دونوں سورتیں اس آزمائش اور اس مصیبت کے لئے شفاء اور تریاق بن جائیں اور اس مصیبت کے مقابلہ میں مضبوط قلعہ بھی بن جائیں۔
جادو کا سب سے بہترین علاج الٰہی دعائیں ہیں کیونکہ جادو در اصل ارواح خبیثہ کی تاثیر کا دوسرا نام ہے اور ایسی تاثیر بد ایسی ہی ادعیہ سے رفع ہو سکتی ہے اور وہ آیات مبارکہ اور اذکار مسنونہ ہیں اور وہ دعائیں جو جادو کا اثر باطل کریں اور یہ علاج جتنا مضبوط اور طاقتور ہوگا اس کی تاثیر جادو زائل کرنے میں اتنی ہی زبردست ہوگی انسانی دل جب اللہ کے ذکر اطہر سے منور ہو اور ذکر الٰہی قلب انسانی کو ڈھانپے ہوئے ہو اور وہ اوقات مسنونہ میں دعائیں اذکار اور تعوذات کو اپنا ورد بنالے حتی کہ اس کے دل اور زبان میں مکمل ہم آہنگی اور مطابقت ہو تو یہی حالت انسانی جادو زائل کرنے کا سب سے عظیم ذریعہ علاج ہے بلکہ جادو سے محفوظ رہنے کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔

''اے اللہ میں تیرے مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں اللہ کی ناراضگی اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور ان کے حاضر ہونے سے''۔

یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کی ہے اور امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

البتہ بے خوابی کی دوسری قسم وہ ہے جو معروف اسباب و علامات کی وجہ سے انسان کو لاحق ہوتی ہے۔ مثلاً جسمانی امراض یا نفسیاتی دباؤ یا گاڑیوں' ورکشاپوں' ٹیلی ویژن اور ٹیپ ریکارڈرنگ کے شور وغل اور کمپیوٹر کے ہیجان انگیز مناظر کی وجہ سے لاحق ہوتی ہے یا نیند سے پہلے بیداری لانے والے مشروبات کا کثرت استعمال جیسے قہوہ' چائے اور کاکاؤ (افریقی قہوہ) جسے کافی کہتے ہیں یا حرام مشروبات کا استعمال جیسے الکحل یا منشیات یا کام کے دوران زیادہ محنت و مشقت' یعنی کبھی دن کو اور کبھی رات کو کام کرنا پڑے۔ ①

ان علامات کی وجہ سے بے خوابی کا علاج' ان علامات سے دوری سے ہوسکتا ہے نیز ڈاکٹروں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایسی بے خوابی سے درج ذیل طریقوں کے ذریعے شفاء حاصل ہوجاتی ہے: سونے سے پہلے نہانے سے' کیونکہ غسل سے دوران خون تیز ہوجاتا ہے جس سے بے خوابی گہری نیند میں تبدیل ہوجاتی ہے۔

② بے خوابی کا مریض سونے سے پہلے ایک پیالہ گرم دودھ پی لے۔

③ گرم دودھ میں سفید شہد (صاف شہد) کا ایک چمچ ڈال کر اوپر سے آدھا لیموں نچوڑ کر پی لے۔

---

① اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ہم نے رات کو لباس بنایا اور دن کو معاش کے لئے بنایا) اس آیت کریمہ سے پتا چلتا ہے کہ رات کی نیند دن کی نیند کی طرح نہیں کیونکہ رات کی نیند کے بے شمار فوائد ہیں دن کی نیند کی نسبت اعضاء جسمانی رات کی نیند میں آرام پاتے ہیں۔ چونکہ دن میں ہر قسم کا شور وغوغا' شدید روشنی وغیرہ کئی گنا زیادہ عصابی نظام پر اثر کرتے ہیں جدید سائنسدانوں نے دماغ کا ایک حصہ (صنوبریہ) تلاش کیا ہے جو میلاٹنین نامی رطوبت پیدا کرتا ہے جو بالواسطہ نیند کے وظیفہ میں مرکزی کردار ادا کرتی ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اندھیرے اس رطوبت کو اضافی مقدار میں پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں جب کہ روشنی اندھیرے کے برعکس اس کی پیداوار کم کرتی ہے۔

(۴) بعض ڈاکٹر ظہر کے بعد ایک گولی وٹامن بی فورٹ لینے کی نصیحت کرتے ہیں۔
(۵) جب معدہ کھانے سے پُر ہو تو سونے کے لئے بستر پر نہ جائے بلکہ رات کا کھانا سونے سے کم از کم تین گھنٹے پہلے کھالیں۔
(۶) گرمی یا ٹھنڈک حاصل کرنے میں اسراف سے کام نہ لیا جائے نیز سونے کے کمرے کا درجہ حرارت معتدل رہنا چاہئے۔ (۱)

نیند کی حالت میں سینے پر شدید دباؤ اور گھٹن کے لئے عربی میں ''کوابیس'' کا لفظ آیا ہے جس کا واحد کابوس آتا ہے۔ اور یہ وہ حالت ہے جس کو سونے والا رات کو محسوس کرتا ہے نیز کہا جاتا ہے کہ یہ حالت دورے سے پہلے ہوتی ہے۔ کسی ماہر لغت نے کہا ہے کہ یہ لفظ (کابوس) عربی کا نہیں بلکہ عربی میں اس حالت کو الفیدلان اور بارون اور جاثوم سے تعبیر کرتے ہیں (سب الفاظ کے معانی ایک جیسے ہیں) کابوس کی دو قسمیں ہیں۔ عارضی کابوس اور بار بار ہونے والا کابوس۔

(۱) عارضی کابوس کے دو بنیادی اسباب ہیں۔ سانس کی نالی میں ایسی گیسیں بھر جاتی ہیں جو دماغ کی طرف چڑھتی ہیں یا نیند کی حالت میں اچانک ایک ہی بار وہ دماغ پر چڑھ دوڑتی ہیں نتیجتاً مریض کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس کا جسم بوجھل ہو چکا ہے وہ حرکت کے قابل نہیں رہا اور یہ بوجھل پن اس کی زبان کو بھی متاثر کر رہا ہوتا ہے وہ بولنے پر قادر نہیں رہتا۔ نیز وہ شدید گھبراہٹ و بے چینی بھی محسوس کرتا ہے۔
یہ عضوی مرگی کی ابتدائی حالت ہے نیز نفسیاتی دباؤ کی وجہ سے بھی یہ حالت ظاہر

(۱) درج بالا ہدایات ڈاکٹر حسان شمسی پاشا کی کتاب (النوم والارق والاحلام) سے ردوبدل کے ساتھ نقل کی گئی ہیں۔ جدید طب نے بے خوابی کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حقیقی بے خوابی اور دوسری وہمی بے خوابی۔ اور جو ڈاکٹر بے خوابی کو وہمی کہتے ہیں ان کے نزدیک مریضوں نے کبھی نیند کا مزہ چکھا ہی نہیں۔ لیکن اس میدان میں مشکل یہ ہے کہ بے خوابی کے مریض نہایت اطمینان سے کہیں کہ ان کے اعصابی نظام کی ضرورت کے مطابق انہیں کافی دیر تک سونا نصیب ہو چکا (اس کے باوجود وہ بے خوابی کی شکایت کرتے ہیں لیکن ڈاکٹر ان کے متعلق کچھ نہیں کہہ پاتے) نیز وہ ڈراونی تکالیف کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

ہوتی ہے۔

۲ دوسرا سبب درج ذیل دوائیں عادتاً لینا ہے:

① Reasrpine (ریزرپائین) ② Betablokess

③ Levodopa (لیووڈوپا) ④ بے سکونی کی ادویہ

⑤ بے سکونی والی دواؤں کا استعمال اچانک چھوڑ دینا جیسے پالیوم وغیرہ

بار بار ہونے والے کابوس کا سبب وہ شیطان ہوتا ہے جو کسی انسان میں داخل ہو جاتا ہے اور اس پر اپنا تسلط قائم کر لیتا ہے اور اس کا علاج قرآن اور شرعی دم کے ذریعے ہوتا ہے۔ آنے والی فصول میں اس کا ذکر تفصیل سے آئے گا جب احادیث نبویہ کے ذریعہ دورے کے علاج کا ذکر ہوگا۔

بے خوابی کا تیسرا سبب' رات کو ڈرنا:

یہ ڈر گھبراہٹ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ حدیث نبوی میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ایک مہینے کی مسافت سے رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی۔ (یعنی میرا دشمن مجھ سے ایک مہینے کی مسافت پر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں میرا رعب اور میری دہشت ڈال دیتا ہے۔)

یہ علامات عارضی بھی ہوتی ہیں اور مسلسل بھی۔ مگر عارضی حالت بچوں پر ظاہر ہوتی ہے اور یہ ایک بار یا طویل وقفوں سے متعدد بار ہوتی ہے۔ بچہ اگرچہ نیند ہی میں ہوتا ہے لیکن اسے یہ لگتا ہے کہ شاید وہ نیند سے بیدار ہو چکا ہے۔ وہ نیند سے اٹھ کر بستر پر بیٹھ جاتا ہے اور مرعوب اور دہشت زدہ ہو کر رونے اور چیخنے لگتا ہے اور بعض حالات میں اپنے والدین کے کمرے کی طرف دوڑ پڑتا ہے' وہ انہیں بتاتا ہے کہ اس نے کسی ڈراؤنی چیز کو دیکھا ہے۔

پھر بچہ نیند کی طبعی حالت پر سو جاتا ہے۔ جب اس کی طبیعت میں سکون آ جاتا ہے تو اپنی نیند کو مکمل کر لیتا ہے کابوس اور رات کے ڈرنے میں یہی ایک فرق ہے کیونکہ کابوس میں جب بچے کو افاقہ ہوتا ہے تو بلکے اطمینان اور سکون کے بعد طبعی حالت کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ صبح ہوتے وقت بچے کو رات کے پیش آمدہ حالات کے متعلق کچھ علم نہیں ہوتا۔ وہ ہر چیز

بھولے ہوئے ہوتا ہے۔

عموماً رات کی یہ ڈراؤنی حالت بلوغت کے بعد ختم ہو جاتی ہے نیز بعض اوقات یہ مرض گھریلو نفسیاتی الجھنوں کی وجہ سے بھی ظاہر ہوتی ہے مثلاً اس کی ماں کو طلاق مل جاتی ہے یا گھر میں اکثر اوقات جھگڑا و فساد رہتا ہے یا پھر گھر کا کوئی فرد بچے کو کسی من گھڑت افسانوی بلا سے ڈراتا ہے اور ہمیشہ بچے کو وہ بلا یاد کروائی جاتی ہے۔

میں نے کئی بچوں کو شکایت کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ ان کو مختلف انداز میں خوفزدہ کیا جاتا ہے۔ ان کو کہا جاتا ہے کہ تیرے پاس آج ابو خمیس یا جھلولا یا بعیع یا کوئی بھوت آئے گا ایسی باتوں کا بچے کی شخصیت پر خصوصاً نیند کے دوران بہت برا اثر پڑتا ہے بلکہ بعض اوقات یہی باتیں بچے کو نفسیاتی طور پر تباہ کرنے کا باعث بن جاتی ہیں وہ جب دہشت ناک اور مجرمانہ کرداروں سے بھرپور فلموں کا مشاہدہ کرتا ہے جو موجودہ زمانے میں عالم اطفال کو بہت بڑی آزمائش میں مبتلا کرنے کا باعث ہیں اور بڑوں کو گمراہ کرنے کے بعد معصوم بچوں کو بھی ذہنی آوارگی میں ڈال رہی ہیں۔ ①

---

① جرمنی کے فلمی و مطبوعات کے سنسر بورڈ کے چیئرمین کا کہنا ہے والدین پر یہ چیز واجب ہے کہ وہ اپنی اولاد کو ان وحشی فلموں کا مشاہدہ نہ کرنے دیں لیکن یہ احتیاط اس طرح نہیں ہو سکتی کہ وہ خود بچوں کی نیند کے اوقات میں ان فلموں کا مشاہدہ کریں کیونکہ ان کے پاس پوشیدہ و لذت آمیز عمل بچوں کی گمراہی کے لئے بہت بری اور بڑی مثال ہے۔

اسی لئے اس معاملے میں اہم چیز یہ ہے کہ بڑے بذات خود پہلے اپنے آپ کو ان غیر انسانی فلموں کی تماش بینی سے بچائیں جن میں زیادہ تر مجرمانہ ذہنیت رکھنے والے کردار اور عریانی' فحاشی' ڈاکہ زنی اور قتل و زنا جیسے مناظر فلمائے جاتے ہیں جن کا خطرہ چھوٹوں اور بڑوں کے لئے برابر ہے۔

یہ علماء غرب کے اقوال پیش کئے گئے مقابلتاً کیا علمائے مسلمین کے ایسے اقوال پیش کئے جا سکتے ہیں جن میں ٹی وی ڈراموں اور قسط وار کھیلوں' اور فحش و عریاں فلموں کی مذمت کی گئی ہو نیز گندے بول والے گانے کہ جنہوں نے آنے والی نسلوں کو اخلاقی طور پر تباہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور موجودہ زمانے تک اس بات کو اپنا فریضہ سمجھ کر وہ سرانجام دے رہے ہیں کہ ان سے اسلامی خاندانی نظام تباہ ہو چکا ہے چھوٹی اور بڑی سکرین اس بے حیائی کے کردار میں برابر کی شریک ہیں۔

تاہم جب کسی بالغ انسان کو زندگی میں پہلی بار رات کی نیند میں ڈراؤنی حالت پیش آئے تو اسے فوراً ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہئے تا کہ وہ اس کے دماغ کو کلینیکل معائنے کے ذریعے چیک کرے اور اس بات کا اطمینان کر لے کہ اسے عضوی مرگی کا مرض لاحق نہیں لیکن جب نیند میں ڈراؤنی حالت کا بار بار اعادہ ہو جیسے اسے کوئی خوفزدہ کر رہا ہو یا کوئی چیلنج دے رہا ہو تو یہ جنات کی علامت ہے اور اس چیز کا علاج قرآنی و نبوی دم اور دعاؤں سے ہو سکتا ہے اور عنقریب اس علاج کی تفصیل وہاں آئے گی جہاں نبوی دم کا ذکر ہوگا۔

۴ ڈراؤنے اور سہانے سپنے:

علامہ ابن منظور افریقی لسان العرب میں لکھتے ہیں۔ رویاء اور حلم ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کو خوابیدہ انسان دیکھتا ہے لیکن رویاء کا اطلاق اچھی اور خوبصورت چیزوں کی رویت پر ہوگا اور حلم بری چیزوں کی رویت کے لئے خاص کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(اضغاث احلام) افسانوی سپنے۔

تاہم دونوں لفظ دونوں معانی کے لئے مستعمل ہیں۔ اور حدیث میں ہے نیک خواب اللہ کی جانب سے ہوتا ہے اور سپنا شیطان کی طرف سے۔ صحیحین میں سیدنا ابوقتادہ سے یہ حدیث مروی ہے۔ ①

سیدنا ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''خواب کی تین قسمیں ہیں''۔

① اللہ کی جانب سے خوشخبری

② نفسانی خیالات

③ شیطان کا ڈرانا

طب جدید نے خواب کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

(1) جو خواب پر سکون نیند کے دوران آئیں اور ایسے خواب انسانی زندگی سے بلا واسطہ متعلق ہوتے ہیں نیز منطقی لحاظ سے ہر عقل سلیم ان کو مانتی ہے۔ اس قسم کے

---

① صحیح الجامع الصغیر نمبر ۳۵۳۳

خواب دماغ کے اگلے حصے میں موجود دماغی جھلی کی حرکات وافعال کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

میری رائے میں یہ وہی خواب ہیں جن کی طرف رسول اللہ ﷺ نے پہلی قسم میں اشارہ کیا ہے۔ (واللہ اعلم)

۲ نیند کی ابتدائی حالت میں جو خواب آتے ہیں اور دل نظام تنفس اور آنکھوں کے عضلات کے علاوہ سارے جسم کے عضلات مکمل طور پر ڈھیلے ہوتے ہیں اور اپنے فرائض چھوڑ چکے ہوتے ہیں۔

ایسے خواب دماغ کے پچھلے حصے میں شدید قسم کے ہیجان کا نتیجہ ہوتے ہیں اسے اصطلاح میں جالوں کا مجموعہ "تشکیلۂ شبکیہ" کہتے ہیں نیز اصل دماغ کے تفعلات (بونس کے نچلے طبقے کے خیالات وتصورات) کہتے ہیں۔

یہ خواب عموماً عجیب وغریب ہوتے ہیں نیز اختلاف مشاہدات اور مسموعات پر مبنی ہوتے ہیں۔ (دیکھو تصویر نمبر۲) میری رائے میں طب جدید کی بیان کردہ دوسری قسم خواب کی دوسری اور تیسری قسم ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسی خوابوں میں شیطان ڈراؤنی چیزیں دکھا کر انسان کو خوف دلاتا ہے۔ مثلاً مختلف درندے جیسے کتے یا اژدھے دیکھتا ہے یا انسان اپنے آپ کو خطرناک رستے پر چلتا ہوا پائے یا ڈراؤنی اشکال والے انسان یا جن بھوت دیکھے۔ جیسے صحیح مسلم میں سیدنا جابر سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آکر رسول اللہ ﷺ کو بتانے لگا کہ اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کا سر کٹ گیا ہے اور وہ اس کے پیچھے جارہا ہے" آپ ﷺ نے اسے فرمایا "اگر خواب میں شیطان تیرے ساتھ لھو ولعب کرے تو تو اس کی خبر کسی کو مت دے"۔

اور مسلم ہی کی روایت میں موجود ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب شیطان خواب میں تمہارے ساتھ کھیل کود کرے تو لوگوں کو اس کی خبر مت دو۔ لہٰذا جب کوئی آدمی اپنی خواب میں ایسے درندے دیکھے جو اس کو چیرنا پھاڑنا چاہیں یا وہ ڈراؤنی

اشکال دیکھے یا دیکھے کہ بلندی سے وہ نیچے گرنے والا ہے تو اس طرح کی عام خواب دلیل ہے کہ اسپر کسی جن نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ اور ایسی حالت کا علاج قرآنی دم کے ساتھ کیا جاتا ہے جس کی تفصیل اس کتاب کی ساتویں فصل میں نبوی دم کے ضمن میں کی جائے گی۔ (ان شاء اللہ)

بیداری کی علامات:

① دورہ جسے اعصابی تشنج کہا جاتا ہے۔

② قرآنی آیات خصوصاً عذاب وعتاب والی آیات کے سننے سے سینے میں گھٹن ہونا۔

③ ڈر کا احساس ہو۔ نیز دل کی دھڑکن تیز ہوجائے اور رونے اور چیخنے کی رغبت ہو

④ ذہنی آوارگی یا دائمی نسیان کا ہونا۔

⑤ رکاوٹیں۔ ذکر اللہ' نماز' نیز ہر قسم کی اطاعت الٰہی سے رکاوٹ یا کوئی بہانہ بنائے حالانکہ وہ پہلے ان اعمال کو پابندی سے ادا کرتا ہو لیکن ادائیگی کے وقت اب اسے مشقت کا احساس ہو۔

⑥ اگر کوئی انسان اپنے کسی عضو میں درد یا رعشہ محسوس کرے اور طب اس کے علاج سے عاجز آجائے اور کلینیکل ٹیسٹ میں وہ عضو صحیح وسلامت ہو مثلاً! عورت کی پیٹھ یا رحم میں درد ہو۔

⑦ چست وچالاک رہنے کے بعد اچانک سُست' کاہل' اور نکھٹو بن جائے یا طبی طور پر عورت کے سارے اعضاء صحیح وسلامت ہونے کے باوجود اس کی ماہواری کے اندر دائمی اضطراب ہو۔

⑧ دائمی دردسر [1] بشرطیکہ اس کا سبب دوسرے عضو میں درد نہ ہو مثلاً: آنکھ' کان' دانت'

---

[1] عضوی دردسر' اس دردسر کی طرح نہیں جس کا سبب جنات ہوں۔ عضوی دردسر کے سبب کا علاج کیا جائے گا یا طبی طریقے سے اس کا علاج کیا جائے گا۔ لیکن جناتی دردسر اللہ تعالیٰ کے حکم سے دم وغیرہ کے بعد اس وقت ٹھیک ہوجائے گا۔ جب مریض کے جسم سے جن نکل جائے گا۔



گلا' وغیرہ یہ علامات عضوی مرگی والی علامات کے متشابہ ضرور ہیں تاہم ان کے درمیان فرق تجربے اور تحقیق کے ذریعے ہوسکتا ہے۔

← عضوی دردسر اس درد کو کہتے ہیں جو کنپٹی کی جانب ایک مرکز سے شروع ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ اس جانب چھا جاتا ہے نیز متاثرہ جانب سوج جاتی ہے اور وہاں دھڑکن سی محسوس ہوتی ہے اور مریض کا چہرہ خون سے خالی ہوجاتا ہے اور جسم کے کنارے (ہاتھ پاؤں) ٹھنڈے ہوجاتے ہیں' عین ممکن ہے کہ کنپٹی کی شریان کی دھڑکن صاف محسوس ہو۔

علامہ ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب زادالمعاد میں دردسر کی یوں تعریف کرتے ہیں سر کے بعض یا کل حصوں کے درد کو صداع کہتے ہیں۔ ان اقسام میں سے جو دردسر کے ایک جانب ہمیشہ رہے اسے درد شقیقہ کہتے ہیں اور اگر درد تمام سر میں ہمیشہ ہو تو اسے بیضہ اور خودۃ (ڈھال) کہتے ہیں مجاہد قتال کے وقت جو لوہے کا ہیلمٹ اپنے سر پر پہنتا ہے اسے خوذۃ اور بیضۃ کہتے ہیں۔

بعض اوقات درد صرف سر کے پچھلے حصے میں ہوتا ہے یا صرف اگلے حصے میں ہوتا ہے۔ سو اس کی اقسام بے شمار ہیں اور اسباب مختلف ہیں۔ دراصل دردسر۔ سر کی گرمی کا نتیجہ ہے اور ان گیسوں کا پھیلاؤ اس کا موجب ہے جو سر کے اندر سے نکلنا چاہتی ہیں لیکن نکلنے کا کوئی راستہ ان کو نہیں ملتا تو وہ سر کے اندر ہی گردش میں آجاتی ہیں تب دردسر ہوجاتا ہے جس طرح چھالے کو دبایا جائے اور جو پیپ یا گندہ خون اس کے اندر ہو اس کو نکالنے کی کوشش کی جائے تو پھٹنے سے پہلے شدید درد ہوتا ہے۔ ہر رطوبت والی چیز کو جب دبایا جائے گا تو پہلی جگہ سے وسیع جگہ لینے کی کوشش کرتی ہے' اس لئے جب یہ بخارات سارے سر میں گردش کرتے ہیں اور ان کے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہوتا تو اسے عربی میں سدر کہتے ہیں۔ (بھنور) ابن قیم رحمہ اللہ اسباب صداع کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: دردسر کے کئی اسباب ہیں جن میں سے اہم یہ ہیں:

① اخلاط اربعہ (حرارت گرمی' برودت (سردی' یبوست (خشکی' رطوبت (تری) میں سے کسی ایک کا غلبہ ہوجائے۔

② معدہ میں زخم ہوں اور ان کے ورم کی وجہ سے ان اعصاب کے ذریعے سر تک درد پہنچ جائے جو سر سے لے کر معدہ تک پھیلے ہوئے ہیں۔

③ معدہ سے گندی ہوائیں سر کی طرف چڑھ جائیں تو اس سے بھی دردسر ہوجاتا ہے۔

④ معدہ کی رگوں میں ورم کی وجہ سے بھی دردسر ہوجاتا ہے کیونکہ دونوں کے درمیان اتصال موجود ہے۔

⑤ معدہ کھانے سے پر ہوجائے کچھ تو ہضم ہوجائے لیکن کچھ وہیں متعفن ہوجائے تو اس کی سڑاند سر کے ←

شیطانی دورے سے پرہیز کے طریقے:

1 اللہ کے ذکر اور اس کی اطاعت پر دوام سے انسان جوں جوں اللہ تعالیٰ کے قریب

درد کا باعث بن جاتی ہے اور اس کو بوجھل کر دیتی ہے۔

⑥ جماع کے بعد جسم خالی ہونے کی وجہ سے سر کی طرف گرم ہوا گنجائش سے زیادہ چلی جاتی ہے۔

⑦ قے آنے اور استفراغ معدہ کے بعد بھی درد سر ہو جاتا ہے۔ یا تو یبوست غالب آ جاتی ہے یا معدہ سے گیسوں کا چڑھاؤ دماغ کی طرف ہو جاتا ہے۔

⑧ بعض اوقات سخت گرمی اور گرم لو کی وجہ سے بھی درد سر ہو جاتا ہے۔

⑨ سخت سردی کی وجہ سے بھی درد سر ہو جاتا ہے کیونکہ بخارات سر کے اندر کثیف ہو جاتے ہیں اور خارج نہیں ہو سکتے۔

⑩ بے خوابی اور کثرت بیداری سے بھی درد سر ہو سکتا ہے۔

⑪ سر پر دباؤ یا زیادہ وزنی چیز اٹھانے کی وجہ سے بھی درد ہو جاتا ہے۔

⑫ کثرت کلام کی وجہ سے بھی دماغی قوت کم ہو کر درد سر کا موجب بن سکتی ہے۔

⑬ بے جا حرکات وفضول جسمانی ورزش کرنے سے بھی درد سر ہو جاتا ہے۔

⑭ نفسیاتی پریشانی، غم، افسوس اور ردی سوچ بچار سے بھی درد سر ہو سکتا ہے۔

⑮ شدت بھوک بھی درد سر کا سبب بن جاتی ہے کیونکہ گیسوں کے کرنے کا کوئی کام نہیں رہتا وہ معدہ میں کثرت سے جمع ہو کر دماغ کی طرف چڑھنا شروع کر دیتی ہیں پھر درد شروع ہو جاتا ہے۔

⑯ دماغ کی اندرونی جھلی میں ورم کی وجہ سے درد سر ہو جاتا ہے اور مریض کو ایسے لگتا ہے گویا اس کے سر پر ہتھوڑے برس رہے ہیں۔

⑰ شدت بخارات کی وجہ سے بھی درد سر ہو جاتا ہے کیونکہ سر میں بھی گرمی مشتعل ہو جاتی ہے۔

پھر علامہ صاحب درد شقیقہ کے اسباب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں (واللہ اعلم) درد شقیقہ کا سبب صرف اور صرف دماغ کی شریانوں میں جمع ہونے والا وہ مواد ہے جو معدہ سے ان میں آتا ہے یا دماغ کے اندر ہی سے پیدا ہوتا ہے اور سر کا جو پہلو کمزور ہوتا ہے وہ اس مواد کو قبول کر لیتا ہے پھر اسی طرف درد ہو جاتا ہے۔ اور وہ مواد یا تو گیسوں کا مجموعہ ہوتا ہے یا شدت حرارت یا شدت برودت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور اس کی خصوصی علامت دماغ کی شریانوں خصوصاً خون والی شریانوں کی پھڑ پھڑاہٹ ہوتی ہے۔ جب سر کو کس کر باندھ دیا جاتا ہے اور اضطرابی کیفیت کو سکون ملتا ہے تو درد بھی ٹھیک ہو جاتا ہے۔

ہوتا ہے تو اس تو اس شیطان سے دور ہوتا ہے۔

۲ ہر کام سے پہلے بسم اللہ پڑھو خصوصا درج ذیل مواقع پر ضرور پڑھو کھاتے اور پیتے وقت خواہ اپنے گھر میں ہوں یا کہیں مہمان ہوں۔ جب آپ اپنے یا کسی اور کے گھر میں داخل ہونے لگیں۔ بلندی سے چھلانگ لگاتے وقت اور زمین پر گرتے وقت بسم اللہ ضرور پڑھیں۔ جب کوئی گرم شئی جیسے کھولتا ہوا پانی وغیرہ یا کوئی بوجھل چیز زمین پر گرائیں۔ بیت الخلا یا ویران یا اندھیری جگہوں اور وحشت ناک مقامات پر داخل ہوتے وقت بسم اللہ ضرور پڑھیں۔

۳ اذکار مسنونہ مقررہ اوقات پر ضرور پڑھیں۔

۴ ویران مقامات اور بیت الخلا وغیرہ میں رونے اور چیخنے چلانے سے پرہیز نہایت ضروری ہے۔ (۱)

۵ گھروں میں موجود سانپوں کو اس وقت تک نہ قتل کیا جائے جب تک ان سے اللہ کے نام کا واسطہ دے کر نکلنے اور گھر چھوڑنے کا نہ کہہ لیا جائے۔ (۲)

۶ شیطان کی بانسریاں اور زنا کے داعی کومت سنو (ساز و آواز)

← ابو نعیم نے اپنی کتاب ''طب نبوی'' میں ذکر کیا ہے اس قسم کا درد رسول اللہ ﷺ کو بھی ہوتا تھا لہٰذا آپ ایک یا دو دن گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ اور اسی کتاب میں ہے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب کیا اور آپ کا سر پٹی سے بندھا ہوا تھا۔
صحیح بخاری میں ہے کہ آپ ﷺ نے مرض الموت میں اپنے سر کو پٹیوں سے بندھوا رکھا تھا اور فرماتے تھے ''ہائے میرا سر'' اور سر کو باندھنے سے درد شقیقہ اور دوسرے دردوں میں فائدہ ہوتا ہے۔

(۱) مصنف کتاب ہذا کی ایک کتاب بعنوان ''الجملة فی فضل البسملة'' ہے۔
اس کا مطالعہ مفید ہے۔

(۲) صحیح مسلم میں سیدنا ابو سعید خدری رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ ''سنپولیہ جنات کی ایک قسم ہے جو کوئی اپنے گھر میں ان کو دیکھے تو تین بار انہیں وہ گھر چھوڑنے کا کہے اگر وہ چوتھی بار ظاہر ہوں پھر اس کو قتل کر دو کیونکہ وہ شیطان ہے اور گھر چھڑوانے سے یہ مراد ہے کہ اسے مخاطب کرو' تو یہاں شدید خطرے میں ہے اگر تو پھر نظر آیا اور ہم تجھے تیرا پیچھا کرنے یا نقصان پہنچانے پر مجبور ہو گئے تو پھر ہمیں ملامت نہ کرنا۔

۷ عورتوں کی طرف دیکھنے سے مکمل پرہیز کیا جائے خصوصاً غیر محرم عورتوں کی طرف دیکھنا اور ان کے ساتھ تنہائی میں ملنا خطرے سے خالی نہیں بلکہ حرام بھی ہے۔ کیونکہ وہ شیطان کے جال اور اس کے پھندے ہیں۔

۸ نماز با جماعت کی مسجد میں ادائیگی پر مداومت اور محافظت کرنا۔

۹ ویرانوں' کھنڈرات' بیابان اور قبرستان میں رہائش سے پرہیز کرنا اور اونٹ کے باڑوں میں اور طلوع غروب سورج کے وقت نماز سے پرہیز کرنا۔

۱۰ تنہا سفر کرنے سے مکمل پرہیز کریں اور ہر حالت میں قافلے بنا کر سفر کریں اور اگر تنہا سفر کرنا یا مکروہ مقامات پر جائے بغیر چارہ نہ ہوتو اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کریں اور آیات وادعیہ' تحصینات ومعوذات ضرور پڑھیں۔

۱۱ سوراخ یا دراڑ میں پیشاب ہرگز نہ کریں نیز ہڈی اور لید کے ساتھ استنجا بالکل نہ کریں۔

۱۲ رات کو سونے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے اسی طرح اذکار مسنونہ اور تحصینات کا ورد بھی ضروری ہے۔

۱۳ غیر نقصان دہ کتے یا بلی کو ہرگز تکلیف نہ دیں اور جب موذی جانور کو نقصان پہنچانے کا قصد کرلیں تو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور شیطان مردود سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ ضرور طلب کرلیں۔[۱]

۱۴ گناہوں سے اجتناب کریں کیونکہ گناہ اللہ سے دوری اور شیطان کے قرب کا سبب ہیں۔

۵ جناتی دورے والے مریض کا علاج:[۲]

ایسے مریض کا علاج دو پہلوؤں سے ہوتا ہے۔

---

[۱] فضل استعاذہ میں مصنف کی ایک کتاب بعنوان "الخلاصته المستفاده فی التحصن بالاستعاذہ" دیکھیں۔

[۲] زاد العاد لعلامه ابن قیم الجوزیه ج۴ ص ٦٦

① مریض ② معالج

اول: مریض کے لئے ضروری ہے کہ وہ پرعزم ہو اور صدق دل سے ارواح کے مصور اور خالق کی طرف متوجہ ہو۔ ارادے و زبان کی موافقت کے ساتھ صحیح تعوذ طلب کیا جائے کیونکہ علاج کی یہ قسم دراصل ایک جنگ ہے اور جنگجو اپنے دشمن کا بھرپور مقابلہ اس وقت تک نہیں کرسکتا جب تک دو چیزیں اس کے پاس نہ ہوں:

① اس کا ہتھیار صحیح اور عمدہ ہو۔

② زور بازو اس کے پاس موجود ہو۔

لیکن جونہی ان میں سے ایک چیز کی کمی ہوئی ہتھیار کارگر نہیں رہے گا اور جب یہ دونوں چیزیں معدوم ہو جائیں تو پھر کیا حال ہوگا؟

اگر مریض ہی کا دل توحید سے خالی ہو اور اس میں توکل' تقویٰ' اور توجہ الی اللہ بالکل نہ پائی جائے تو گویا اس کے پاس کوئی ہتھیار ہی نہیں۔

دوم: معالج کے پاس بھی مذکورہ بالا دونوں چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ بعض معالج تو صرف اتنا کہنے پر اکتفا کرتے ہیں: ''تُو اس انسان کے جسم سے نکل جا'' یا وہ یوں کہتے ہیں ''بسم اللہ'' یا ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' کہتے ہیں' حالانکہ رسول اکرم ﷺ فرماتے تھے: ''اے اللہ کے دشمن! تُو دفعہ ہو جا۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔'' ①

ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے اپنے استاد شیخ (الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) کو کئی بار دیکھا کہ وہ اپنے نائب کو جن والے مریض کے پاس بھیجتے تھے' تاکہ وہ جن سے مخاطب ہو سکے۔ وہ وہاں جا کر کہتا: ''اے جن! تجھے میرے شیخ کا حکم ہے تو یہاں سے چلا جا۔ کیونکہ یہ تیرے لئے جائز نہیں۔ مریض کو فوراً افاقہ ہو جاتا اور بعض اوقات نائب اپنی طرف سے اسے مخاطب کرتا اور اگر جن سرکش ہوتا تو اسے مار دھاڑ کر وہاں سے نکلنے پر مجبور کرتا۔ جب مریض کو افاقہ ہو جاتا تو اسے درد کا کوئی احساس نہ ہوتا تھا۔ یہ معاملات ہم نے دیگر لوگوں کے ساتھ کئی بار دیکھے۔ وہ عموماً مریض کے کان میں یہ آیت تلاوت کرتے تھے:

---

① مسند احمد ج ۴ ص ۱۷۲' ۱۷۱' ۱۷۰

﴿ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ ﴾
(مومنون : ۲۳/ ۱۱۵)

"کیا تم نے یہ گمان کر لیا کہ ہم نے تمہیں بے فائدہ پیدا کیا اور تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے"۔

میرے شیخ نے مجھے بتایا کہ اس نے ایک بار مریض کے کان میں یہ آیت پڑھی تو جن نے آواز کھینچ کر "نعم" کہا فوراً میں نے لاٹھی اٹھائی اور اس کی گردن کی رگوں پر زور سے ماری اور بار بار لاٹھی مارنے سے میرے ہاتھ تھک گئے۔ اور ناظرین کو کوئی شک نہیں رہا کہ مضروب مرجائے گا' مار کھانے کے دوران اس جن نے کہا کہ "مجھے اس سے محبت ہے"۔ میں نے اس کو کہا کہ "وہ مریض تجھ سے محبت نہیں کرتا"۔ جننی کہنے لگی "میں اس کے ہمراہ حج کرنا چاہتی ہوں" میں نے اسے کہا: "وہ نہیں چاہتا کہ تیرے ساتھ حج کرے"۔ پھر اس نے کہا: "میں تیری شرافت وعظمت کی وجہ سے اسے چھوڑتی ہوں"۔ میں نے کہا: "نہیں لیکن اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہوئے تو اسے چھوڑ دے"۔ تو بولی: "اچھا میں جارہی ہوں"۔ فوراً مریض بیٹھ کر دائیں بائیں دیکھنے لگا کہ میں شیخ کے پاس کیسے لایا گیا ہوں؟ لوگوں نے اس سے پوچھا تم نے جو مار کھائی ہے اس کی بابت کچھ نہیں کہتے؟ اس نے پوچھا جب میرا گناہ ہی کوئی نہیں تو شیخ صاحب مجھے کیوں ماریں گے؟ اسے کچھ شعور اور علم نہیں تھا کہ واقعی اسے مار پڑی ہے۔ ہمارے استاد آیت الکرسی کے ساتھ علاج کیا کرتے تھے۔ وہ مریض پر کثرت سے آیت الکرسی پڑھنے کی تلقین کرتے تھے نیز معوذتین بھی پڑھنے کا کہا کرتے تھے۔ خلاصہ بحث یہ ہوا کہ یہ مرض دورے کی قسم سے ہے۔ اور اس کے علاج سے صرف کم علم وکم عقل وفہم ہی انکار کرتا ہے اور جن لوگوں پر ارواح خبیثہ کا تسلط ہوتا ہے وہ اکثر خود ان پڑھ اپنے دین سے بے بہرہ ہوتے ہیں' اور ان کے دل اور زبانیں ذکر الٰہی' معوذات اور تحصینات نبویہ وایمانیہ سے بالکل خالی ہوتے ہیں۔ تو ارواح خبیثہ ایسے آدمی پر مسلط ہوتی ہیں جو نہتا (غیر مسلح) ہو یعنی ہتھیاروں سے خالی ہو اور بعض اوقات وہ ننگا ہو جائے تب بھی ارواح خبیثہ اس پر تسلط جمالیتی ہیں۔

اور اگر آپ آنکھوں سے پردے ہٹا کر دیکھیں کہ اکثر و بیشتر نفوس بشریہ انہی ارواح خبیثہ کے تسلط اور قید میں ہیں اور ایسی ارواح کے مکمل کنٹرول میں ہیں' وہ انہیں جہاں چاہیں لے جاتی ہیں' وہ نہ تو ان سے آزاد ہو سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی مرضی کی خلاف ورزی کر سکتے ہیں بلکہ جب وہ ارواح خبیثہ اس کو چھوڑتی ہیں تو ان کی عدم موجودگی سے بے ہوشی اس مریض پر طاری ہو جاتی ہے' تب پتہ چلتا ہے کہ اس پر جن نے بے ہوشی مسلط کی ہوئی تھی۔ ''اللہ مدد کرنے والا ہے''۔ ایسی بے ہوشی کا علاج عقل صحیح کے ساتھ ساتھ اللہ کے رسولوں کی لائی ہوئی شریعتوں کے ساتھ ایمان کے ذریعے ہوتا ہے۔ اور یہ کہ جنت اور دوزخ ہر وقت اس کی آنکھوں کے سامنے اور اس کے دل کا قبلہ بن جائیں۔ وہ اہل دنیا کو اپنے سامنے آفات اور مصائب میں گرفتار دیکھتا ہے اور ان آفات کو بارش کی طرح ان کے گھروں میں برستا ہوا دیکھتا ہے اور ان کی یہ حالت ہے کہ وہ دائمی بے ہوش ہیں' کبھی ان کو افاقہ نہیں ہوتا تو یہ بے ہوشی کتنی شدید مرض ہے؟ لیکن جب بلاؤں اور آزمائشوں نے سب کو گھیر لیا حتی کہ جس کو دیکھو وہ اسی مرض (الصرع) مرگی میں مبتلا نظر آتا ہے' تو عقل صحیح والوں نے بھی اپنے تعجب پر اصرار نہیں کیا بلکہ بے ہوشوں کی کثرت کی وجہ سے اس بے ہوشی کا انکار کرنے والا غلط کہلایا جانے لگے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی چاہتا ہے تو اسے ہوش میں لے آتا ہے' وہ اپنے دائیں بائیں دنیا داروں کو (دورے سے) بے ہوش دیکھتا ہے' اگرچہ ان کے مختلف حالات ہوتے ہیں' کچھ تو مکمل بے ہوش ہوتے ہیں اور ان میں سے کچھ تھوڑی دیر کے لئے ہوش میں آتے ہیں پھر اپنی بے ہوشی کی طرف لوٹ جاتے ہیں' اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جو کبھی تو ہوش میں رہتے ہیں اور کبھی بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ جب ہوش میں ہوتے ہیں تو صاحب عقل و خرد والے کام کرتے ہیں لیکن پھر ان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے وہ پہلی طرح حیران و پریشان ہو جاتے ہیں۔

قسم دوم: پیدائشی مرگی یہ اخلاط اربعہ میں سے کسی ایک کے غلبہ کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ ایک ایسی علت ہے جو نفسیاتی اعضاء کو ان کی ذمہ داریاں پوری طرح ادا کرنے سے روک

دیتی ہے اور اس کا سبب وہ غلیظ' لیس دار مادہ ہوتا ہے جو دماغ کے اندر خروج کے رستوں کو بند کر دیتا ہے لیکن یہ بندش نامکمل ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ بندش دماغ تک احساس اور حرکت کو نہیں پہنچنے دیتی لیکن دیگر اعضاء میں احساس اور حرکت بغیر انقطاع کے مکمل طور پر پہنچتے ہیں۔

بعض اوقات یہ عضوی مرگی دیگر اسباب کی وجہ سے بھی ہوتی ہے جیسے:

متعفن گیس دماغی مخرج میں بند ہو جاتی ہے

یا دیگر اعضاء سے ردی بخارات دماغ کی طرف چڑھتے ہیں

یا جب دماغ کسی تکلیف دہ چیز کو خارج کرنا چاہتا ہے تو لیس دار کیفیت کی وجہ سے منقبض ہو جاتا ہے۔

نتیجتاً سب اعضاء میں تشنج کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے' پھر انسان کھڑا نہیں رہ سکتا اور گر پڑتا ہے اور غالب حالات میں اس کے منہ سے جھاگ نکلتی ہے اور یہ علت امراض حادہ میں شمار ہوتی ہے کیونکہ خصوصی طور پر یہ نامناسب اوقات میں ہوتی ہے اس کی بعض اقسام امراض مزمنہ میں شمار ہوتی ہیں کیونکہ ایسے حالات میں طویل دورانیے کا دورہ ہوتا ہے اور مریض بمشکل ہی شفاء پاتا ہے۔ خاص طور پر جب مریض کی عمر پچیسویں سال سے بڑھ جائے تو یہ علت ایسے مریضوں کے دماغ میں بلکہ دماغ کے جوہر میں موجود ہوتی ہے اور ایسے مریضوں کی مرگی دائمی و ابدی ہوتی ہے۔

بقراط نے کہا: ''ایسے مریضوں کی مرگی ان کی موت تک باقی رہتی ہے''۔ جب یہ معلوم ہوگیا تو ہم اس صحابیہ رضی اللہ عنہا کے متعلق کہہ سکتے ہیں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ اسے دورہ پڑتا ہے اور وہ بے لباس ہو جاتی ہے کہ یہ دورہ عضوی تھا۔ (اور عین ممکن ہے کہ یہ دورہ شیطان کے سبب سے ہو) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ وعدہ کیا کہ اگر وہ اس تکلیف پر صبر کرے گی تو اسے میں جنت میں جانے کی ضمانت دیتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعاء کی کہ وہ بے لباس نہ ہونے پائے'' تو گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صبر' جنت اور شفاء کی دعا کے درمیان اختیار دیا کہ وہ جو چاہے اپنے لئے منتخب کر لے' تو اس نے اپنے لئے صبر اور جنت کو اختیار کیا۔ اور اس واقعہ میں جنات کی

تکلیف کا علاج دواؤں وغیرہ کو چھوڑ کر قرآنی اور نبوی دعاؤں کے ذریعے کروانے کی ترغیب ملتی ہے کیونکہ اللہ کی جانب توجہ مبذول کرنے سے وہ کچھ حاصل ہو جاتا ہے جو ڈاکٹری علاج سے حاصل نہیں ہوتا۔ نیز توجہ الی اللہ کی تاثیر انسانی بدن اور روح دونوں پر بہت زیادہ کارآمد اور پُراثر ہوتی ہے جبکہ دوائیاں صرف' انسانی بدن پر نہایت قلیل اثر کرتی ہیں۔ یہ مشاہدات ہم نے اور ہمارے زمانے کے عقلاء اور اطباء نے بکثرت کیے ہیں اور وہ سب اطباء اس بات کے معترف ہیں کہ نفسانی قویٰ اور ان کے انفعالات اور امراض کی شفاء میں بہت بڑے بڑے عجائب پائے جاتے ہیں۔ نیز صنعت طب کو سب سے زیادہ نقصان زندیق وملحد' کمینے اور جاہل ڈاکٹروں نے ہی پہنچایا۔ (واللہ اعلم)

ابن قیم رحمہ اللہ کے اس کلام حسن کے بعد میں اپنے ایک معاصر ڈاکٹر نبیل بن سلیم ماء البارد کا وہ کلام نقل کرتا ہوں جو انہوں نے مرگی کے مرض کے متعلق کیا ہے اور وہ دماغی اور اعصابی سرجری کے ایڈوائزر ہیں' حمد وصلاۃ کے بعد وہ کہتے ہیں:

> میرے سینے کی ٹھنڈک کا باعث یہ تعاون ہے جس کے ذریعے میں اس متواضع کتاب میں اپنی تحقیق ذکر کر رہا ہوں تو اللہ کی توفیق سے میں کہنا چاہتا ہوں کہ مرگی یا تشنجی مرض دراصل غیر ارادی حرکات کے ساتھ ساتھ تشنجی حالت کا نام بھی ہے۔ بعض اوقات تو جسم کے تمام اطراف اور چہرے پر تشنج ظاہر ہوتا ہے لیکن بعض حالات میں بدن کے صرف ایک طرف بلکہ صرف ایک عضلے میں سکڑاؤ اور پھیلاؤ کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ بعض حالات میں مرگی کے ساتھ احساس بالکل معدوم ہو جاتا ہے اگرچہ یہ مدت مختصر ہوتی ہے بلکہ بعض دفعہ یہ مدت صرف ایک منٹ تک محدود ہوتی ہے۔

عضوی مرگی کے اسباب:

دماغ کے عصبی گرہ دار خلیوں میں پیدا ہونے والے اضطراب کی وجہ سے یہ مرض وجود میں آتی ہے اور یہی خلیات اپنی طبعی حالت میں معتدل اور محدود مقدار میں الیکٹرانی لہریں

مہیا کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ سبحانہ کے حکم سے انہی الیکٹرونی لہروں کے ذریعے مذکورہ خلیات احکام و اشارات وصول کرنے کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ یہ رستہ مقررہ عصبات سے ہوتا ہوا اہم دماغی حصوں سے گذر کر نخاع شوکی تک جا پہنچتا ہے لیکن ان خلیات میں مذکورہ بالا اضطراب کے وقت معتدل اور مقدار مقررہ کی بجائے نہایت بلند اور طاقتور الیکٹرانی لہریں پیدا ہوتی ہیں تب یہی بلند و بالا لہریں مذکورہ رستے سے گزرتے ہوئے نخاع شوکی کے رستے جب ان اعضاء کی طرف مذکورہ اشارے اور احکام منتقل کرتی ہیں اور ان اعضاء کو رب العالمین نے نہایت باریک بینی اور حکمت سے وجود بخشا ہے تا کہ ایک خاص ترتیب سے متوازن اشارے وصول کریں اور ان کے مطابق حرکت کریں۔ لیکن وہی اشارے جب مقررہ حد سے زیادہ سرعت اور طاقت کے ساتھ متعلقہ عضو تک پہنچتے ہیں تو متعلقہ عضو اشارات و احکامات کی قوت کے مطابق حرکت میں آ جاتے ہیں چونکہ وہ حرکات یا تو حقیقی حرکات سے کوئی مناسبت نہیں رکھتیں لہٰذا وہ عضو نا مناسب حرکات کی وجہ سے پھیل جاتا ہے یا سکڑ جاتا ہے۔ اسی کو طبی اصطلاح میں (Clonic) کہا جاتا ہے (تو تر اختلاجی) یا یہ حرکات ایک ہی شکل میں جاری رہنے والی حرکات ہوتی ہیں جس کی وجہ سے متعلقہ عضو یا اعضاء میں حد درجہ کی سکڑاہٹ یا پھیلاؤ پیدا ہوتا ہے۔

اہم بات یہاں ذکر کرنے کی یہ ہے کہ مذکورہ بالا الیکٹرانی طاقتور لہریں مذکورہ بالا خلیات میں صرف اضطراب یا تکلیف کی حالت میں پیدا نہیں ہوتیں بلکہ کسی بھی انسان کے اندر مخصوص شروط اور مخصوص حالات کے وجود کے وقت پائی جا سکتی ہیں۔ جن کا ذکر کچھ دیر بعد کیا جائے گا۔

مرگی کی علامات و اسباب:

بے شمار اسباب و علامات کی موجودگی سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے لیکن ان اسباب میں اہم ترین سبب ورم دماغ ہے۔ پھر دماغ کی بیرونی جھلی کا متورم ہونا ہے یا جسے ہم حمی الشوکیہ بھی کہتے ہیں۔ پھر دماغ کا متورم ہونا ہے پھر دماغی تھیلیوں کا اپنی ڈیوٹی سے ہٹ جانا

بھی اس مرض کا سبب بن سکتا ہے۔ نیز ولادت کے وقت آکسیجن کی کمی دماغ کی اذیت کا باعث بنتی ہے یا دماغ کی طرف جانے والے خون کی کمی اس مرض کا سبب بنتی ہے۔ اسی طرح بعض موروثی امراض بھی اس مرض کا سبب بنتے ہیں۔ تاہم عضوی دورہ جو وقتاً فوقتاً آجاتا ہے اور مستقل مرگی نہ ہو تو یہ خون میں شوگر کی شدید قلت کا پتہ دیتی ہے۔ نیز مخصوص امراض کی وجہ سے ہائی بلڈ پریشر بھی عارضی دورے کا سبب ہوتا ہے۔ بچپن اور لڑکپن میں نشئیوں کی بڑی تعداد عارضی مرگی میں مبتلا رہتی ہے۔ ان سب اسباب و علامات کے دریافت ہونے کے باوجود کچھ ایسے اسباب بھی ہیں جن کا صحیح پتہ چلانے پر ہم قادر نہیں اور ایسی مرگی کو ہم مجہول سبب والی مرگی کہتے ہیں۔

بعض حالات میں ایسی مرگی میں مبتلا مریضوں کو علاج قرآنی کے ذریعے شفاء پاتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ اور عنقریب اس کتاب کی چھٹی فصل میں اس موضوع پر بات کروں گا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ اس حقیر سی کاوش کو ہماری نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دے۔

عضوی مرگی کی اقسام:

مرگی اعظم: عمر کے تمام حصوں میں لاحق ہوتی ہے۔ درحقیقت یہ ان پے در پے متکرر حالتوں کا نام ہے جو اعضاء میں شدید سکڑاہٹ اور انفعال کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں۔ عموماً ان علامات کے ساتھ ہوش وحواس سے مریض مکمل طور پر بیگانہ ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اس بے ہوشی اور عدم ادراک کی مدت ایک منٹ تک بھی ہوتی ہے بلکہ اکثر اوقات اس دورے کے دوران مریض کی آنکھوں اور دیگر اعضاء پر شدید نیلا رنگ غالب آجاتا ہے اور یہ حالت نظام تنفس میں شدید صعوبت وتھنیق کی وجہ سے ہوتی ہے۔ نیز مریض اپنی زبان کو دانتوں میں شدت سے دبا لیتا ہے اور غیر ارادی طور پر پیشاب کرتا ہے۔ اور بعض اوقات یہ حالات صرف ایک یا چند اعضاء مثلاً بازو یا پنڈلی یا ہتھیلی، انگلیوں اور پاؤں میں ہی ہوتے ہیں۔ بلکہ کبھی کبھار ہاتھ پاؤں کے ایک پٹھے یا چہرے کے کسی ایک پٹھے میں یہ

تشنجات ظاہر ہوتے ہیں لیکن مندرجہ بالا وضاحت شدہ حالات میں سے کسی حالت میں بھی احساس مکمل طور پر غائب نہیں ہوتا۔

دوسرے درجے کی مرگی:

خصوصاً بچوں کو ہوتی ہے اور یہ عموماً جلدی جلدی اور غیر ارادی حرکات کے ذریعے ظاہر ہوتی ہے اور اکثر اوقات اس حالت میں مریض کے چہرے یا جسم کے کسی حصے پر تشنج نہیں ہوتا نہ ہی احساس اور ادراک ختم ہوتا ہے۔ (اگرچہ بعض صورتوں میں چند سیکنڈوں کے لئے احساس ختم بھی ہوجاتا ہے) اگرچہ مرگی کی اور بھی کئی اقسام معلوم ہوچکی ہیں لیکن ان کی قلت کی وجہ سے اس مقام پر ہم انکا ذکر نہیں کرتے۔

بیشتر انواع جن کا ذکر نہیں کیا گیا:

(الف) احساس مضطرب ہوجائے: مثلاً منہ کا ذائقہ بدلا ہوا محسوس ہو یا ایسی بو ناک میں جانے کا احساس ہوتا ہے جو درحقیقت موجود نہ ہو یا اس بات کا احساس ہو کہ عنقریب دورہ پڑنے والا ہے۔ مثلاً: آنکھوں کے آگے اندھیرا یا دل کی گھبراہٹ وغیرہ۔

(ب) دورے سے حواس میں اضطراب کا احساس ہونا مثلاً: دل کی دھڑکن میں زیادتی کا احساس ہو یا متلی ہو یا تھوک بہنے کا احساس ہو یا اچانک شدید بھوک کا احساس ہو یا اچانک پیشاب کرنے کی شدید حاجت ہو یا پیٹ میں اچانک درد اٹھے جو چند لمحات کے بعد ختم ہوجائے۔

(ج) نفسیاتی اضطراب: مثلاً اچانک احساس گم ہوجائے یا اچانک غصے یا غم یا شدید خوف یا ہیجان میں مبتلا ہونے کا احساس ہو۔

مرگی کی مکمل تشخیص کا طریقہ:

اہم بات یہ ہے کہ مرگی کی تشخیص کے دو اہم ذریعے ہمارے پاس ہیں:

⌘ دماغ کی الیکٹرونی الٹرا سونو گرافی۔

⌘ کمپیوٹرائزڈ دماغی نقشہ۔

(اس سے کمپیوٹر کے ذریعے دماغ کی تصویر مراد نہیں ہے) لیکن اچنبھے کی بات یہ ہے کہ تقریباً پچیس فیصد حالات میں دماغی الٹرا سونو گرافی مرگی کی صورت میں بھی طبعی ہوتی ہے اور اصل سبب معلوم نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا بعض لوگ ایسی حالتوں کو جناتی مرگی کہہ دیتے ہیں۔

طب کے ذریعے مرگی کا علاج کیسے کیا جائے؟

(الف) سب سے پہلے اگر ممکن ہو سکے تو اصل سبب کو دور کیا جائے مثلاً: ورم دماغ یا التھابات دماغ کو دور کیا جائے، دماغی تھیلیوں کی تصحیح کی جائے لیکن غیر جراحی حالات میں ہمیں درج ذیل طریقے سے علاج کرنا چاہئے:

(ب) دواؤں کے ذریعے علاج کرایا جائے۔ بیشتر دوائیں تشنجات دماغی کو سکون پہنچاتی ہیں لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اگر عمر ختم نہ ہو جائے تو مریض ایسی دوائیں ختم ہی نہیں کر سکتا اور یہ حالت کئی سالوں تک رہتی ہے۔ اور اس سے چھٹکارا کسی طور ممکن ہی نہیں رہتا حالانکہ دماغی الٹرا سونو کی ہر رپورٹ کے بعد ڈاکٹرز مریض کو مذکورہ دوا لینے سے منع کرتے ہیں اور ڈاکٹر عبدالحکیم بن شوقی (جو مرگی کے متعلقہ اعصابی امراض کے ایڈوائزر ہیں) مرگی کی نشو ونما کے متعلق کہتے ہیں:

حمد و صلاۃ وسلام کے بعد: یہ بات میرے لئے نہایت سعادت مندی کی ہے کہ میں قرآنی اور طبی علاج میں تعاون کے لئے اس بحث میں شریک ہو رہا ہوں۔ جب سے علوم انسانی اور خصوصاً علم طب کی تاریخ مرتب ہونی شروع ہوئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک مرگی، ڈاکٹروں اور طبیبوں اور عاملوں کے لئے ایک چیلنج اور ان کے درمیان ایک اختلافی مسئلہ بنی رہی۔ جب سے تاریخ انسانی کی ابتداء ہوئی، شاید ہی مرگی کے علاوہ کوئی مرض ہو جس پر اتنی وسیع تحقیق اور اتنا وسیع اختلاف سامنے آیا ہو چونکہ ہم یہاں پر صرف دو انتہائی پرکشش اور جاذبیت رکھنے والے نقطوں پر بحث کرنا چاہتے ہیں جو اسی مرض ''مرگی''

کے اردگرد گھومتے ہیں۔

⌘ بذات خود اس مرض کی علامات سے بحث کرنی مقصود ہے کیونکہ اکثر لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ مرگی کا مرض صرف ایک دورے کا نام ہے جس میں مریض زمین پر گر جاتا ہے اور خصوصًا سارے اعضاء میں تشنجی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے لیکن یہ خیال صرف انہی لوگوں تک محدود ہے جو مرگی میں مبتلا مریض کو دورے کی حالت میں پہلی بار دیکھیں لیکن یہ کوئی یقینی صورت حال نہیں ہے۔ بلکہ یہ ساری بیماری کا صرف ایک منظر ہے اور شاید یہی منظر لوگوں کو متوجہ کرنے کا سبب بنتا ہے لیکن بلاشک وشبہ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ یہ زیادہ خطرناک نہیں ہے۔

⌘ دوسرا نقطہ یہ ہے کہ مرگی من حیث المرض شروع کیسے اور کہاں سے ہوئی؟

اس کا سادہ جواب یہ ہے کہ یہ دماغ کے ہیجان شدہ اعصابی خلیوں سے پیدا ہوتی ہے اور ہمیں یہ بات تو بخوبی معلوم ہو چکی ہے کہ انسانی دماغ میں اربوں خلیات موجود ہوتے ہیں اور یہ خلیات ایک دوسرے کے ساتھ لاتعداد عصباتی پٹھوں کے ذریعے ملتے ہیں' بلکہ ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی ہے' ہر خلیے کے اندر سے ایک عصبہ نمودار ہوتا ہے' تاکہ اسے قریبی خلیوں کے ساتھ ملا دے' بلکہ جو بہت دور بھی ہوتے ہیں اور ہمیں یہ بات بھی بخوبی معلوم ہو چکی ہے کہ انسانی دماغ کے اندر ملنے والی بجلی کی وولٹیج اتنے بڑے ہندسوں تک پہنچ جاتی ہے کہ انسان جدید ٹیکنالوجی حتی کہ کمپیوٹر کے ذریعے بھی ان کو شمار نہیں کرسکتا اور اگر انسان اپنے دماغ کے تمام وظائف کی تعداد معلوم کرنا چاہے تو وہ ایک ایسے کمپیوٹر کا محتاج ہوگا کہ جس کا حجم زمین سے تین گنا ہو۔ لیکن پھر بھی انسان وہ کڑی نہیں تلاش کرسکے گا جو جامد مخلوقات سے زندہ مخلوقات کو جدا کرتی ہے اور زندہ مخلوقات میں سب سے مکمل مخلوق انسان ہی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کتنا پاک و برتر ہے جس نے ہر چیز کو نہایت احسن طریقے پر پیدا کیا۔

ابتدائے انسانیت میں جب انسان اس زمین کو سحر زدہ اور ارواح بد سے گھری ہوئی خیال کرتا تھا تو یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ وہ مرگی کو بھی لعنت کی کوئی قسم خیال کرتا۔ جو ایک

مسکین صورت انسان کی قربانی مانگتی ہو۔ اسی لئے انسان نے اس مرض کے علاج کے لئے شرکیہ تعاویذ اور جادو ٹونے کا سہارا لیا اور شاید تاریخ انسانی میں مرگی کو بطور قابل علاج مرض سب سے پہلے بقراط۔ سنہ ۴۶۰ تا ۳۷۵ ق م) کے زمانے میں لیا گیا۔

اگرچہ ہمیں حمورابی کے مرتب کردہ صحت عامہ کے بنیادی قوانین (۲۰۸۰ ق م) میں مرگی کی حالتوں اور قاضی کے پاس جا کر اس کے متعلق گواہی دینے کی بابت معلومات ملتی ہیں اور عبرانی زبان کے قدماء کی کتابوں میں بھی اس مرض کی طرف اشارات ملتے ہیں لیکن بقراط نے سب سے پہلے اپنی کتاب اول میں ''مرض مقدس'' کے عنوان کے تحت مرگی کے اسباب وعلامات کی طرف اشارہ کیا ہے' کہ یہ مرض طبعی اسباب کی بنا پر دماغ سے شروع ہوتا ہے اور یہ کوئی مافوق الفطرت یا مافوق طبیعت یعنی میٹافزکس چیز نہیں ہے۔ بقراط کے تفصیلی حالات دیگر مقامات پر ملتے ہیں نیز حکیم جالینوس کے زمانے (۲۰۱ تا ۱۳۱ ق م) میں یونان میں روی اخلاط کا نظریہ پروان چڑھا اور اس نظریہ کا منبع بھی بنفس نفیس مدرسہ بقراط ہی ہے۔ کیونکہ اس نے بھی ان ردی اخلاط پر کلام کیا تھا جو باہر سے دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں یا دماغ کے اندر سے ہی فاسد مواد اس کو نقصان پہنچانے کا سبب بنتا ہے۔ اگرچہ اس مدرسہ قدیم کے بعض قوانین صحت' غلط ثابت ہو چکے ہیں تاہم اس بات کا اقرار کئے بغیر چارہ نہیں کہ اس مرض کے معاملے میں ایک علمی اسلوب اختیار کیا گیا ہے جو بعد میں آنے والی نسلوں نے بھلا دیا اور قرون وسطیٰ میں ان کی تحریریں ایک مجرمانہ عمل سمجھا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ جو کوئی ان کی تشہیر کرنا چاہتا اسے پھانسی پر لٹکا دیا جاتا۔ آخر کار تقریباً دو ہزار سال گزرنے کے بعد یعنی سترہویں اور اٹھارویں صدیوں کے شروع میں مرگی کے متعلق نئے سرے سے علمی تحقیقات شروع کی گئیں۔ اس جگہ پر ہم یہ بات لکھنا ضروری سمجھتے ہیں کہ دور جہالت میں جب یورپ پر کنیسا کا خوف طاری تھا تو مرگی کے مریضوں کو قید کیا جاتا اور بیڑیاں پہنا دی جاتیں اور دیگر مختلف طریقوں سے ان کو سزا دی جاتی' اس غیر انسانی معاملے کی وجہ سے مرض میں مزید شدت آ جاتی۔ وہ نہ صرف قدیم بلکہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے موجودہ زمانے میں بھی نام نہاد عاملین جنات مرگی کے مریضوں کو مضبوط رسیوں اور زنجیروں میں جکڑ کر شدید زدو

کوب کرتے ہیں۔ (از مترجم: ظفر اقبال)

مرگی اور اسلام

جونہی تہذیب وتمدن کی اسلامی مشعل نے مشرق کو منور کیا تو اہل مشرق نے انسانیت کے آخری درجے تک مریضوں کے ساتھ اہتمام اور رعایت برتی خصوصاً مرگی کو طبعی علوم کے دائرہ میں نہ صرف شامل کیا بلکہ جادو اور کہانت وشعبدہ بازی سے بھی نکال باہر کیا جو اس وقت عقل یورپ پر چھا چکے تھے۔ لہٰذا ہمیں امام (رازی ۸۶۵ تا ۹۲۵ م) کی تصنیفات طبیہ میں مرگی کی علمی وتحقیقی مفصل تعریف ملتی ہے۔ نیز انہوں نے بڑے دورے اور ان عارضی دوروں کی بھی تفصیل بیان کی جو شدت بخار کی وجہ سے پڑ جاتے ہیں اور امام رازی کے افکار کی بنیاد جالینوس کا نظریہ اخلاط ردیہ ہے جو اس نے تقریباً ایک ہزار سال پہلے ایجاد کیا تھا کہ ''مرگی اس تشنج کے سبب پیدا ہوتی ہے جو سارے بدن کو پیش آتا ہے' تاہم یہ دائمی نہیں ہوتا اور اس کی علامات جلدی غائب ہو جاتی ہیں یا تو اس مرض کا موجب خلط دماغ کے اندر ہی موجود ہوتا ہے اور معدہ کی مشارکت اس میں شامل ہوتی ہے یا کسی بھی دوسرے عضو سے یہ ردی خلط' دماغ کی طرف چڑھتی ہے یقیناً مرگی کے بعض مریضوں کو ٹھنڈی اور جامد ہوا کی طرح کوئی چیز چھوتی ہے جو ہاتھ' پاؤں یا کسی اور عضو سے دماغ کی طرف چڑھ جاتی ہے پھر مریض منہ کے بل گر پڑتا ہے''۔ ابن سینا (۹۸۰ تا ۱۰۳۷م) نے مرگی کی یوں تشریح کی ''یہ مرض کسی عضو نفسی میں ہوتا ہے اور حس وحرکت اور توازن میں بھی عارضی خلل واقع ہو جاتا ہے نیز ابن سینا نے اس کا سبب دماغی سدہ بھی بیان کیا ہے۔

''مرگی ایک ایسی بیماری ہے جو اعضاء رئیسہ کو حس وحرکت اور قیام سے نامکمل طور پر منع کرتی ہے اور اس کا سبب سدہ ہوتا ہے۔ اور عموماً تشنج کلی اس سدہ غیر کاملہ کے سبب ہوتا ہے جو دماغ کی سامنے والی جھلی کے اندر ہوتا ہے' جو دماغ کے اندر حس وحرکت کے پہنچنے کو روک دیتا ہے۔ نتیجتاً دیگر جسمانی اعضاء میں بھی حرکت و حس نامکمل رہتی ہے تاہم مکمل طور پر منقطع نہیں ہو جاتی لیکن انسان صحیح طور پر کھڑا

نہیں رہ سکتا کیونکہ جزوی طور پر یہ حرکت وحس منقطع ہو جاتی ہے"۔

جالینوس کی تعلیمات مشرق و مغرب میں سولہویں صدی عیسوی کے نصف ثانی تک یونہی چھائی رہیں تب ہی ایک فرانسیسی سائنسدان چارلس لو یو (۱۵۶۳ تا ۱۶۳۶ م) نے یہ تحقیق پیش کی کہ:

تمام اقسام کی مرگی دماغ سے شروع ہوتی ہیں۔ اگر چہ ابتدائی علامات کسی اور عضو پر ہی ظاہر کیوں نہ ہوں اور یہ مرض دماغ کے ان خلیوں میں خلل کے سبب پیدا ہوتی ہے جو اس عضو کو غذا بہم پہنچاتے ہیں۔ پھر مزید سائنسی ترقی اور فزیالوجی (وظائف الاعضاء) میں پیش رفت کے سبب ۱۸۷۰ء ھاولینج جاکس نامی نے سائنسدانوں اور محققین کو مرگی کی تحقیق کے لئے صحیح راستے پر لگایا۔ اس نے کہا "مرگی دماغ کے اعصابی خلیات سے بھری ہوئی ایک مقررہ جھلی کے اندر ہیجان کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور اس جھلی کا حدود اربعہ مرض کی حالت اور علامات کو واضح کر سکتا ہے خواہ اس ہیجان کا سبب کچھ بھی کیوں نہ ہو جو بے شمار اسباب کی وجہ سے ہو سکتا ہے' سارے تغیرات و علامات اسی مقررہ جھلی کے اندر ہوتی ہیں"۔

مرگی کی تشریح:

کسی بھی مرض کو سمجھنے کے لئے سب سے ضروری چیز اس کی تشریح (تعریف) ہی ہے اور مرگی کی تشریح ہمیشہ اختلاف کا سبب بنی رہی۔ آخر کار علماء و سائنسدان مرگی کی ایک واضح تعریف پر متفق ہو ہی گئے جس کی تفصیل یہاں ممکن ہے۔

"دماغی ذمہ داریوں میں شدید قسم کے عارضی اور اچانک خلل کا واقع ہونا اور خود بخود ٹھیک ہو جانے کو مرگی کہتے ہیں۔ بعض اوقات یہ عمل بار بار ہوتا ہے جس کی وجہ سے احساس و فہم متوازن نہیں رہتا۔ نیز حرکات' تصرفات اور اعصابی نظام کے وظائف بھی متاثر ہوتے ہیں"۔

ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ مرگی کے ساتھ بھی ہم ویسا معاملہ کریں اور اس کے لئے ویسی ہی تحقیق کریں جس طرح دیگر امراض کے ساتھ ہمارا معاملہ اور ہماری تحقیق ہوتی ہے۔ یعنی اس مرض کی تحقیق کے لئے اپنا وقت اور سرمایہ لگائیں۔

عضوی مرگی کی اقسام:

خلیاتی مرگی: اس قسم کی مرگی اعصابی خلیوں سے کسی مخصوص خلیئے میں ہیجان انگیزی کا نتیجہ ہوتی ہے جو دماغ کے جوڑ کے ایک طرف ہوتا ہے جس کی وجہ سے ایسی علامات پیدا ہوتی ہیں جن کا مرکز خلیہ ہوتا ہے۔ نیز ہر جسمانی عضو دماغ کے ایک خاص حصے سے متعلق ہوتا ہے اور اس حصے سے اس عضو کے مسلسل وظائف اور حرکات متعلق ہوتی ہیں۔ اس قسم کی مرگی کو ہم درج ذیل انواع میں تقسیم کر سکتے ہیں:

مفرد خلیاتی مرگی: اس قسم میں مریض کے شعور میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا بلکہ مریض پر چند سیکنڈوں یا منٹوں میں اچانک بعض علامات ظاہر ہو جاتی ہیں اور اس میں درج ذیل حالتیں شامل ہوتی ہیں۔

حسی علامات: مثلاً اچانک دورہ پڑ جائے یا کسی عضو میں رعشہ آ جائے بلکہ ایسی علامات بعض اوقات صرف حواس ظاہریہ (بصارت' سماعت چکھنے یا سونگھنے) میں ہی ظاہر ہوتی ہیں۔ مریض کو چندھیا دینے والی روشنی نظر آتی ہے یا کوئی انوکھی آواز سنتا ہے یا عجیب و غریب بُو یا ذائقہ کچھ وقت کے لئے محسوس کرتا ہے یا کوئی ایسا کام عادتاً اس سے صادر ہوتا ہے جس کا اس سے پہلے اس کو کوئی تجربہ نہیں ہوتا۔

حرکاتی علامات: مثلاً: کسی عضو میں تشنج و استرخاء جیسے چہرے' زبان حبال صوتیہ (آواز پیدا کرنے والی شریانوں) کے پٹھوں میں تشنج یا استرخاء ظاہر ہوتا ہے۔

اعصابی نظام میں مستقل علامات: مثلاً اچانک آنتوں میں مروڑ پڑ جائے یا چہرہ بے رنگ ہو جائے یا چہرہ شدید سرخ ہو جائے یا دل کی دھڑکن بہت تیز ہو جائے۔

نفسیاتی علامات: ایسی علامات بھی شعور میں کسی ظاہری نقص کے بغیر واقع ہوتی ہیں اگرچہ ان کا وقوع نادر ہے مثلاً یادداشت میں عارضی خلل پڑ جائے یا اچانک خوف طاری ہو جائے یا شدید غصہ آ جائے۔ یہ سب کچھ بلا سبب ہوتا ہے یا کچھ لمحات کے لئے چیزوں کی شناخت ختم ہو جاتی ہے۔ نیز یہی علامت خفیف قسم کے ضعف جسمانی اور محسوس غم و پریشانی

کو بھی شامل ہے۔ (عربی عبارت میں حلاوش کا لفظ ہے جس کے بے شمار معانی ہیں۔)
① غم و پریشانی۔ ② شدید ضعف جسمانی ③ خوراک بسیار کے باوجود جسم پر اس کا کوئی اثر نظر نہ آئے۔ ④ شدید غصہ اور ہذیان وغیرہ۔

ب۔ مرکب خلیاتی مرگی:

اس قسم کی مرگی میں مریض کے شعور واحساس میں قدرے تغیر واقع ہو جاتا ہے تاہم مریض خود بخود مختلف حرکات کرتا ہے حالانکہ وہ پوری طرح ہوش وحواس سے بیگانہ ہوتا ہے اور جب کچھ وقت کے بعد اسے افاقہ ہوتا ہے اور اسے معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑی دیر پہلے اس سے کچھ افعال سرزد ہوئے ہیں تو ان سے مکمل طور پر لاعلمی کا اظہار کرتا ہے۔ مثلاً دوسرے شہر کی طرف سفر کرنا۔ اور یہ کام نہایت خطرناک ہے کیونکہ اثناء سفر وہ اپنے آپ کو یا کسی دوسرے کو ایذا پہنچا سکتا ہے حالانکہ وہ ہوش وحواس سے بیگانہ ہوتا ہے اور یہ مرکب خلیاتی مرگی مفرد خلیاتی مرگی کی طرح اچانک ہی مریض کو دورہ ڈال دیتی ہے پھر دوسرے مرحلے میں انسان ہوش وحواس سے بیگانہ ہو جاتا ہے اور غیرارادی طور پر افعال سرانجام دیتا ہے یا پھر ابتداء ہی میں احساس غائب ہو جاتا ہے۔

خلیاتی مرگی جو تدریجاً مرکب مرگی میں تبدیل ہو جاتی ہے اس قسم میں دماغ کی ایک جانب کے خلیہ سے ہیجان دوسری جانب کے خلیہ کی طرف منتقل ہو کر مفرد مرگی کو مرکب مرگی میں تبدیل کر دیتا ہے یہ عمل ان اعصاب کے ذریعہ مکمل ہوتا ہے جو شعور واحساس والے مقامات کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں تو اچانک مریض پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے اور وہ عمومی تشنجات کی حالت میں داخل ہو جاتا ہے۔

عام مرگی:

اس قسم میں ہیجان انگیز خلیہ گردن' دماغ یا اس کے اوپر دماغ کے وسطی مرکب حصے میں ہوتا ہے جس کے نتیجے میں الیکٹرانی کرنٹ دماغی جوڑ تک پھیل جاتا ہے' اس پھیلاؤ کے نتیجے میں دماغی جوڑ کے دونوں جانب حرکاتی علامات ظاہر ہوتی ہیں بلکہ وہ دونوں اطراف میں ایک دوسرے کے مماثل ہوتی ہیں۔ یہ عمومی مرگی کئی اقسام میں منقسم ہو جاتی ہے ذیل میں ہم اس

کا خلاصہ پیش کرتے ہیں:

بار بار ذہنی غیر حاضری:

ہلکی مرگی بار بار ہونا۔ اس حالت میں مریض بار بار ہوش وحواس سے بیگانہ ہوتا ہے۔ تاہم بے ہوشی کی مدت لمحہ بھر سے زیادہ نہیں ہوتی۔ پھر معمول کے مطابق ہوش میں آ جاتا ہے۔ کبھی کبھار اس بے ہوشی کے ساتھ آنکھ یا چہرہ کے عضلات میں پھڑ پھڑاہٹ بھی ہوتی ہے۔ یا بازو کے عضلات میں رعشہ ہوتا ہے۔ اس مرگی کی خصوصی علامت یہ ہے کہ عموماً یہ بچوں کو لاحق ہوتی ہے اور دن میں متعدد مرتبہ ہوتی ہے۔ جس سے توجہ ادھر مبذول ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات دن میں سو بار یہ دورہ پڑتا ہے۔

بار بار ہیجان ہونا: (Myoclonic):

اس حالت میں اچانک ایک عضو یا پورے جسم میں زبردست ہیجان پیدا ہو جاتا ہے لیکن مدت مختصر ہوتی ہے اور اس حالت کی خصوصیت یہ ہے کہ ظاہری علامات کی وجہ سے اس میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً مریض کا آواز بلند کرنا یا تیز روشنیاں۔

مضطربانہ دورہ: (Clonic):

اگرچہ یہ ہیئت میں گذشتہ قسم کے ہی مشابہہ ہے البتہ اس حالت میں مرض نہایت شدید ہوتی ہے اور مریض زمین پر لوٹ پوٹ ہوتا ہے اور وہ شدید جسمانی اختلاج میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حتی کہ زمین پر گر پڑتا ہے اور چونکہ اس حالت کا اثر حالت تنفس پر ہوتا ہے۔ اس لئے مریض کا رنگ نیلا ہو جاتا ہے اور وہ اپنی زبان پر شدت سے کاٹتا ہے اور اپنے آپ پر ہی پیشاب کرنے لگتا ہے۔ مرگی کی تمام اقسام سے یہ بری قسم ہے۔

بار بار اکڑانا (Tonic):

اس حالت میں جسم بار بار مکمل اکڑ جاتا ہے اور مریض لکڑی کی مانند ہو جاتا ہے۔ قطعاً کوئی حرکت نہیں کرتا بعد میں جسمانی اختلاج بھی ہو جاتا ہے۔ یعنی پہلے تو مریض اکڑ کر ایک تختی کی مانند ہوتا ہے پھر چند منٹوں کے بعد اس کے عضلات میں اختلاجی کیفیت طاری

ہو جاتی ہے اور وہ زمین پر گر پڑتا ہے۔ پھر چند منٹوں کے بعد وہ اپنی طبعی حالت پر لوٹنا شروع ہوتا ہے۔ اس کا سانس بحال ہو جاتا ہے۔ اصل رنگ بھی لوٹ آتا ہے اور ہوش و حواس بھی آہستہ آہستہ قائم ہو جاتے ہیں لیکن جسم کے سارے عضلات میں شدید درد محسوس کرتا ہے۔ کیونکہ کچھ دیر پہلے اس کا سارا جسم شدید مشقت سے گزرا ہوتا ہے۔

جسمانی ڈھیلا پن (Atonic):

اچانک مریض چند لمحات کے لئے تمام جسمانی عضلات میں استرخائی کیفیت محسوس کرتا ہے اور وہ زمین پر گر جاتا ہے لیکن وہ خود بخود کھڑا ہو جاتا ہے۔ تاہم وہ انتہائی خجالت زدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی یہ حالت لوگوں کے درمیان اور رستے کے وسط میں ہوتی ہے۔

متفرق حالت کی مرگی:

اس مرگی کی کوئی متعین شکل نہیں ہوتی۔ مثلاً بچوں کی مرگی۔ یا وہ حالت جس میں مریض تیز روشنی یا بلند آواز جیسے بجلی کی کڑک سن کر مرگی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور مرگی کی بعض اقسام ایسی بھی ہوتی ہیں جو کہ مخصوص چیز دیکھنے سے ظاہر ہوتی ہیں۔ اس کو انعکاسی مرگی کہتے ہیں اور اس کی بے شمار اقسام ہیں۔

مرگی کے اسباب اور تشخیص

ماضی میں بھی اعصابی خلیات میں ہیجان کے اسباب کو تلاش کرنے کے لئے بہت تحقیقات کی گئیں اور موجودہ زمانے میں بھی اور مستقبل میں بھی اس موضوع پر تحقیق ہوتی رہے گی۔ کہ جس ہیجان کی وجہ سے اعصابی نظام کے مختلف اجزاء متاثر ہو کر مرگی کا باعث بنتے ہیں۔ اور اعصابی خلیات (اعصابی ٹریفک) کے ذریعے بحالی ربط رکھتے ہیں۔ جو کہ کیمیائی میٹریل کے ذریعے بحال رہتی ہیں۔ اس میٹریل میں سے کچھ متحرک ہوتا ہے اور کچھ ساکن ہوتا ہے۔ لہٰذا مرگی کے متعلق یہ خیال ممکن ہے کہ وہ متحرک و ساکن مواد اور اعصابی آمدورفت میں واقع ہونے والے عدم توازن کی وجہ سے ہو جاتی ہے۔ یعنی متحرک مواد کی زیادتی کی وجہ سے ساکن مواد کم ہو جاتا ہو یا ساکن مواد متحرک مواد کی نسبت زیادہ

پیدا ہو۔ بلکہ بعض اوقات مرگی کا سبب اعصابی خلیات میں حساسیت کا بڑھ جانا بھی ہوسکتا ہے جن کے نتیجہ میں متحرک اعصابی مواد پیدا ہوتا ہے جو خلیہ ہی کی بناوٹ میں کسی خلل کی وجہ سے ہوسکتا ہے۔ ایسی صورت میں پیدا ہونے والی مرگی کو بذات خود پیدا ہونے والی مرگی کہتے ہیں۔ البتہ لیبارٹریوں کی مہیا کردہ حالیہ سہولیات کے ذریعے جن اسباب کا پتہ چلایا جا سکتا ہے ان کو ہم ''عارضی مرگی'' کا نام دے سکتے ہیں۔

بچوں کے اعصابی نظام میں پیدائشی عیوب

ولادت کے عیوب:

آکسیجن، شوگر، کیلشیم، سوڈیم، وٹامن ''ب'' کی کمی نیز اُن تمام امراض کی موجودگی جو ھارمونز کی پیدائش میں رکاوٹ کا سبب بنتے ہیں۔

- سر کی چوٹیں۔
- نظامِ عصبی کے ورم جیسے حمی شوکیہ اور حمی مخیہ۔
- خون کی بیماریاں جن کی وجہ سے دماغ کی شریان یا درید میں خون کا دباؤ کم یا زیادہ ہو جاتا ہے۔
- جسمانی درجہ حرارت کا بلند ہو جانا۔

مردوں میں سابقہ اسباب کے ساتھ ساتھ درج ذیل اسباب کا اضافہ کرلیا جائے۔

- سر اور دماغ کے ورم
  ڈاکٹر کی نگرانی کے بغیر مخدر اور منوم (انستھیزیا) یا ان کے برعکس ادویات کا استعمال، دورانِ خون اور شریانوں کے وہ امراض جن کے ساتھ سیلان دم یا دماغ میں خون کی قلت وکثرت واقع ہو جاتی ہے۔
- بڑھاپے میں نظامِ عصبی کا کمزور ہو جانا

درج بالا اسباب میں سے بیشتر کا پتہ لیبارٹری ٹیسٹوں کے ذریعے خون میں کیمیائی مواد یا نظامِ عصبی کے التہاب کا شک ہونے کی صورت میں گودے کو ٹیسٹ کرکے لگایا جا سکتا ہے۔ نیز دماغ کے الٹرا سونو گرافی کے ذریعے بھی اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے سابقہ کمپیوٹر سے

بھی مدد لی جاسکتی ہے۔ تاکہ دماغ کی الٹرا سونو گرافی کے جو نتائج نکل آئے ہوں کمپیوٹر کے ذریعے ان کی چھان بین کی جائے۔ تاکہ دماغ کے اندر اس خاص خلئے کا پتہ چلایا جاسکے۔ جو مرگی کا باعث بن رہا ہو اور الیکٹرونی لہروں میں خلل کی مقدار کا بھی پتہ چل جائے۔ تاکہ پھر علاج آسانی سے ہوسکے۔

اور یہ بات تو بلا شک و شبہ کہی جاسکتی ہے کہ فحص و تشخیص کی جدید مشین کمپیوٹر اور شعاؤں کی جو جدید تیکنیک ایجاد ہوچکی ہے میگنٹ آوازوں کے ذریعے بلاواسطہ مرض کے اسباب تلاش کرنے میں جو انقلاب عظیم آچکا ہے۔ خصوصاً عضوی مرگی کے اسباب متعین کرنے کے بعد اس کا علاج آج جتنا آسان ہوچکا ہے ماضی میں ایسی تشخیص اور ایسا آسان علاج وسائل کی کمی کے باعث ممکن نہ تھے۔

آخر میں اس بات کی طرف اشارہ کرنا بھی ضروری ہے کہ موجودہ زمانے میں علاج کے جدید وسائل کی موجودگی میں مرگی کا صرف علاج ہی ممکن نہیں بلکہ مکمل طور پر مریض طبعی زندگی بھی گزار سکتا ہے۔ اس کے لئے یہاں تک ممکن ہے کہ اگر وہ نو عمر ہے تو اپنے سکول و کالج جاسکتا ہے اور اپنی گاڑی خود چلا سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اس عمر کو پہنچ چکا ہو لیکن یہ سب کچھ تب ہی ممکن ہے کہ وہ مناسب علاج کروائے اور وہ میڈیکل بورڈ کی نگرانی میں اپنے لئے مناسب مقدار اور طاقت کی طبی دوائیں استعمال کرے اور ہمیشہ ان کو اپنے پاس رکھے اور وہی دوائیں استعمال کرے جو اس کے خون کے ساتھ مناسبت رکھیں۔

مرگی کی دونوں اقسام میں ہم فرق کیسے کریں؟

سابقہ بحثوں کے نتیجہ میں محترم قارئین کے اذہان میں ایک سوال ضرور پیدا ہوا ہوگا۔ ہم عضوی مرگی اور جناتی مرگی میں کیسے فرق کریں گے؟

اس سوال کا ممکنہ جواب درج ذیل سطور میں ہم دینے کی کوشش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے عضوی مرگی کا دماغی سٹی سکین کے ذریعے پتہ چل جاتا ہے اور اس کی مکمل تشخیص ہوسکتی ہے۔

دماغ کی سٹی سکین کے ذریعہ صرف ۱۵% مرگی کا پتہ نہیں چلایا جاسکتا۔ لیکن جناتی یا

روحانی مرگی کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے مریض کی زندگی کے مختلف حوادث وتغیرات سے پتہ چل جاتا ہے۔ مثلاً کثرت بے خوابی کی وجہ سے وہ سونے کی طاقت ہی کھو دیتا ہے۔ نیز بار بار سینے کی گھٹن اور دباؤ کا شکار ہوتا ہے۔

اسی طرح اطاعت اللہ اور قرات قرآن پر آمادہ نہیں ہوتا۔ اور ایسی آیات کے سنتے ہی شدید درد محسوس کرتا ہے جن میں اللہ کے نیک بندوں کو بشارتیں دی گئی ہوں اور بروں کو عذاب سنایا گیا ہو۔

عضوی مرگی میں مبتلا بعض مریض بغیر کسی سبب کے زبان پر کاٹتے ہیں اور کپڑوں میں پیشاب کرتے ہیں لیکن جناتی مرگی والے کچھ مریض قراءت قرآن کے بعد اپنی زبان پر کاٹتے ہیں یا اپنے اوپر پیشاب کرتے ہیں۔

عضوی مرگی والا مریض قراءت قرآن سے کوئی تاثر قبول نہیں کرتا بلکہ بعض اوقات نفسیاتی طور پر پرسکون ہو جاتا ہے اور اسے راحت کا احساس ہوتا ہے اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ قرآن اعصابی نظام کی گڑبڑ کو قدرے سکون بخشتا ہے۔

لیکن جناتی مرگی والا قراءت قرآن سے بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات بے ہوش ہو جاتا ہے اور اپنے سینے میں نہایت گھٹن محسوس کرتا ہے اور نفرت کرتا ہے اور شور بھی کرتا ہے۔ چونکہ عموماً عضوی مرگی قوی اختلاج اور تشنجی کیفیت بدن پر حاوی کرتی ہے۔ لہٰذا وہ ختم ہونے کے بعد مریض گہری نیند سو جاتا ہے۔

جب کہ جناتی مرگی والا کسی خبیث شیطانی روح کے زیر اثر ہوتا ہے۔

عضوی مرگی والے کا تشنج منٹوں میں ختم ہو جاتا ہے تو وہ کسی سے بات کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ لیکن جناتی مرگی والا گھنٹوں تک تشنج کی حالت میں رہتا ہے اور مریض معالج کے ساتھ شیطان کے ذریعے بات کرنے پر قادر ہوتا ہے اور وہ شیطان معالج کو بتاتا ہے کہ اس نے اس انسان کو کیوں تکلیف دی ہے؟

عضوی مرگی دن یا رات کے کسی بھی حصے میں ہو سکتی ہے۔ بلکہ نیند کے دوران بھی ہو جاتی ہے۔

اور محققین کا کہنا ہے کہ مرگی والوں کی ایک چوتھائی کو نیند کے دوران مرگی کا دورہ پڑ

جاتا ہے۔

لیکن جناتی مرگی والے کو قراءت قرآن سننے کے بعد یا شیطان کو تنگ کرنے والی کسی چیز کے سامنے آنے کے بعد دورہ پڑتا ہے۔

معالج کو عضوی مرگی والے کے دورے کا چند منٹ بعد احساس ہو جاتا ہے لیکن روحانی معالج کو شیطانی مرگی والے کے دورے کا شعور صرف قرآن پڑھنے کے ساتھ ہی ہو جاتا ہے۔

عضوی مرگی والے کا مکمل علاج اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپریشن یا دوائیوں کے ذریعے ہوسکتا ہے اور عین ممکن ہے کہ وہ بقیہ زندگی بلکہ موت تک دوائی کا مسلسل استعمال رکھے لیکن جناتی مرگی والا اللہ تعالیٰ کے فضل سے جن کے نکلنے کے بعد مکمل شفاء حاصل کرسکتا ہے۔ البتہ اگر مریض ضعیف الایمان ہو یا کسی شرعی مخالفت کا مرتکب ہو یا جادوئی عمل کروائے یا مذکورہ جن کو کوئی تکلیف پہنچانے کا سبب بنے تو جن دوبارہ بھی اس کے اندر داخل ہوسکتا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلی واعلم)

مرگی کی دونوں اقسام میں فرق کرنے والی اس بحث کے بعد ہمیں جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو ایسے فرشتوں کے سپرد کر رکھا ہے کہ جو اس کے آگے اور اس کے پیچھے سے آ کر جنات سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں اکثر مفسرین کی یہی رائے ہے جو سورت رعد آیت نمبر ۱۱ میں ہے

"ہر بنی آدم کے لئے اس کے آگے سے اور پیچھے سے مسلسل آنے والی کچھ ہستیاں ہیں وہ اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتی ہیں"۔

بقولِ مجاہد: امام طبری رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا: ہر بندہ ایک فرشتے کی حفاظت میں ہے جو نیند اور بیداری میں جنات' انسانوں اور حشرات سے اس کی حفاظت کرتا ہے۔

تو اے قاری محترم!...... جناتی اور عضوی مرگی کے اس خلاصے کے بعد ہم اگلی فصل میں طبی رپورٹوں کی روشنی میں دماغی سٹی سکین کے ذریعہ متعدد مریضوں کی عضوی یا جناتی مرگی کے بارے میں تعارف حاصل کریں گے۔

باب : ٦

دماغ کے سٹی اسکین کے ذریعہ تحقیقات

① جناتی مرگی کے متعلق رپورٹ (طبی رپورٹیں)

② عضوی مرگی کے مریضوں کی کمپیوٹرائزڈ سٹی سکین تصاویر



قرأت قرآن کے دوران مریض کی آنکھوں میں گہری نظر سے ان تبدیلیوں کا مشاہدہ کریں (لیکن غیر محرم عورت کی آنکھ میں ہرگز نہ جھانکیں) ممکن ہے کہ آپ عورت کے کسی محرم کو کہیں کہ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھے) اور آپ مریض کے ردعمل پر غور کریں:

① ارتعاش۔
② ایک جگہ پر نظر مرکوز کرنے کی عدم صلاحیت۔
③ بھنوؤں کے حجم میں تبدیلیاں۔
④ آنکھوں کا مخالف سمتوں کی طرف متوجہ ہونا۔
⑤ بار بار نہایت سرعت کے ساتھ دونوں آنکھوں کا بند ہونا۔
⑥ چیخیں اور رونا چلانا۔
⑦ مختلف اعضاء میں رعشہ اور کپکپی۔

ڈاکٹر نبیل نے ان حالات کا مشاہدہ کیا پھر درج ذیل رپورٹ مرتب کی۔

اعصابی پہلو سے مریضہ کا مشاہدہ کرنے سے یہ باتیں معلوم ہوئی ہیں: اس پر قرآن پڑھنے سے پہلے وہ نہایت قلق میں مبتلا تھی اور نفسیاتی ضعف بھی تھا' جو بھی سوال پوچھا جاتا بادل ناخواستہ اس کا جواب نامکمل ہی سہی دے دیتی۔ نیز وہ اپنی ذات کو ہی قلق زدہ نہ سمجھ رہی تھی بلکہ اس کے جو اقارب اس کے اردگرد بیٹھے تھے' ان سب کو وہ مصیبت زدہ سمجھتی تھی۔ خصوصی لیبارٹری ٹیسٹ کے ذریعے یہ پتہ چل گیا کہ وہ عضوی و عصبی لحاظ سے بالکل صحیح و سالم ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کی اندرونی سیاہی بالکل طبعی حالت میں یعنی ۵-۴ مم

① مریض پر کچھ پڑھنے سے پہلے اس کو یقین دلائیں کہ شافی صرف اللہ ہے اور دم کرنے والا صرف اسباب ہیں پھر مریض کے علاج کے لئے منتخب جگہ کو پاک کیا جائے۔ حتی کہ وہاں معصیت الٰہی کی کوئی چیز نہ ہو۔ مثلاً عورتوں کا زیب و زینت کرنا یا تمبا کونوشی' تصاویر' تعویذات اور دیگر کسی قسم کی رکاوٹیں وغیرہ۔

تھی۔ نیز ان پر روشنی ڈالنے سے مریضہ عمومی اثر قبول کرتی تھی کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ کسی اندھیرے کمرے میں انسانی آنکھ پر روشنی ڈالنے سے انسان کے دیدے قدرے چھوٹے ہو جاتے ہیں۔

یہ حالت مذکورہ مریضہ عورت کی نسبت سے میں نے کہی ہے۔

(الف) قرآت کے بعد جب اس سے بات کرنے کی کوشش شروع ہوئی جو مریضہ کے اندر تھا۔ مریضہ سخت ہیجان میں مبتلا ہوگئی اور واضح طور پر ہمیں معلوم ہوگیا کہ جو شخص ہم سے ہم کلام ہے وہ مریضہ نہیں بلکہ کوئی اور ہے۔ اور یہ اندازہ صرف آواز کے اتار چڑھاؤ سے نہیں بلکہ ایسے مسائل کے متعلق جواب دینے سے ہوا جو اس سے پہلے کسی کو معلوم ہی نہ تھے۔ اس دوران مریضہ کے آنکھوں کا معائنہ کرنے کے لئے ان پر روشنی ڈالنا ناممکن ہوگیا لیکن ان ساری مشکلات کے باوجود یہ واضح ہوگیا کہ آنکھوں کے ڈھیلے شدید تنگی کی حالت میں ہیں اور روشنی ڈالنے کے بعد ان میں کسی قسم کا اثر یا تغیر ظاہر نہیں ہوتا اور دونوں آنکھیں افقی حالت میں حرکت کر رہی تھیں جس کو ہم اصطلاح میں (راء راء) نظریں گاڑنا کہتے ہیں۔ آخری مرحلے میں جب جن کو نکلنے کے لئے کہا جائے تو وہ مریض کی بائیں پنڈلی کے رستے نکلے گا۔ اس وقت مریض کی ساری جسمانی حالت شدید اختلاج اور تشنج میں مبتلا ہو جائے گی۔ خصوصاً یہ علامتیں بائیں پنڈلی میں شدت سے ظاہر ہوں گی۔

اس کے بعد مریضہ پر شدید تغیر طاری ہوگیا۔ جب اسے کچھ افاقہ ہوا تو اپنے اوپر بیتی ہوئی کیفیت کے متعلق کچھ بھی نہ جانتی تھی۔ وہ شدید غفلت کی حالت میں تھی اور جس گفتگو کو اس پر قرآن پڑھنے سے پہلے شروع کیا گیا تھا وہ گفتگو مکمل کرنے کا اس نے ارادہ کر لیا۔ پھر اس پر آرام واطمینان کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں اور جب ہم نے اس سے اس کے شدید دردِ سر کے متعلق پوچھا جس کی عموماً وہ شکایت کرتی تھی تو اس نے بتایا کہ وہ بالکل ختم ہوگیا ہے۔ ②

---

① شرعی دم کے ذریعے قراءت بالکل واضح ہو جیسے کہ اس کتاب کی ساتویں فصل میں بیان کی گئی ہے۔

② دوبارہ دم پڑھ کر معالج کو اس بات کا یقین کر لینا چاہئے کہ جن جا چکا ہے۔ پھر مریض کو اپنی حفاظت کا ←

تیسری مرتبہ آنکھوں کی پتلیوں کا معائنہ کیا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ اپنی اس اصلی حالت پر لوٹ آئی ہیں۔ جس پر قراءت مکمل ہونے سے پہلے وہ تھیں۔

معائنے کے بعد پتہ چلا کہ قراءت سے پہلے اور قراءت کے دوران اور اس کے بعد آنکھ کی وسعت برابر رہی۔

اللہ نے اپنی کتاب میں سچ کہا:

﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ ﴾

(اسراء : ۱۷/ ۸۲)

''ہم نے مؤمنوں پر رحمت کے لئے قرآن کو بطور شفاء نازل کیا۔

وصلى الله وسلم وبارك على نبينا محمد و على آله وصحبه اجمعين۔



← مشورہ دینا چاہئے کہ وہ آیۃ الکرسی۔ معوذتین اور سورۃ اخلاص بار بار پڑھے یا پانی پر پڑھ کر اسے پلایا جائے پھر رات اور دن کے اذکار مسنونہ پر ہیشگی اور تسبیحات و وظائف مسنونہ کا اسے مشورہ دے۔

باب: ۷

جناتی مرگی والے مریض

کا قرآنی اور نبوی دعاؤں اور شرعی دم کے ذریعے علاج

① رقیہ کا معنی

② اس کا حکم شرعی کیا ہے؟

③ معالج اور مریض کی شروط

④ دم کا طریقہ اور اس کی کیفیت

⑤ دم کی اقسام



شرعی دم:

قرآن کریم اور نبوی دعاؤں کے ساتھ علاج کرنا یقیناً سنت نبوی اور ایک عملی حقیقت ہے۔ تاہم بے شمار لوگوں نے اس سنت کو ترک کر دیا ہے۔ البتہ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل خاص ہے وہ یہ علاج کرتے ہیں۔

اس بات کا یقین کر لیں کہ دم اور دعائیں اس وقت فائدہ دیتی ہیں جب انہیں قبول کرنے کی نیت سے ان کے ذریعے علاج کیا جائے اور دلی طور پر ان پر یقین و ایمان ہو۔ کیونکہ ان کے ذریعے علاج کرنے کا مقصد یہ ہے گویا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے فریاد کر رہے' کہ وہ ہمیں شفاء دے۔

درج ذیل سطور میں قاری محترم کے لئے کئی اقسام کے شرعی دم قرآن کریم اور نبوی دعاؤں سے منتخب کروں گا تا کہ ہم ان کے ذریعے اپنی اور اپنے دیگر مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی حفاظت کر سکیں۔

البتہ اصل موضوع پر کچھ لکھنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ تمہید کے طور پر میں شرعی دم اور اس کے حکم کی وضاحت کر دوں اور اس کی شروط بھی بیان کر دوں۔ درج ذیل سطور میں میں یہی تین اہم نکات بیان کروں گا۔

لسان العرب لابن المنظور۔ رقی الی الشیء۔ یعنی چڑھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ كَلَّآ إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِىَ ○ وَقِيلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ○ ﴾

(القیامۃ : ۷۵/ ۲۶)

"لہٰذا مقری سے مراد اس ذات کی طرف التجاء کرنا جس نے رقیہ کو شفاء کا سبب بنایا (ہرگز نہیں جب روح حلق تک پہنچ جائے گی اور کہا جائے گا کیا کوئی دم کرنے والا ہے)"

رقیہ کا معنی:

الرقیۃ قاف کے سکون کے ساتھ مصدر کے طور پڑھا جاتا ہے۔ ماضی کا صیغہ رقی اور مضارع کا صیغہ یَرقِی ہے۔ اور اگر کہا جائے رَقَیتُ فلانًا اَرقِیۃ تو یہ مطلب ہوگا کہ میں نے فلاں کو دم کیا اور اس کو دم کرتا ہوں استرقی کا معنی کسی کو دم کے لئے کہنا ہے اور رُقیَہ مفرد ہے اور اس کی جمع رُقی ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں استرقیتُه میں نے اسے دم کرنے کو کہا فرقانی پس اس نے مجھے دم کیا فھو راق پس وہ دم کرنے والا ہے۔ ①

ابن اثیر نے اپنی کتاب نہایۃ فی غریب الحدیث میں رقیۃ کی یوں تشریح کی ہے۔ رقیہ اس دھاگے کو کہتے ہیں جس میں کسی آفت زدہ انسان مثلاً بخار یا مرگی وغیرہ کے لئے دم کیا جاتا ہے۔ ②

دم کا شرعی حکم:

دم جائز ہے۔ بلکہ یہ عزیمت ہے۔ شرکیہ دم کے علاوہ دلیل صحیح سے دم کا جواز ثابت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نظر اور زہریلی چیز کے ڈسے ہوئے مریض کے لئے اس کی اجازت فرمائی ہے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: معوذات اور اسماء حسنی وغیرہ کے ساتھ دم کرنا طب روحانی ہے۔ جب مخلوق میں سے نیک لوگوں کی زبان سے یہ دم کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے شفاء حاصل ہوتی ہے۔ لیکن جب اس قسم کا علاج ناپید ہوگیا تو لوگ جسمانی علاج کرانے پر مجبور ہوگئے۔ ③

کچھ احادیث میں دم کا جواز اور کچھ احادیث میں دم کی ممانعت آئی ہے۔ جواز کی احادیث میں سے صحیح مسلم اور سنن ترمذی میں سیدنا انس سے مروی یہ حدیث ہے کہ رسول

---

① نیل الاوطار للشوکانی ج ۸ ص ۲۱۴

② مسلم حدیث ۲۱۹۶ باب (استحباب الرقیته من العین)

③ التمائم: بچوں کو نظر بد سے بچانے کے لئے ان کے گلوں میں گھونگھے اور سیپ یا ہڈی باندھتے ہیں۔ یہ طریقہ عقیدہ فاسد کردیتا ہے۔

التولۃ: جادوگر کمزور ایمان عورتوں کو دھوکہ بازی سے کوئی چیز بنا کر دیتے تھے کہ اس کے استعمال سے ←

اللہ ﷺ نے نظر لگنے اور زہریلی چیز کے ڈسنے اور پھوڑے کے لئے دم کی اجازت دی ہے۔

ممانعت کی احادیث میں سے مسند احمد اور ابوداؤد میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ دم' تعویذ اور ٹونہ شرک ہے۔

اثبات اور نہی میں متعدد احادیث وارد ہیں تاہم دونوں قسم کی احادیث کے درمیان جمع اس طرح ممکن ہے کہ ابتداء میں رسول اللہ ﷺ کو یہ خوف لاحق ہوا کہ کہیں دم وغیرہ کی رخصت دینے سے امت میں شرکیہ تعویذ گنڈے کا رواج نہ پڑ جائے۔ جیسا کہ اہل جاہلیت کرتے تھے۔

نیز رسول اللہ ﷺ کے قول ''نظر اور ڈسنے کے علاوہ دم جائز نہیں''۔ سے مراد یہ ہے کہ ان چیزوں کے لئے دم زیادہ نافع ہے۔ جیسے کہاوت لافتی الاعلی کہ علی کے بغیر کوئی جوان ہی نہیں۔ یعنی علی عمدہ جوان ہے۔

بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سے زیادہ صحابہ کو دم کرنے کا حکم دیا ہے اور کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق جب آپ نے یہ سنا کہ وہ دم کرتے ہیں تو آپ نے ان کو نہیں روکا۔

بلکہ ایک مقام پر رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جو اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے وہ ضرور اسے فائدہ پہنچائے۔

صحیح مسلم میں (باب استحباب الرقیته من العین) میں یہ حدیث ہے:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو آپ نے فرمایا تو جو دم کرتا ہے اسے مرے پاس لا۔ (یعنی مجھے اپنے دم کے الفاظ سناؤ) جب آپ نے اس میں کوئی شرکیہ لفظ نہ پایا تو آپ ﷺ نے اس کی منظوری دے دی۔

قرآنی روحانی عامل اور مریض کی شرائط:

امام قرطبی نے فرمایا کہ دم کی تین اقسام ہیں:

← خاوند اور بیوی میں محبت بڑھ جائے گی اور مردوں کو بھی یہی کہتے تھے یہ جادو کی ایک قسم ہے۔ اگر چہ کرنے والا اپنے آپ کو مسلمان کہتا رہے اور اگرچہ وہ قرآنی آیات لکھے کیونکہ ایسا کرنا کتاب اللہ کے ساتھ الحاد کی علامت ہے۔

① جاہلیت میں جو دم پڑھے جاتے تھے جن کے معانی کسی کی سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ ایسے دم سے بچنا ضروری ہے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ شرکیہ دم ہوں یا کوئی ایسی چیز ان میں شامل ہو جو شرک کی طرف لے جانے والی ہو۔

② کلام الٰہی یا اسمائے حسنیٰ پر مشتمل دم جائز ہے اور اگر وہ ماثور (سلف کا معمول) ہو تو پھر وہ دم مستحب ہے۔

③ غیر اللہ مثلاً فرشتوں یا کسی نیکوکار ہستی یا کسی عظیم مخلوق مثلاً عرش وغیرہ کے ناموں کے ساتھ دم کرنا مشروع نہیں ہے۔ لہٰذا ایسے دم کو چھوڑنا ضروری ہے۔

امام شوکانی نے نیل الاوطار کی ج ۸ ص ۲۰۳ پر لکھا ہے:

جڑی بوٹیوں سے علاج کی نسبت دعاء اور اللہ تعالیٰ کی طرف التجاء کے ذریعے علاج زیادہ نفع بخش اور زیادہ پائیدار ہے لیکن دو شرطوں کے ساتھ یہ پائیداری حاصل ہوتی ہے۔

① مریض کی نیت صحیح ہو۔

② معالج کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔ اور اسے اللہ تعالیٰ پر کامل و بھروسہ توکل ہو اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ حاصل ہو۔

امام ربیع نے کہا: میں نے شافعی رحمہ اللہ سے دم کے متعلق پوچھا: تو اس نے کہا کہ کتاب اللہ اور ذکر اللہ میں سے جس کا تجھے علم ہو اس کے ساتھ دم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔
(نیل الاوطار ج ۸ ص ۵۱۲)

مندرجہ بالا بحث سے پتہ چلا کہ دم کے لئے تین شرطیں ہیں:

1 دم کلام اللہ، اسماء اللہ الحسنیٰ، صفاتہ علیاء اور ادعیہ نبویہ پر مشتمل ہو۔

2 واضح عربی زبان میں ہو۔

3 معالج اور مریض دونوں اس بات پر یقین رکھیں کہ دم بذات خود کوئی فائدہ نہیں دے سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفاء ہوگی۔ ①

دم کی کیفیت:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ دم کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

① فتح الباری: کتاب طب صحیح مسلم ج ۱۴ ص ۱۶۹ مع شرح نووی

مجہول المعنی دم جائز نہیں اور خصوصاً شرکیہ دم حرام ہے۔ اور اکثر عامل جو کچھ پڑھتے ہیں عموماً اس میں شرک ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ ساتھ میں کچھ قرآنی آیات بھی پڑھ دیتے ہیں۔ وہ قرآن کو تو اونچی آواز کے ساتھ پڑھتے ہیں لیکن شرکیہ عبارات پست آواز میں پڑھتے ہیں حالانکہ جن چیزوں کو اللہ اور اس کے رسول نے شفاء قرار دیا ہو وہ شرک اور مشرکوں کی محتاج نہیں۔ (ایضاح الدلالتہ ۴۵)

اور دم کا طریقہ یہ ہے کہ دم کرنے والا اپنا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھ کر رسول اللہ کا بتلایا ہوا دم پڑھے۔ (جس کی وضاحت میں شرعی دم کے ضمن میں کروں گا ان شاء اللہ) یا دم کرنے والا اپنی ہتھیلیوں میں پڑھے یا پانی پر پڑھے منہ کی کچھ تری اس میں ضرور شامل ہو۔ پھر دونوں ہتھیلیوں سے مریض کو چھوئے۔ ذیل میں رسول اللہ ﷺ کے دم کرنے کا طریقہ درج ہے۔ کہ ام مومنین سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تھے۔ تو آپ اپنے اوپر معوذات پڑھ کر دم کرتے اور اپنے مونہہ کی تھوک پھونکتے لیکن جب آپ ﷺ کی بیماری شدید ہوگئی میں اپنے دائیں ہاتھ پر پڑھ کر آپ کے بدن پر پھیرتی تاکہ اس سے برکت حاصل ہو۔ ①

دم کی اقسام

قرآنی دم:

① سورۃ فاتحہ۔

② سورۃ بقرہ۔

③ سورۃ اخلاص اور معوذتین (۱۱۱-۱۱۳-۱۱۴)

④ پانی، نمک، مٹی اور بیری پر پڑھنا۔

قرآن کے ساتھ دم کرنا سنت نبوی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ

① بخاری ج ۱۰ ص ۱۷۸۔ مسلم (۲۱۹۲) موطا ج ۲ ص ۹۴۲ ابوداؤد ۳۹۰۲ ترمذی (۳۳۹۹)

﴿ وَلَا يَزِيدُ الظَّٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ۝ ﴾ (اسراء : ۱۷/ ۸۲)

''ہم قرآن میں مومنوں کے لئے شفاء اور رحمت نازل کرتے ہیں اور ظالموں کے خسارے میں صرف اضافہ ہی ہوتا ہے'' ①

یہ نحوی قول صحیح ہے کہ آیت میں ''مِن'' بیان جنس کے لئے ہیں ''بعض'' کے معانی میں نہیں۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ ۝ ﴾ (یونس : ۱۰/ ۵۷)

''اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لئے نصیحت اور تمہارے سینوں کے لئے شفاء آئی ہے''۔

گویا تمام جسمانی اور روحانی بیماریوں کا علاج قرآن میں موجود ہے۔ نیز ہر بیماری کا سبب اور اس سے دفاع کا طریقہ بھی بیان کر دیا گیا ہے لیکن صرف اس شخص کو پتہ چل سکتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی سمجھ بطور رزق عطا کی ہو۔

لہٰذا قرآن کریم وہ مبارک کتاب ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ان کے نفع کے لئے اتارا ہے۔ تاکہ وہ اس سے دینی اور دنیاوی لحاظ سے فائدہ اٹھائیں اور اس کی آیات میں غور وفکر کریں اور اس کے عجیب وغریب اسرار ورموز اور دانائی سے پر حکمتوں کے متعلق سوچیں اور اپنی زندگی کے ہر پہلو پر اس کو نافذ کریں اس طرح قرآن ہر اس شخص کے لئے شفاء ہے۔ جو اس سے شفاء حاصل کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

① سید قطب شہید اپنی تفسیر فی ظلال القرآن میں کہتے ہیں جن لوگوں کے دلوں میں ایمان کی رونق وقوع پذیر ہو جائے قرآن ان کے لئے شفاء اور رحمت ہے۔ قرآن میں ہر قسم کے وسوسۂ قلق اور حیرت سے شفاء ہے۔ قرآن میں ہر قسم کی خواہش وشہوات۔ طمع۔ حسد نزغات شیطانیہ اور ران (دلوں کے زنگ) جیسی اجتماعی بیماریوں کی شفاء ہے۔ (جو اجتماعی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیتی ہیں اور اس کے امن اور سلامتی کو زائل کر دیتی ہیں)۔ پھر مجتمع اپنے اجتماعی نظام کے تابع اور عمومی عدل و انصاف کے سایئے تلے امن' سلامتی' اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے اس طرح قرآن مومنوں کے لئے (رحمت) ہے۔

﴿ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ ﴾ (ص : ۳۸/ ۲۹)

''ہم نے آپ کی طرف برکت والی کتاب نازل کی ہے۔ تاکہ عقل منداس کی آیات میں تدبر کریں اور اس سے نصیحت حاصل کریں''۔

لہٰذا جسے قرآن سے شفاء حاصل نہ ہو سکے تو نقص اس میں ہوگا نہ کہ کلام اللہ میں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ قرآن کے ذریعے علاج کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کا جو صحابی یہ علاج کرتے تھے آپ ﷺ اسے پسند فرماتے۔ درج بالا دعویٰ کی وضاحت ہم آنے والی فصل میں واضح کریں گے۔

سورہ فاتحہ کے ذریعے دم کرنا:①

قرآن' توراۃ' انجیل اور زبور میں سورت فاتحہ جیسی کوئی سورت نازل نہیں ہوئی۔ چونکہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کی ثناء' ہر کام کو اللہ کے سپرد کردینا' اسی کے ساتھ مدد۔ اسی پر بھروسا' اسی سے سوال اور اخلاص سے بھرپور عبادت جیسی تمام نعمتیں پائی جاتی ہیں' اس لئے اس کا مرتبہ اتنا عظیم ہے۔

صحیحین اور سنن میں سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ اصحاب الرسول سفر پر گئے جب انہوں نے کسی عرب قبیلہ کے پاس پڑاؤ کیا اور ان سے مطالبہ کیا کہ ''رسول اللہ کے ساتھیوں کی ضیافت کریں۔ لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اچانک اس قبیلہ کے سردار کو کسی چیز نے ڈس لیا۔ اس کے علاج کے لئے قوم والوں نے بھرپور کوشش کی لیکن اسے افاقہ نہ ہوا' انھیں کسی نے مشورہ دیا کہ وہ ان پردیسیوں کے پاس جا کر علاج طلب کریں۔ وہ جب صحابہ کے پاس آئے اور انھیں سارا ماجرا سنایا' کسی صحابی نے انھیں کہا میں دم کے لئے تیار ہوں لیکن ہم نے تمہیں ضیافت کے لئے کہا تھا تو تم نے انکار کیا۔ لہٰذا میں بھی اس وقت تک دم نہیں کروں گا جب تک تم ہمارے لئے کچھ فائدے پر تیار نہ ہو

① چونکہ قرآن کا افتتاح اس سورت کے ساتھ کیا گیا اس لئے اس کا نام فاتحہ ہے۔ نیز اسی کے ساتھ نماز کا افتتاح کیا جاتا ہے۔ ام الکتاب۔ ام القرآن السبع المثانی' قرآن عظیم۔ الحمد' الصلاۃ' الشفاء

جاؤ۔ انہوں نے بکریوں کے ایک ریوڑ دینے پر اتفاق کرلیا اس صحابی نے سردار قبیلہ پر فاتحہ دم کر کے اپنا لعاب دہن لگایا۔ تو فوراً مریض اس طرح ہوشیار ہوگیا گویا ابھی اونٹ کا گھٹنہ کھولا گیا ہو۔ اور وہ یوں چلنے لگا گویا وہ کبھی بیمار تھا ہی نہیں۔ پھر انہوں نے وعدہ کے مطابق صحابہ کو بکریاں دے دیں۔ بعض صحابہ نے یہ رائے دی کہ انہیں آپس میں تقسیم کرلیں لیکن جس صحابی نے دم کیا تھا۔ اس نے منع کر دیا اور کہا کہ جب تک ہم رسول اللہ ﷺ کو سارا قصہ نہیں بتائیں گے اس وقت تک ہم ہرگز ان بکریوں میں تصرف نہیں کریں گے۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ ﷺ کو سارا واقعہ بتایا تو آپ ﷺ نے دم کرنے والے سے پوچھا: تجھے کیسے پتہ چلا کہ یہ سورت دم کرنے کے لئے بھی ہے؟ پھر آپ ﷺ ہی نے فرمایا: تم نے صحیح کیا۔ ان بکریوں کو تقسیم کرلو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی رکھو۔ یہ فرما کر رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے۔

ترمذی اور نسائی میں سیدنا ابی بن کعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ نے تورات وانجیل میں ام القرآن جیسی کوئی چیز نازل نہیں کی یہ السبع المثانی بھی ہے اور یہ اللہ اور بندے کے درمیان تقسیم شدہ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اس کے سوال کے مطابق دیتا ہے۔ [1]

سورہ فاتحہ کی تفسیر میں علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

میں ایک بار مکہ میں بیمار ہوگیا اور میرے پاس طبیب اور دواء کے لئے کچھ بھی نہ تھا تو میں سورۃ فاتحہ کو زمزم کے ایک گھونٹ پانی پر کئی بار دم کر کے پی لیتا تھا' اسی سے مجھے مکمل شفاء حاصل ہوئی۔ پھر ساری زندگی اکثر تکالیف کا علاج میں اسی طرح کرتا رہا۔ اور سورت فاتحہ سے مجھے بے شمار فوائد حاصل ہوئے۔ نیز ترمذی کی روایت میں یہ تفصیل ہے کہ ابوسعید خدری نے ہی اس سردار کو دم کیا تھا۔ انہوں نے سات بار اس پر سورت فاتحہ پڑھی تھی اور تیس بکریاں انہیں دی گئی تھیں۔

---

[1] یہ حدیث حسن ہے ترمذی میں ۳۱۲۴ نسائی ج ۲ ص ۱۳۹

سورۃ بقرہ کے ساتھ دم کرنا:

سورۃ بقرہ بہت عظمت والی سورت ہے۔ اس کی فضیلت مسند احمد میں سیدنا ابو امامہ باھلی رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ ''تم قرآن پڑھا کرو کیونکہ یہ اپنے پڑھنے والوں کی قیامت کے روز شفاعت کرے گا''۔ تم دونوں زہراوین کو بھی پڑھا کرو یعنی سورت بقرہ اور سورت آل عمران۔ یقیناً وہ دونوں قیامت کے دن دو بادلوں کی طرح آئیں گی یا پرندوں کے دو صف بند جھنڈوں یا دو سائبانوں کی طرح' وہ آ کر اپنے پڑھنے والوں کا دفاع کریں گی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سورت بقرہ پڑھا کرو۔ بے شک اس کو سیکھنا برکت کا باعث ہے۔ اور اس کا ترک کرنا حسرت کا باعث ہے مگر تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ [1] یعنی اس کو یاد نہیں کر سکتے۔ یا اس کو پڑھنے والے پر جادو اثر نہیں کرتا الزھراوان سے مراد دو روشن سورتیں واللہ اعلم۔

اور صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ یقیناً شیطان ایسے گھر سے دور رہتا ہے جس میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہو۔ [2]

ترمذی میں سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی۔ اس میں سے دو آیات سورت بقرۃ کے آخر میں نازل کیں وہ جس گھر میں تین راتوں تک پڑھی جائیں شیطان اس گھر کے قریب نہیں آتا''۔ حاکم نے اس کو صحیح کہا اور ذھبی نے ان کی تائید کی۔

سورت بقرہ کی فضیلت میں جتنی احادیث وارد ہوئی ہیں سب کا خلاصہ یہ ہے کہ جس مسلم گھرانے میں اس سورت کی تلاوت کی جاتی ہو وہاں سے شیطان بھاگ جاتے ہیں۔

---

[1] صحیح مسلم (۸۰۴) باب فضل قراۃ القرآن و سورہ البقرۃ ترمذی (۲۸۸۶)۔

[2] مسلم (۱۸۰) ترمذی (۲۸۸۰)

سورۃ اخلاص اور معوذتین کے ساتھ دم کرنا:

سورۃ اخلاص (۱۱۲) ① کی چار آیات ہیں' یہ نہایت مختصر اور نہایت معجز بھی ہیں۔اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی جلالی اور جمالی صفات کی وضاحت کی گئی ہے۔ نیز اس سورت میں اللہ تعالیٰ کو تمام عجز و نقص سے پاک کر دیا گیا ہے۔اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اسے تہائی قرآن کے برابر قرار دیا ہے۔

صحیح بخاری میں سیدہ عائشہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ یقیناً سورۃ اخلاص ثلث قرآن کے برابر ہے''۔ ②

ترمذی اور نسائی میں سیدنا عبداللہ بن خبیب سے روایت ہے کہ ہم بارش والی رات میں نکلے جبکہ اندھیرا بھی شدید تھا' ہم رسول اللہ ﷺ کو تلاش کر رہے تھے۔ تاکہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں۔ تو مجھے آپ مل گئے آپ ﷺ نے مجھے فرمایا تُو کہہ۔ میں نے کچھ نہیں کہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا(قل هو الله احد) اور معوذتین۔ جب تو شام کرے یا صبح کرے تین بار یہ سورتیں پڑھ لے تجھے ہر چیز سے یہ کافی رہیں گی۔

بخاری میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو اپنے بستر پر جاتے۔ آپ ﷺ دونوں ہتھیلیوں کو جمع کر کے سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھتے اور زور سے ہتھیلیوں پر پھونک مارتے پھر جہاں تک آپ کے ہاتھ پہنچتے آپ پورے بدن پر پھیرتے سر اور چہرے سے شروع کرتے اور آپ کے جسم کا جو حصہ سامنے ہوتا تین بار آپ ﷺ ایسا کرتے۔

---

① سورۃ اخلاص کی وجہ تسمیہ بے شمار ہیں۔ اس لئے بھی کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی خالص وحدانیت کا تذکرہ ہے یا جو لفظ وحدانیت الٰہی پر دلالت ہے وہ احد ہے اور وہ اس سورت میں ذکر کیا گیا۔ نیز قرآن میں تین اقسام کے بیانات ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کی معرفت۔ (۲) اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کا بیان (۳) اللہ کے افعال اور بندوں کے ساتھ اللہ کی سنت کا بیان۔ چونکہ اس میں ان تین میں سے ایک قسم یعنی تقدیس الٰہی ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اسے ثلث قرآن کہا ہے۔

② بخاری ج۹ ص ۵۳ مؤطا ج۱ ص۲۰۸۔ ابوداؤد ۱۴۶۱ نسائی ج۲ ص۱۷۱۔

مسند احمد' ترمذی اور بیہقی نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ میں سورۃ اخلاص سے محبت کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے ساتھ تیری محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا ہے۔

پانی' نمک' مٹی اور بیری کے پتوں پر دم کرنا:

طبرانی نے اپنی معجم صغیر میں سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے دوران بچھو نے ڈس لیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا ''اللہ بچھو پر لعنت کرے یہ نمازی اور غیر نمازی کو نہیں چھوڑتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی اور نمک منگوائے آپ نے سورۃ اخلاص اور الکافرون (۱۰۹) اور معوذتین' (۱۱۲' ۱۱۳' ۱۱۴) پڑھ کر پانی اور نمک پر دم کیا اور اپنے جسم پر مل لیا آخر کار آپ کو سکون حاصل ہو گیا۔ ①

ابوداؤد اور نسائی نے سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے جب گئے تو آپ نے وادی بطحان کی مٹی منگوائی اور اسے پیالے میں ڈالا پھر ''اکشف الناس رب الناس: اے لوگوں کے رب! بیماری لے جا' پڑھ کر اس پر پھونک ماری اور پھر مریض پر انڈیل دی'' ② پانی اور بیری پر دم کرنے سے انکار کرنے والوں کے رد میں شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے فتح المجید شرح کتاب التوحید کے حاشیے پر لکھا ہے:

''قرآن کریم اور بیری کے ساتھ علاج کرنا مباح ہے۔ بدعت نہیں کیونکہ وہ بطور دواء ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے بندو! دوا کیا کرو لیکن حرام چیز

---

① دیکھو ترمذی (۲۹۰۵) باب فی ثواب القرآن: اس حدیث کی سند میں ایک راوی ابن لھیہ سخت ضعیف ہے۔

② فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۱۹ جامع الاصول (۵۷۱۳) امام بخاری کی تاریخ کبیر (۳۳۸۷) سنن ابی داؤد (۳۸۸۵) البانی نے اپنی کتاب سلسلہ ضعیفہ میں کہا کہ اس حدیث کی ساری سندیں ضعیف ہیں اور البانی نے اپنی کتاب سلسلہ صحیحہ میں کہا ہے کہ ''بطحان جنت کا ایک باغ یا وادی ہے''۔ اس کی سند حسن ہے۔ (واللہ اعلم)

سے دوا مت لو"۔ نیز سنن ابی داؤد کی کتاب الطب میں ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی اور بیری پر دم کیا اور اسے مریض پر ڈال دیا۔

مندرجہ بالا بحث سے معلوم ہوا کہ بیری سے علاج اور دم کیا ہوا پانی مریض پر ڈالنا مباح ہے شرعی طور پر حرام نہیں بشرطیکہ پڑھا جانے والا دم مشکوک نہ ہو اور دواء بھی مباح ہو۔ (واللہ ولی التوفیق)

لہٰذا اللہ تعالیٰ کے حکم سے پانی اور بیری پر دم نفع مند ہے ہر اس مصیبت زدہ کے لئے جو اپنی بیوی کے حقوق ادا کرنے پر قادر نہ ہو جسے جادوئی اصطلاح میں "بندش" کہتے ہیں۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کا ذکر ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری کی کتاب الطب میں کیا ہے کہ ابن بطال نے وھب بن منبہ کی کتاب کے حوالے سے کہا ہے کہ عامل بیری کے سات سبز پتے لے۔ انھیں دو پتھروں کے درمیان کوٹ ڈالے اور پھر ان پر آیت الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر دم کرے اور اس میں پانی ملا کر غسل کرے تو اس کی ہر تکلیف دور ہو جائے گی۔

شیخ ابن باز ؒ نے اپنی کتاب "رسالة حكم السحر والكهانة" میں لکھا ہے جو ریاض سے مکتب دارالافتاء نے طبع کرائی ہے۔ مذکورہ بالا دم کے بعد کچھ پانی پی لے اور باقی کے ساتھ غسل کر لے تو اس سے بیماری زائل ہو جائے گی۔ نیز آیت الکرسی اور سورۃ بقرۃ کی آخری دو آیات بھی پڑھ کر دم کی جا سکتی ہیں۔ شیخ ابن باز ؒ نے جادو شدہ مریض کے لئے کسی برتن میں پانی ڈال کر سورت اعراف کی (آیات: ۷/ ۱۱۸ تا ۱۲۵) (سورۃ یونس کی آیت: ۱۰/۸۱-۸۲) اور سورۃ طہٰ کی (آیت: ۲۰/ ۶۹) اور چاروں قل پڑھ کر مریض کے سر پر ڈالنے سے بھی شفاء حاصل کرنے کا طریقہ بتلایا ہے۔

دوم: نبوی دعاء کے ذریعے دم کرنا

جو دم رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔

امام بخاری نے عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ میں اور ثابت' انس بن مالک کے پاس گئے۔ ثابت نے ان کو مخاطب کر کے پوچھا: ابوحمزہ! کیا آپ بیمار ہیں؟ تو انس گویا

ہوئے کہ کیا میں تجھے دم نبوی نہ بتلاؤں؟''۔ انہوں نے کہا ''کیوں نہیں''۔ انس نے کہا:

((اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا))

''یعنی اے اللہ لوگوں کے رب! بیماری اور تکلیف کے لے جانے والے تو مجھے شفاء دے دے کہ تو شافی ہے۔ تیرے بغیر کوئی شافی نہیں۔ تیری شفاء کسی بیماری کو نہیں چھوڑتی''۔①

نیز بخاری اور مسلم نے سیدہ عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کو دم کر کے دائیں ہاتھ سے چھوتے تھے اور کہتے:

((اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ الخ))

یعنی آپ ﷺ درد والی جگہ کو اپنے دائیں ہاتھ سے چھوتے۔

طبری کے بقول دائیں ہاتھ سے چھونا درد کو مٹانے کے لئے نیک فال ہے۔

بقول مصنف جو شخص اس موضوع پر مزید معلومات حاصل کرنا چاہے تو اسے میری کتاب الرقية الشركيه بالقرآن و الادعية النبوية کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔ میں نے اس میں رسول اللہ سے ثابت شدہ تحصینات کا ذکر کیا ہے اور یہ باذن اللہ نافع ہیں۔

نماز میں وسوسہ کے لئے دم:

نماز دین کا ستون ہے۔ جو نفوس بشریہ کی تطہیر اور تزکیہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے اور انہیں اس پر محافظت کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ میں فرمایا:

﴿ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۝ ﴾

(البقرة: ۲/ ۲۳۸)

''نمازوں اور نماز وسطیٰ کی حفاظت کرو''۔

اور رسول اللہ ﷺ نے نماز کو دین کی دوسری بنیاد قرار دیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

① بخاری (۵۷۴۲) باب رقیۃ النبی ﷺ۔ سنن ابو داؤد (۳۸۹۰) فی الطب، ترمذی (۹۷۳)

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ گواہی دینا اس بات کی کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنا۔۔۔۔۔۔۔۔'' (بخاری)

جب ابلیس کو نماز کی اہمیت کا علم ہوا تو اپنے پیادوں اور سواروں کو لے کر اللہ کے بندوں کے دلوں میں وسوسے ڈالنے شروع کیے' تا کہ وہ ان کے رب کی عبادت خراب کر دے اور ان کے دینی معاملات ان پر مشکوک ہو جائیں۔

جب کچھ اصحاب رسول نے ایسے وسوسوں کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے جو دم تجویز کیا وہ درج ذیل ہے' تا کہ وسوسے دور ہو جائیں۔

''صحیح مسلم میں سیدنا عثمان بن ابی العاص سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: بے شک شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور میری قراءت کو مشکوک بنا دیتا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس شیطان کو ''خنزب'' کہا جاتا ہے۔ جب تو اس کو محسوس کرے تو اس سے اللہ کی پناہ طلب کر اور اپنی بائیں جانب تین بار ہلکا سا تھوک دے۔ میں نے ایسے ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے دور کر دیا۔

ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کی کہ عثمان ابن ابی العاص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت کی کہ نمار کے دوران اسے وسوسہ آتا ہے۔ تو رسول ﷺ نے عثمان کے سینے پر اپنا ہاتھ مارا اور اس کے منہ میں تھوکا اور آپ نے فرمایا: اللہ کے دشمن تو نکل جا' تین بار آپ ﷺ نے ایسے ہی کیا پھر عثمان کو آپ نے فرمایا'' جا اپنے کام کو جاری رکھ''۔ عثمان نے کہا: ''مجھے عمر دینے والے کی قسم! اس کے بعد مجھے کبھی وسوسہ نہیں ہوا۔

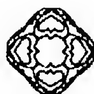
جنات پڑ جانے کا دم:

ابوداؤد نے حسن سند کے ساتھ علاقہ بن صحار سے روایت کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے چلے تو ایک عربی قبیلہ کے پاس آئے۔ انہوں نے ہم سے پوچھا کہ ''ہمیں پتہ چلا ہے کہ تم لوگ اس آدمی سے کچھ بھلائی لے کر آئے ہو تو کیا تمہارے پاس کوئی دوا یا کوئی دم ہے۔ کیونکہ ہمارے پاس ایک پاگل ہے جسے بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے''۔

ہم نے انہیں ہاں میں جواب دیا۔ راوی نے کہا کہ پھر وہ اس پاگل کو جکڑ لائے۔ میں نے تین دن تک صبح وشام اس پر سورت فاتحہ پڑھی ہر بار جب میں قراءت ختم کرتا تو اپنی تھوک جمع کر کے زور سے پھونک مارتا گویا وہ پاگل اپنی بیڑیوں سے آزاد ہو جاتا ان لوگوں نے مجھے کچھ معاوضہ دینا چاہا میں نے لینے سے انکار کر دیا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ کر تمہیں بتاؤں گا۔ جب میں نے آپ ﷺ کو واقعہ بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اس کی قسم جس نے مجھے عمر دی ہے۔ لوگ تو ناحق دم کے بدلے کھاتے ہیں۔ بے شک تو نے سچے دم کے ساتھ کھایا ہے۔ تو اسے کھالے۔[۱]

احمد اور طبرانی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: ''ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بچے کو لے کر آئی۔ اور بتایا کہ اس بچے کو جن پڑ گیا ہے اور بے شک وہ جن کھانے کے وقت بچے کو پکڑ لیتا ہے اور ہمارا کھانا بدمزہ کر دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے بچے کا سینہ چھوا اور اس کے لئے دعا فرمائی تو اسے فوراً قئے آ گئی اور اس کے منہ سے سیاہ کنکروں کی مانند چیزیں نکلیں پھر اسے شفاء ہوگئی۔

حاکم نے مستدرک کی کتاب التاریخ میں روایت کی ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور بتایا کہ میرے اس بیٹے کو سات سال سے جن تنگ کرتا ہے۔ دن میں دو مرتبہ اسے پکڑ لیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے میرے قریب کر۔'' آپ نے اس بچے کے منہ میں زور سے پھونک ماری اور فرمایا ''میں اللہ کا رسول ہوں۔ اے اللہ کے دشمن تو نکل جا''۔



---

[۱] یہ حدیث حسن ہے ابوداؤد نے (۳۸۹۶) (۳۹۰۱) باب الطب میں روایت کی ہے۔

خاتمہ

قارئین محترم!...... اس کتاب کے اختتام پر میں اپنے قصور کی وجہ سے معذرت خواہ ہوں اور تمہیں خصوصاً اپنے آپ کو تقویٰ الٰہی کا مشورہ دیتا ہوں اور تم اللہ پر بھروسا رکھو۔ کیونکہ بندے کو اللہ کے حکم کے بغیر کوئی تکلیف نہیں پہنچتی' نیز تمہیں علم ہونا چاہئے کہ پہنچنے والی ہر تکلیف (چاہے وہ بیماری ہو' جادو ہو' حسد ہو) کو دور کرنے کے دس اسباب موجود ہیں۔

(۱) مذکورہ برائی سے اللہ کی پناہ طلب کریں اور ہمیشہ اللہ ہی کی طرف توجہ کریں اور اسی کی بتائی ہوئی حفاظت کی راہوں کو اختیار کریں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں شیطان سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے جس کو ہم دیکھ تو نہیں سکتے۔ تاہم اس کے وجود کا ہمیں یقین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴾ (اعراف: ۷/ ۲۰۰)

''جب آپ ﷺ کو شیطان کے وسوسے آئیں تو آپ اللہ سمیع وعلیم کی پناہ طلب کریں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ مومن میں انسان کی برائیوں سے بھی پناہ مانگنے کی تعلیم دی ہے کہ جن کے ساتھ ہم مانوس ہوتے ہیں اور وہ آنکھوں سے بھی دکھائی دیتے ہیں۔ قرآن کے الفاظ یہ ہیں:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يُجَٰدِلُونَ فِيٓ ءَايَٰتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَٰنٍ أَتَىٰهُمْ ۙ إِن فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَّا هُم بِبَٰلِغِيهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴾ (غافر المومن: ۴۰/ ۵۶)

''جو لوگ آیات اللہ میں ان کے پاس آئی ہوئی دلیل کے بغیر جھگڑا کرتے ہیں ان کے سینوں میں تکبر کے علاوہ کچھ نہیں۔ مگر وہ اس گھمنڈ کو نہیں پہنچنے والے۔ آپ اللہ کی پناہ مانگیں وہ سمیع وعلیم ہے۔''

کیونکہ انسانی افعال کو انسانی آنکھ دیکھ سکتی ہے۔ البتہ شیطانی وسوسہ ایک تصوراتی چیز ہے۔ اپنے تمام مفاسد کا ہدف قلب انسانی کو بناتا ہے۔ اور وہ ایک معنوی چیز ہے لہٰذا ان سے پناہ بھی اللہ کی اس صفت کے ساتھ مانگنے کا حکم ہے جو سمیع وعلیم ہے لیکن جب انسانی برائیاں مشاہدے میں آسکتی ہیں تو ان سے پناہ بھی اللہ کی اس صفت کے ذریعے مانگنے کا حکم ہے۔ جو سمیع بصیر ہے۔

نتیجتاً کسی بھی قسم کی مخلوق ہو جیسے حیوان' انسان' جنات' حشرات' درندے' آندھی' اور بجلی وغیرہ اور کسی بھی قسم کی آزمائش ہو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا بچاؤ کا یقینی طریقہ ہے[1] اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سورۃ فلق میں ہمارے درج بالا قول کی دلیل ہے۔ ''آپ فرما دیجئے کہ میں گٹھلی پھاڑنے والے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر مخلوق کی برائی سے۔''

ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب ''بدائع الفوائد'' میں فرماتے ہیں:

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس سورت میں ''ما'' کیا مطلق ہے تو میرا جواب یہ ہوگا کہ اس میں عموم مقید وصفی ہے عموم مطلق نہیں ہے اور مراد یہ ہوگی۔ ہر شریر مخلوق کے شر سے پناہ کا مطالبہ کرنے کا حکم ہے۔ اس لحاظ سے تو ''ما'' میں عموم ہے لیکن یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کی برائی سے پناہ طلب کرو۔ کیونکہ جنت اور اس کی نعمتیں بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور اس میں کسی قسم کا شر نہیں ہے۔ اسی طرح فرشتے اور انبیاء خالصتاً خیر ہی خیر ہیں اور ان کے ہاتھ صرف بھلائی ہی حاصل ہوئی۔ لہٰذا پناہ صرف شریر مخلوق کے شر سے مانگی جائے گی۔ نیز دنیا وآخرت کے شر سے پناہ مانگی جائے گی۔ جیسے انسان وشیطان درندے' حشرات'

---

① مصنف کی کتاب۔ ''دفع البلایا والشرور''۔

ہوا اور جہنم وغیرہ کے شر سے پناہ طلب کی جاتی ہے۔"

مسلم، ترمذی اور نسائی میں حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی جب پڑاؤ کرتے وقت یوں کہے: میں اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزوں کی برائی سے اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء وصفات کی پناہ پکڑتا ہوں جب تک وہ اس جگہ سے کوچ نہ کرے گا اسے کوئی چیز ضرر نہیں پہنچا سکے گی۔

نیز مسند احمد، ابو داؤد اور ترمذی میں رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث بھی مروی ہے۔ "جس کسی نے پڑاؤ کیا اور یوں کہا: میں اللہ تعالیٰ کے غضب سے اس کے بندوں کی شرارتوں سے شیطانی وسوسوں سے اور ان کے اپنے پاس آنے سے اللہ تعالیٰ کے مکمل اسماء وصفات کی پناہ مانگتا ہوں۔

مسند احمد میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حسن اور حسین کے لئے یوں پناہ مانگا کرتے تھے۔

میں ہر شیطان اور ہر موذی چیز اور ہر ملامت کرنے والی آنکھ سے تم دونوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات (اسماء وصفات) کی پناہ مانگتا ہوں اور آپ ﷺ فرماتے تھے۔ بے شک تمہارا باپ ابراہیم علیہ السلام اس دعاء کے ذریعے اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کے لئے پناہ مانگتا تھا۔ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

شر پر صبر جمیل کا مظاہرہ:

﴿ إِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ ﴾ (الزمر: ۳۹: ۱۰)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کے ساتھ اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے"

"بے شک صبر کرنے والوں کو ان کا اجر پورا اور بے حساب دیا جائے گا۔ لہٰذا لوگوں میں سب سے زیادہ سعادت مند وہ ہے جسے ذکر الٰہی میں مشغول رہنے والی زبان اور اللہ کی نعمتوں پر شکر کرنے والا دل اور معصیت پر ملامت کرنے والا نفس عطا ہو جائے۔

جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات کا خواہاں ہو اور رضائے الٰہی جیسی نعمت

سے سرفراز ہونا چاہے تو اسے تنگدستی وخوشحالی میں صبر کرنا چاہئے نہ تو وہ جزع فزع کرے اور نہ ہی ناراض ہو۔

اللہ کا تقویٰ' اوامر اور نواہی کے وقت اس کی یاد وحفاظت:

پس کسی نے اللہ کا تقویٰ اختیار کر لیا اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفظ وامان میں رکھتا ہے اور کسی غیر اللہ کے سپرد نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ۞ ﴾

(آل عمران: ۳/ ۱۲۰)

''اگر تم صبر کرو اور متقی بن جاؤ تو ان کی تدبیریں تمہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتیں''

ترمذی میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تو اللہ کے عہد کا پاس کیا کر اللہ تیری حفاظت کرے گا اور ہمیشہ تو اللہ کو اپنے سامنے پائے گا''۔ تو جس کسی نے اللہ کے عہد کی حفاظت کی اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے اور وہ شخص جدھر بھی منہ کرے اپنے سامنے اللہ کو پاتا ہے۔ تو جس کا محافظ خود اللہ تعالیٰ ہو تو اسے کس کا خوف یا ڈر کا ہے کو ہوگا؟

اللہ پر توکل:

جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے گا۔ تو اللہ اسے کافی ہو جائے گا۔ نیز مصیبتوں کو اپنے آپ سے دور کرنے یا مخلوق کی طرف سے ایذا رسانی اور ان کی طرف سے ظلم وعدوان کو ہٹانے کے لئے سب سے تمام ہتھیار اللہ پر توکل ہے۔ یہ سب سے قوی سبب ہے اور اللہ تعالیٰ اسے کافی ہوتا ہے۔ اور جس کو اللہ کافی ہو جائے اور ہر مصیبت سے بچانے والا وہی ہو تو پھر مخلوق اسے کیا تکلیف پہنچائے گی۔ یا اس کا دشمن اس کا کیا بگاڑے گا۔ تاہم طبعی تکالیف سے وہ مستثنیٰ نہیں ہے۔ جیسے سردی' گرمی' بھوک' پیاس' لیکن دشمن اپنے ارادے سے کوئی نقصان

نہیں پہنچا سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے ظاہری ایذاء اور معنوی ضرر میں یوں فرق کیا ہے کہ ظاہری ایذاء درحقیقت بندے پر احسان ہے کیونکہ جب وہ اس پر صبر کرے گا تو اس سے اجر میں اضافے کا باعث ہوگا۔ اور ایذاء پہنچانے والے کے لئے ہی وہ ضرر کا باعث بنے گی۔

کسی عالم نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہر عمل کے لئے جزا اسی عمل جیسی بنائی ہے لیکن توکل الہٰی کی جزاء اپنی طرف سے بندے کے لئے ''کفایت'' بنائی ہے اور اللہ ہی نے فرمایا ''جو کوئی اللہ پر توکل کرے گا پس وہ اس کو کافی ہے

یہ نہیں فرمایا کہ ہم اسے اتنا اتنا اجر عطا فرمائیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اعمال صالحہ کے بدلہ میں فرماتا ہے بلکہ اللہ نے اپنی ذات کو ہی توکل کرنے والے بندے کے لئے کافی کر دیا ہے اور تمام شرور سے اسے بچانے کا ذمہ خود ہی لے لیا ہے اگر بندے کما حقہ اللہ پر توکل کرنے لگیں تو ارض و سماوات اور ان کے درمیان بسنے والوں کی تکالیف سے رب العباد ان کیلئے ضرور نکلنے کی راہ بنا دے اور نیز اللہ بندوں کو کافی ہو جائے اور ان کی مدد کرے۔

مخلوق کی شرارتوں سے توجہ ہٹا کر اللہ سے دعا کی طرف توجہ کر لینا:

شریروں کی شرارتوں کی فکر کرنا دل اور روح کے لئے کسی عذاب سے کم نہیں ہوں جوں بندہ اپنے دل میں ان شرارتوں کے متعلق سوچے گا توں توں یہ وسوسہ حجم میں بڑھتا جائے گا لہٰذا نہ تو وسوسوں کی طرف توجہ کی جائے اور نہ ہی ان سے ڈرا جائے اور نہ ہی اپنے دل کو ایسی سوچوں سے بھرا جائے۔

اس شر سے نپٹنے کے لئے یہ طریقہ سب سے زیادہ نافع اور یہ سبب سب سے زیادہ قوی ہے۔ اور جس شخص نے بھی یہ سبب اختیار کیا گویا کہ اللہ پر اسے کامل بھروسا ہے اور اس کو اسی طریقے سے سکون واطمینان حاصل ہوتا ہے۔

تاہم اللہ تعالیٰ نے دعا کو اوڑھنا بچھونا بنانے کا تو خود حکم دیا ہے۔

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾ (غافر: ۴۰/۶۰)

"اور تمہارے رب نے کہا کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری پکار قبول کروں گا"

جب سیدنا ایوب بیمار ہو گئے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے انھیں شفاء دے دی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ [الانبیاء: ٨٣]

"اور آپ ایوب کو یاد کریں جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے مصیبت لگی ہے اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ پس ہم نے ان کی دعا سنی اور ان کی تکلیف کو دور کر دیا"

مصیبت چاہے جتنی بھی سخت کیوں نہ ہو مسلمان اپنی موت کبھی بھی نہیں مانگتا کیونکہ مسلمان کو جتنی بھی عمر ملے اس کی نیکیوں میں اضافہ کا موجب ہوگی لیکن اگر مسلمان موت کی دعا کرنے پر مجبور ہو جائے تو یوں دعا کرے:

((اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مَا كَانَتِ الْحَیَاةُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْرًا لِّیْ))

"اے اللہ جب تک میرا جینا میرے لئے بھلائی کا باعث رہے تو مجھے زندہ رکھ اور جب موت میری بھلائی کا موجب ہو تو مجھے موت دے دے۔ اور میرے جینے کو میری نیکیوں میں اضافے کا باعث بنا دے اور میری موت کو ہر شر سے راحت کا سبب بنا دے۔"

اللہ تعالیٰ کیلئے مخلص ہو جانا اور اسی کی طرف متوجہ ہو جانا:

جب مسلمان اپنے دل کے تمام گوشے اور اپنے ذہن کے تمام احساسات اور اپنی امیدیں اور آرزوئیں صرف اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے قرب کے لئے وقف کر دے اور اس کی یاد اور فکر میں کھو جائے تو پھر اپنے اوپر آنے والی کسی مصیبت یا رنج و فکر کے متعلق وہ

بالکل نہیں سوچے گا۔ جونہی اسے شیطان کے گروہ تکلیف پہنچائیں گے تو وہ اپنی پہلی فرصت میں اپنے خالق تبارک وتعالیٰ کی پناہ حاصل کرے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ ﴾ (الاعراف: ۷/۲۰۱)

"بے شک متقیوں کو جب شیطان کے گروہ تنگ کریں تو وہ فوراً انہیں یاد کرتے ہیں جس سے انہیں بصیرت حاصل ہو جاتی ہے۔"

دشمنوں کے مسلط کئے جانیوالے گناہوں سے بندہ خالصتاً اللہ کے حضور توبہ کرے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ ﴾ (الشوریٰ: ۴۲/۳۰)

"تمہیں جو مصیبت بھی پہنچتی ہے تمہارے اپنے اعمال کے سبب ہوتی ہے"

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

﴿ أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ مِثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّى هَذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ ﴾ (آل عمران: ۳/۱۶۵)

"اور کیا جب تمہیں ایک مصیبت پہنچی جس سے دگنی مصیبت تم نے پہنچائی تو تم نے کہا یہ کہاں سے آگئی!؟ آپ ﷺ فرما دیں یہ تمہارے اپنے پاس سے ہی ہے"

جب بھی بندے پر کوئی موذی مسلط ہوتا ہے۔ وہ اس کے گناہوں کی وجہ سے ہی تسلط حاصل کرتا ہے۔ بندہ اپنے گناہوں کا علم رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔ اور بندہ اپنے جن گناہوں کا علم نہیں رکھتا وہ ان گناہوں سے کئی گنا زیادہ ہیں جن کا علم اسے ہوتا ہے اور بندہ اپنے جن اعمال کو بھول چکا ہوتا ہے وہ ان اعمال سے کئی گنا زیادہ ہوتے ہیں جو اسے یاد ہوتے ہیں۔ تو بندے کو اپنے جن اعمال سے توبہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ اسے یاد نہیں رہتے وہ کئی گنا زیادہ ہوتے ہیں۔ ان اعمال سے جن سے توبہ کرنی اسے یاد ہوتی ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ اپنی دعا میں یوں فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں ان

اعمال کے شر سے جو میں کر چکا ہوں اور ان اعمال کے شر سے بھی جو میں نے نہیں کیے۔'' مسلم اور ابوداؤد نے یہ روایت کی ہے۔

اس بحث سے ہمیں یہ پتا چلا ہے کہ ہمارے ہی گناہوں کی وجہ سے موذی ہم پر مسلط ہوتے ہیں اور توبہ کے بعد ہی وہ ہٹتے ہیں۔

صدقہ و احسان:

صدقہ و احسان ہر قسم کے حسد، جادو اور مرض کا اثر دور زائل کرنے میں عجیب تاثیر رکھتا ہے۔ صدقہ اور احسان کرنے والے کے ہمراہ ایسے لشکر ہوتے ہیں کہ اگر خود سو جائے تو وہ لشکر اس کی طرف سے لڑتے ہیں۔ تو جب کسی کا دشمن تو ہو لیکن اس کے پاس کوئی فوج یا لشکر نہ ہو تو یہ ممکن ہے کہ دشمن اس کے خلاف کامیاب کارروائی کر گذرے۔ اگرچہ کامیابی میں کچھ تاخیر ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اسی وجہ سے مصیبت کو ہٹانے کا بڑا سبب رسول اللہ ﷺ نے صدقہ بتایا ہے۔

مسند احمد اور جامع ترمذی میں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدقہ گناہوں کی تپش کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

برائی کرنے والے کے ساتھ احسان کرنا:

نفس انسانی پر سب سے گراں اور بوجھل یہی سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس بندے کو توفیق کا بہت بڑا حصہ دے رکھا ہو صرف اسی کو ایسا کرنے کی ہمت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝ ﴾ (فصلت: ۴۱/ ۳۵)

"اچھائی اور برائی برابر نہیں ہیں تو اچھے طریقے سے اپنا دفاع کر اس طرح تیرے اور تیرے دشمن کے درمیان گہری دوستی ہو جائے گی۔ یہ صفت صرف صبر والوں کی ہے نیز یہ صفت بہت بڑے نصیب والے کی ہے"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴾

(الشوریٰ: ۴۳)

"جس نے صبر کیا اور بخشش مانگی تو یہ بہت پختہ عزم کی بات ہے"

محترم قارئین! آپ ذرا رسول اللہ ﷺ کے حال پر بھی غور کریں کہ جب آپ کو آپ کی قوم والے مار رہے تھے اور آپ کو لہولہان کر رہے تھے تو آپ یہ کہا کرتے تھے: "اے اللہ! تو میری قوم کو بخش دے یہ لوگ نادان ہیں"۔ ان چند الفاظ میں بدسلوکی کے بدلے احسان کے چار مرتبے کس طرح سمو دیئے گئے ہیں۔

① بدسلوکی کرنے والوں سے درگذر۔

② رسول اللہ ﷺ کا ان کے لئے بخشش طلب کرنا۔

③ بدسلوکی کرنے والوں کی طرف سے اللہ کے سامنے یہ عذر پیش کرنا کہ وہ نادان ہیں۔

④ رسول اللہ ﷺ کی ان پر کمال مہربانی کے ساتھ ساتھ اپنی طرف ان کی نسبت کر کے یہ فرمانا "وَاغْفِرْ لِقَوْمِي" یہ میری قوم ہے لہٰذا قوم کو بخش دے۔

اللہ کی خالص توحید کا یقین:

اس طرح ہر مبتلائے آزمائش کو یقین ہو جاتا ہے کہ اس دنیاوی زندگی میں ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور ہر نفع و نقصان اللہ ہی کے حکم سے حاصل ہوتا ہے اور ہر کسی کی مصیبت کو اللہ وحدہ لاشریک لہ ہی لاتے بھی ہیں اور وہی دور بھی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ
وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ

"اور اگر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو اسے کوئی ہٹا نہیں سکتا اور اگر اللہ آپ ﷺ کو کوئی نفع دینا چاہے تو اللہ کے فضل کو آپ ﷺ سے کوئی روک نہیں سکتا"۔

ترمذی میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مخاطب کرتے فرمایا تو جان لے کہ اگر تمام مخلوقات جمع ہو کر تجھے ذرہ برابر نفع پہنچانا چاہیں تو اللہ کے حکم کے بغیر وہ ایسا نہیں کر سکتیں اور اگر تمام مخلوقات جمع ہو کر تجھے ذرہ برابر نقصان پہنچانا چاہیں تو اللہ کے حکم کے بغیر ذرہ برابر وہ نقصان نہیں پہنچا سکتیں"۔

جب بندے کی توحید خالص ہو جاتی ہے تو اس کے دل سے غیر اللہ کا خوف نکل جاتا ہے۔ اور اپنے دشمن کو وہ اس قابل ہی نہیں سمجھتا کہ اللہ کے ساتھ وہ اپنے دشمن سے بھی ڈرے۔ اور وہ ڈر' محبت' خشیت' انابت' توکل' رجاء کو اللہ کے لئے خالص کر دیتا ہے۔ وہ اللہ کے ساتھ غیر اللہ سے نہ تو ڈرتا ہے۔ نہ وہ غیر اللہ سے امیدیں باندھتا ہے۔ اور نہ وہ اپنا دل غیر اللہ کے ساتھ معلق کرتا ہے۔ اور نہ ہی غیر اللہ سے فریاد کرتا ہے اور نہ ہی غیر اللہ سے مدد طلب کرتا ہے۔ نتیجتاً اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت اپنے ذمہ لے لیتا ہے اور اس بندے کی تمام تکالیف دور کر دیتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں کا دفاع کرتا ہے۔ ثابت ہوا کہ توحید اللہ تعالیٰ کا ایسا مضبوط قلعہ ہے کہ جو بھی اس میں داخل ہو گیا محفوظ و مامون ہو گیا۔

کسی عالم کا قول ہے: جو اللہ سے ڈر جائے اس سے تمام مخلوق ڈرتی ہے اور جو بندہ اللہ سے نہ ڈرے اللہ اسے ہر چیز سے ڈراتا ہے۔

قارئین محترم! صفحات گذشتہ میں مرگی کی بیماری کی حقیقت اور اس کی اقسام و اسباب اور اس سے پرہیز اور علاج کے طریقے بیان ہوئے ہیں اور مرگی کی دونوں اقسام (عضوی جناتی) کے درمیان ہم فرق کیسے کریں گے اور شرعی دم سے کیا مراد ہے؟ ہم نے ان سوالوں کے جواب بھی دے دیئے ہیں۔ نیز ہم ذیل میں گذشتہ صفحات کا اختصار پیش

کرنا بھی یہاں مفید ہے تاکہ اس بیماری کے مطالعہ وتحقیق کا شوق رکھنے والے مختصر وقت میں اس کا مطالعہ کرسکیں اور اللہ کے حکم سے اس مرض سے نجات حاصل کرسکیں۔

(۱) شفاء کے حصول کے لئے اسباب کا سہارا لینا اس کے دلائل کتاب وسنت کی روشنی میں پیش کئے گئے۔

(۲) دوا علاج اور مسلمان کے توکل میں عیب جوئی کا سبب نہیں ہیں۔

(۳) شفاء کے حصول کے تین اہم ذرائع (۱) طبی دوائیں (۲) دم ہیں (۳) اور دونوں کے مرکب ہوتے ہیں۔

(۴) علاج کے لئے ایسے طبیب کے پاس جانا ضروری ہے جو عقیدہ وتقویٰ رکھتا ہو اور اپنے فن میں ماہر ہو۔

(۵) جنات کے مخلوق ہونے کی اتنی دلائل ذکر کردی گئی ہے۔ جس کے بعد ان کے وجود میں کسی شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ نیز ضمناً یہ ذکر کر دیا ہے کہ وہ بھی شریعت اسلامی پر ایمان لانے کے لئے مکلف ہیں اور ان کے اعمال کا بھی محاسبہ ہوگا۔

(۶) عالم جن ان کی پرورش کے مراحل ان کی ابتداء اقسام رہائش معیشت اشکال انسان اور ان کے درمیان جاری جنگ کی حقیقت کی وضاحت کی گئی ہے۔

(۷) جنات مختلف شکلیں اختیار کر لیتے ہیں جب وہ کسی انسان یا کسی حیوان کی صورت میں ہوں تو انسان انہیں دیکھ بھی سکتے ہیں۔

(۸) مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور گمراہ کرنے کے لئے شیاطین متعدد ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں تمام مسلمانوں کا ان ہتھکنڈوں سے واقف ہونا ضروری ہے تاکہ

(۱) جیسے بھوک کو مٹانے کے لئے کھانا اور پیاس کے لئے پانی، گرمی اور سردی سے بچاؤ کے طریقے توکل مسلم میں نقص کا باعث نہیں ہیں۔ بیشتر شرعی تعلیمات اور تقدیر کے اصول کا تقاضا بھی ہے۔ البتہ کے مظہر وہ اسباب کو پکڑا جائے پھر بھی تو یہ عمل ہوسکتی ہے اور اسباب کو چھوڑ دینے سے توکل علی اللہ کے ثبوت میں نقص واقع ہوتا ہے۔

اپنے آپ کو ان سے بچا سکیں۔

(۹) کتاب وسنت اور عقلی دلائل سے جناتی مرگی کا ثبوت پیش کیا گیا ہے۔

(۱۰) جناتی مرگی کو جنات بطور ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔

(۱۱) دلائل عقلی اور نقلی کے ذریعہ پتہ چل گیا ہے کہ مرگی دو قسم کی ہے۔
عضوی مرگی دماغ کے بعض اعصابی خلیات میں عدم توازن کے نتیجے میں الیکٹرونی لہروں میں شدت کی وجہ سے ہوتی ہے۔

(۱۲) جناتی مرگی کا علاج صرف قرآنی اور نبوی دعاؤں سے ہی ہو سکتا ہے۔ ایسی حالت میں الیکٹرک شاک لگوانے سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ طریقہ ایسی حالت میں بہت ضرر رساں ہے۔

(۱۳) عضوی مرگی کا علاج اللہ تعالیٰ کے حکم سے طب انسانی کے ذریعے ہو سکتا ہے۔

(۱۴) عامل قرآنی اور معالج طبی کے درمیان تعاون ہونا چاہئے۔

(۱۵) پرہیز علاج سے بہتر ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے انسانی اور شیطانی دشمنوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہمیشہ کرتے رہیں۔ نیز پانچوں نمازوں کی باجماعت پابندی کرے کیونکہ مکروں کے مکر سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ مضبوط قلعہ ان کی مضبوط پناہ گاہ ہے۔

ان اہم نکات کے بعد میں کچھ پند و نصائح لکھتا ہوں۔ جن کی ہمیں اپنے وقت کے فتنوں سے بچنے کے لئے نہایت ضرورت ہے۔ نیز ہمارے زمانے میں بے شمار امراض اور معاصی پھیل چکے ہیں۔ جن سے بچنے کے لئے یہ اہم نصائح میں نے علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی کتاب زاد المعاد سے اختیار کئے لیکن اپنی کتاب میں نقل کرتے ہوئے اصل عبارت میں معمولی کمی بیشی کی ہے۔

سنہری باتیں اور بکھرے موتی

کسی حکیم نے کہا: اگرچہ کسی کو بتا نہیں ہے پھر بھی جو بقا کو پسند کرتا ہے تو صبح و شام کھانے جلدی کھاؤ نیز لباس کم پہنو اور عورتوں سے ہمبستری بھی کم کرو۔

کسی حکیم نے کہا: چار چیزیں جسم کو کمزور کر دیتی ہیں۔ ① کھانے کے بعد جماع کرنا ② کھانا کھا کر غسل کرنا ③ بھنا ہوا گوشت کھانا ④ بوڑھی عورت سے جماع کرنا۔

حکیم نے کہا: نوخیز عورت کے علاوہ کسی سے شادی نہ کرو۔ پھلوں کے پکنے کے موسم کے علاوہ پھل بالکل نہ کھاؤ۔ جب تک بیمار نہ ہو جاؤ اپنا علاج مت کراؤ۔ مہینے میں ایک بار اپنے معدہ کی صفائی کراؤ اس سے بلغم پگھل جاتی ہے۔ سودا ختم ہو جاتا ہے گوشت بڑھ جاتا ہے۔ جب تم دوپہر کا کھانا کھا چکو تو ایک گھڑی کے لئے سو جاؤ۔ اور جب تم شام کا کھانا کھاؤ تو کم از کم چالیس قدم ضرور چلو۔

کسی بادشاہ نے اپنے طبیب کو کہا: شاید تیری زندگی کم ہو۔ لہٰذا میرے لئے کوئی دوا تجویز کرو۔ اس نے کہا: نوجوان لڑکی کے علاوہ کسی سے شادی نہ کر اور نوجوان جانور کے علاوہ کسی کا گوشت مت کھا اور مرض کے بغیر دوا مت لے اور صرف پکے ہوئے پھل کھا اور کھانا اچھی طرح چبا کر کھا اور دن کو کھا کر سونے میں کوئی حرج نہیں لیکن رات کے کھانے کے بعد کم از کم پچاس قدم ضرور چل اور بغیر بھوک کے مت کھا اور عورت کو جماع پر مجبور مت کر۔ اور نہ اپنا پیشاب روک۔ اور غسل کر اس سے پہلے کہ تجھے غسل دیا جائے۔ معدہ میں جگہ نہ ہو تو مت کھا اور جس چیز کو تیرے دانت چبا نہ سکیں وہ مت کھا۔ کیونکہ تیرا معدہ ایسی چیز کو ہضم نہیں کر سکتا اور ہفتہ میں ایک بار قے کر کے اپنے جسم کو ضرور پاک کر۔ تیرے جسم کا

سب سے بہترین خزانہ خون ہے۔ لہٰذا بغیر ضرورت کے اسے اپنے جسم سے مت نکال۔ اور غسل کیا کر کیونکہ غسل کے ذریعے جسم سے ایسا گندہ مواد خارج ہوتا ہے جو دوائی کے ذریعے خارج نہیں ہو سکتا۔

امام شافعیؒ نے فرمایا چار اشیاء جسم کو قوت دیتی ہیں

(۱) گوشت خوری

(۲) خوشبو

(۳) جماع کے بغیر کثرت سے غسل کرنا

(۴) پٹ سن کا لباس

☆ ☆ ☆

چار چیزیں جسم انسانی کو کمزور کرتی ہیں

(۱) بکثرت جماع

(۲) بکثرت پریشانی

(۳) نہار منہ کثرت سے پانی پینا

(۴) بکثرت ترش اشیاء کا کھانا

☆ ☆ ☆

چار اشیاء بصارت کو قوت پہنچاتی ہیں

(۱) کعبہ کے پاس بیٹھنا

(۲) سوتے وقت سرمہ کا استعمال

(۳) سبزے کو دیکھنا

(۴) بیٹھنے والی جگہ کو پاکیزہ رکھنا

☆ ☆ ☆

چار اشیاء ضعف بصارت لاتی ہیں:

۱ [illegible] کی طرف دیکھنا

۲ پھانسی پر لٹکے ہوئے کو دیکھنا

۳ شرمگاہ کی طرف دیکھنا

۴ قبلہ کی طرف پشت پھیر کے بیٹھنا

☆ ☆ ☆

چار اشیاء قوت دماغ کو بڑھاتی ہیں

۱ پرندوں کا گوشت

۲ اطریفل

۳ پستہ

۴ مکھن

☆ ☆ ☆

چار اشیاء عقل بڑھاتی ہیں۔

(۱) فضول کلام ترک کرنا

(۲) مسواک

(۳) نیکو کاروں کی صحبت

(۴) فقراء کی صحبت

☆ ☆ ☆

حکیم بقراط کے چند زریں اقوال:

ہر چیز کی زیادتی معدے کی دشمن ہے۔ کسی نے جالینوس سے پوچھا تو بیمار کیوں نہیں ہوتا؟ تو اس نے جواب دیا: اس لئے کہ میں نے آج تک دو فضول چیزیں کبھی نہیں کھائیں اور کھانے کے فوراً بعد کبھی کچھ نہیں کھایا۔ نیز میں اپنے معدہ میں مضر کھانے کو روکتا نہیں۔ (فوراً قے کر دیتا ہوں)

چار اشیاء جسم کو بیمار بناتی ہیں:

۱ کثرت کلام

۲ بکثرت سونا

۳ بسیار خوری

۴ کثرت جماع

کثرت کلام سے دماغ کا گودا کم ہو کر ضعیف ہو جاتا ہے۔

بسیار خوابی سے چہرہ زرد ہو جاتا ہے۔ اور دل تاریک ہو جاتا ہے اور آنکھ سوج جاتی ہے۔ پھر انسان کام نہیں کر سکتا۔ اور جسم میں فاسد رطوبتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

بسیار خوری معدہ کے منہ کو فاسد کر دیتی ہے۔ جسم کمزور ہو جاتا ہے۔ گندی ریاح جسم میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ نیز مزمن امراض جسم کو اپنا گھر بنا لیتے ہیں۔

کثرت جماع جسم کو فنا کر دیتا ہے۔ انسانی طاقتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ مفید جسمانی رطوبات کم ہو جاتی ہیں۔ پٹھے ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔ بدن میں سدے پیدا ہو جاتے ہیں اور ان کا ضرر پورے بدن پر حاوی ہو جاتا ہے۔ اور خصوصاً اس کے اثرات بد کا شکار دماغ ہوتا ہے۔ کیونکہ روحانی قوتیں دماغ میں ہی موجود ہوتی ہیں۔ تمام مستفرغات کی نسبت جماع سے زیادہ قوتیں زائل ہوتی ہیں۔ نیز روحانی جوہر بکثرت ضائع ہو جاتا ہے۔

چار اشیاء بدن کو کمزور کرتی ہیں: ۱ پریشانی ۲ غم ۳ بھوک ۴ بے خوابی

اور چار اشیاء مفرح بدن ہیں۔ ۱ سبزے کو دیکھنا ۲ بہتے ہوئے پانی کو دیکھنا ۳ محبوب کو دیکھنا اور ۴ پھلوں کو دیکھنا۔

چار اشیاء بصارت کمزور کرتی ہیں: ۱ صبح و شام بغض و کینہ سے بھرا ہوا چہرہ۔ ۲ دشمن کا خوف ۳ بکثرت گریہ وزاری ۴ باریک لکھائی پر بکثرت نظر رکھنا۔

چار اشیاء بدن کے لئے مقوی ہیں:

۱ نرم و ملائم لباس

(۲) معتدل پانی سے غسل کرنا۔

(۳) چکنا ہٹ اور شیرینی کا کھانا۔

(۴) پاک خوشبوؤں کو سونگھنا۔

چار اشیاء چہرے کو لاغر کر دیتی ہیں۔ اور اس کی رونق و تروتازگی زائل کرتی ہیں۔
(۱) جھوٹ (۲) بدگوئی (۳) علم کے بغیر کثرت سے سوال کرنا (۴) گناہوں کی کثرت۔

چار اشیاء کینہ اور ناراضی کا سبب بنتی ہیں: (۱) تکبر (۲) حسد (۳) جھوٹ (۴) چغل خوری۔

چار اشیاء رزق کی فراوانی کا سبب بنتی ہیں: (۱) قیام اللیل تہجد (۲) سحری کے وقت کثرت استغفار (۳) صدقہ وخیرات کو معمول بنانا (۴) اور صبح و شام اذکار مسنونہ کرنا۔

چار اشیاء قلت رزق کا باعث ہیں۔ (۱) صبح کے وقت سونا (۲) نماز میں سستی کرنا (۳) سستی مندی (۴) خیانت۔

چار اشیاء ذہن کے لئے نقصان دہ ہیں۔
(۱) ترشی کے استعمال پر مداومت (۲) گدی کے بل سونا (۳) پریشانی (۴) اور غم

اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ اس موضوع پر درج بالا مفید معلومات اکٹھی کر سکوں۔ اللہ سے مجھے امید ہے کہ اس کتاب کو میرے لئے نیکیاں کمانے کا ذریعہ بنا دے گا اور مجھے اور آپ سب کو اس کے ذریعے فائدہ پہنچائے گا۔ اور میں ہر فائدہ اٹھانے والے بھائی سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے میرے والدین کے لئے اور میرے اساتذہ کے لئے اور سب مسلمانوں کے لئے مغفرت طلب کرے۔

آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی نبینا وسلم و بارك علی رسولك الامین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

مرگی لگانے والے جنات

ہمارے ہاں چونکہ علم کی کمی ہے اور ہر طرف جہالت کا دور دورہ ہے۔ اس بنا پر بات بات پہ وہم کیا جاتا ہے۔ کسی وہم کو حقیقت کا رنگ دے کر پھیلا دیا جاتا ہے اور پھر وہ قبول عام حاصل کر جاتا ہے۔ انہی حقائق میں سے جناتی اور عضوی مرگی بھی ایک اہم حقیقت ہے۔ ہمارے ہاں جب کسی کو مرگی کا دورہ پڑتا ہے تو وہ دو وجوہات سے ہوتا ہے یا تو طبی نقطہ نظر سے عضوی مرگی جو ایک عصبی بیماری ہے جس کی بنا پر ہوتا ہے۔ یا پھر جنات کے انسان پر تسلط کی بنا پر۔ جنات انسان کے اندر داخل ہو کر اس کو تنگ کرتے ہیں لیکن ہمارے ہاں ایسے قابل ترس مریض کو نہ تو کوئی مؤثر صحیح شرعی راہنمائی فراہم کی جاتی ہے اور نہ ہی عام انسان کو ایسے معالج پر عملی تدابیر سے آگاہی ہوتی ہے کہ وہ ایسا ہونے کی صورت میں مریض کے ساتھ کیا سلوک کریں۔ اس کو مستند ڈاکٹر کے پاس لے جائیں یا پھر ان علامات سے آگاہی ہو کہ جن کی بنا پر جنات کی موجودگی کے کا اس مرض کی تشخیص و یقین ہو اور وہ مریض کو کسی صحیح العقیدہ عالم باعمل کے پاس علاج کے لیے لے جائیں۔ تاکہ تکلیف کے مارے اس بھائی کو اس مرض سے نجات حاصل کرنے میں مدد دی جا سکے۔ لیکن لاعلم و جاہل لوگ اس وقت پر طرح طرح کے جہالت پر مبنی مضحکہ خیز مظاہرے کرنے لگتے ہیں اس دوران اگرچہ مریض کی روح پرواز کر جائے۔ اس کتاب میں اس اذیت ناک بیماری کے متعلق اس کے اسباب، حقائق، وجوہات اور علاج سے متعلق راہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ یہ کتاب ان لوگوں کے لیے بھی مفید ثابت ہوگی جو آئے دن بہروپیے عاملوں کے پاس جا کر نہ صرف عقیدہ کی دولت لٹاتے ہیں بلکہ اپنی جیب سے خون پسینے کی کمائی کی دولت بھی لٹا بیٹھتے ہیں۔

محمد طاہر نقاش



دار الابلاغ

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ